جماعة التبليغ فى شبه القارة الهندية ـ تعريفها، عقائدها

کا اردو ترجمہ

تبلیغی جماعت کے عقائد

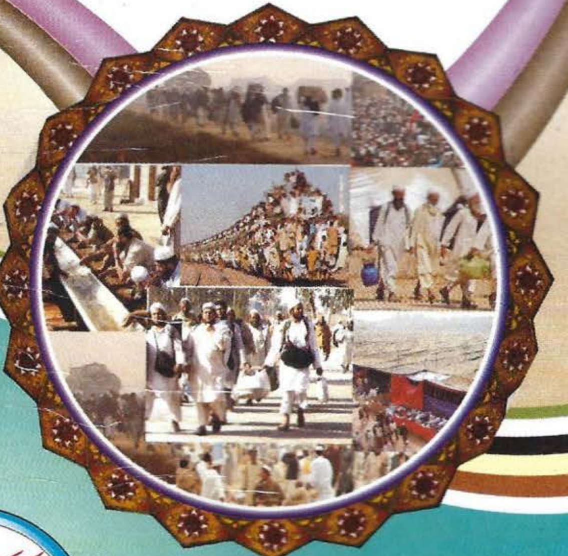

ڈاکٹر پروفیسر سید طالب الرحمٰن حفظہ اللہ

مکتبہ بیت السلام
متوناتھ بھنجن یوپی الہند

Www.IslamicBooks.Website

جماعة التبليغ فی شبه القارة الهندیه
تعریفها۔ عقائدها

کا اردو ترجمہ

تبلیغی جماعت کے عقائد

ڈاکٹر پروفیسر سید طالب الرحمٰن حفظہ اللہ

مکتبہ بیت السلام مئو ناتھ بھنجن یوپی الہند

Www.IslamicBooks.Website

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب	:	تبلیغی جماعت کے عقائد
تالیف	:	ڈاکٹر پروفیسر سید طالب الرحمٰن حفظہ اللہ
طابع وناشر	:	مکتبہ بیت السلام مئوناتھ بھنجن یوپی الہند
سال اشاعت	:	اکتوبر ۲۰۱۳ء
تعداد اشاعت	:	ایک ہزار ایک سو
صفحات	:	252

ملنے کا پتہ

مکتبۃ الفہیم
مئوناتھ بھنجن یوپی

MAKTABA AL-FAHEEM
Raihan Market, 1st Floor, Dhobia Imli Road
Sadar Chowk, Maunath Bhanjan - (U.P.) 275101
Ph.: (O) 0547-2222013, Mob. 9236761926, 9889123129, 9336010224
Email :faheembooks@gmail.com

القرآن پبلیکیشنز سری نگر	مکتبہ دار السلام سری نگر، مکتبہ مسلم سری نگر
اسلامک بک سروس سری نگر	مکتبہ المعارف ممبئی، عمری بک ڈپو ممبئی
ھدیٰ بک ڈسٹری بیوٹرس حیدر آباد	مکتبہ الاثر پرانی حویلی حیدر آباد
دکن ٹریڈرس مغل پورہ حیدر آباد	مکتبہ دار السلام اننت ناگ کشمیر

Www.IslamicBooks.Website

برائے یادداشت

Www.IslamicBooks.Website

Www.IslamicBooks.Website

فہرست

۱	سبب تالیف	۱۲
۲	زکریا صاحب حنفی دیوبندی	۱۶
۳	حنفیت پر عمل	۱۷
۴	حدیث کی مخالفت	۱۸
۵	مولانا مودودی پر برسنا	۲۰
۶	احادیث کی مخالفت	۲۱
۷	بالغ لڑکی کی آزادی	۲۴
۸	نماز میں ہوا خارج کرنا	۲۵
۹	کنز وشامی سے محبت	۲۶
۱۰	فقہ حنفی کے غلیظ مسائل	۲۷
۱۱	چالیس رکنی کمیٹی کی حقیت	۲۸
۱۲	احناف کے جھوٹ	۸۱
۱۳	کائنات کی عجیب ترین کمیٹی	۸۳
۱۴	حنفیت کی گٹھی	۸۴
۱۵	احادیث کے جواب پڑھانا	۸۵
۱۶	حدیث پر قیاس مقدم	۸۶
۱۷	کتب حنفیہ کی حقیقت	۸۷
۱۸	حدیث کی تاویل	۸۸
۱۹	حنفیت پھیلانے کا منصوبہ	۸۹
۲۰	حدیث کی مخالفت	۹۰
۲۱	تحریف حدیث	۹۱
۲۲	تاویلات حدیث	۹۲
۲۳	افتراء علی اللہ	۹۴
۲۴	حنفیت کے لئے جھوٹ	۹۵
۲۵	تقلید ابوحنیفہ	۹۶
۲۶	نبوت میں حصہ دار	۹۷
۲۷	تیل سے تفسیر	۹۸
۲۸	تعلیم تھانوی کی طریقہ الیاس کا	۹۹
۲۹	وحی میں خیانت	۱۰۱
۳۰	نرالا طریقہ تبلیغ	۱۰۲
۳۱	نبی ﷺ پر بہتان	۱۰۲
۳۲	اشرف علی تھانوی کی تعلیم کے چند نمونے	۱۰۵
۳۳	تھانوی صاحب حجت ہیں	۱۰۷
۳۴	نبی ﷺ کی برابری	۱۱۱
۳۵	گنگوہی کی سنت کی اتباع	۱۱۵
۳۶	صحابہ کی برابری	۱۱۷

Www.IslamicBooks.Website

۳۷	تنقیص صحابہ	۱۱۹	۵۵	مردہ زندہ اور زندہ مردہ	۱۵۶
۳۸	بلغم پینا	۱۲۰	۵۶	مرنے کا علم	۱۵۷
۳۹	منصب نبوت کی طرف پیش قدمی	۱۲۰	۵۷	عاشق ومعشوق	۱۶۰
۴۰	نبی ﷺ سے سبقت	۱۲۲	۵۸	مرضی کی موت	۱۶۲
۴۱	اللہ اور نبی سے پوچھ کر عمل کرنا	۱۲۵	۵۹	ہندوستان میں انبیاء کے مزارات	۱۶۸
۴۲	جبریل خادم	۱۲۷	۶۰	جنتی دوزخی کا علم	۱۶۹
۴۳	الہامی الہام	۱۲۷	۶۱	مُردوں کی حاضری	۱۷۱
۴۴	خیال تک اوپر سے آنا	۱۲۸	۶۲	قبر سے وعلیکم السلام کی آواز	۱۷۵
۴۵	مولانا الیاس کا اللہ سے خاص تعلق	۱۲۹	۶۳	اعمال امت نبی ﷺ پر پیش ہونا	۱۷۶
۴۶	نبی ﷺ کا الیاس صاحب کو حکم	۱۳۰	۶۴	قبر نبیؐ عرش سے افضل	۱۷۶
۴۷	نبی ﷺ کا لڑکی سے مقابلہ	۱۳۳	۶۵	قبر سے اجازت	۱۷۷
۴۸	نبی ﷺ کی صفات میں شراکت	۱۳۴	۶۶	کیا عجیب وغریب عقیدہ ہے	۱۸۰
۴۹	انبیاء کی تنقیص	۱۳۶	۶۷	قبر سے جواب	۱۸۱
۵۰	دریا پار کرنے کا عجیب طریقہ	۱۳۵	۶۸	مردے کا اونٹ ذبح کرنا	۱۸۳
۵۱	وحدت الوجود اور تبلیغی جماعت	۱۴۵	۶۹	قبر والے کی سخاوت	۱۸۵
۵۲	وحدت الوجود کا عروج	۱۴۹	۷۰	قبر سے روٹی	۱۸۸
۵۳	مرنے کا وقت اور سرزمین کا علم	۱۵۰	۷۱	قبر سے درہم	۱۸۸
۵۴	مردے کی وجاہت	۱۵۳	۷۲	برزخ سے پانی	۱۹۰

Www.IslamicBooks.Website

۷۴ قبر سے روٹی ۱۹۰
۷۵ قبر سے بال ۱۹۱
۷۶ برزخ میں دعوت ۱۹۱
۷۷ قبر سے لباس ۱۹۲
۷۸ قبر سے مرادیں برآنا ۱۹۲
۷۹ حاضر وناظر ۱۹۶
۸۰ نبی ﷺ کا خود حاضر ہونا ۱۹۷
۸۱ رسول اللہ ﷺ کا خود تشریف لانا ۱۹۷
۸۲ نبی ﷺ کی مشکل کشائی ۱۹۸
۸۳ نبی ﷺ فریادرس ۱۹۹
۸۴ خضرؑ کی مشکل کشائیاں ۲۰۱
۸۶ اللہ سے احادیث سننا ۲۰۳
۸۷ خضرؑ کی حاضری اور غیر حاضری ۲۰۴
۸۸ عاشق ومعشوق کا ملاپ ۲۰۶
۸۹ عالم الغیب معدہ ۲۰۹
۹۰ مجذوب کا علم ۲۰۹
۹۱ عورت علیم بذات الصدور ۲۱۱
۹۲ گناہ دھلتے دیکھنا ۲۱۱
۹۳ استنجا نہ کرنا ۲۱۳
۹۴ حرم میں نور ۲۱۴
۹۵ خزانے ہی خزانے ۲۱۵
۹۶ بھیڑیے بکریاں اکٹھے ۲۱۶
۹۷ شیطان ننگا ۲۱۷
۹۹ صاحب کشف ۲۲۰
۱۰۰ قبر والے سے گفتگو ۲۲۱
۱۰۱ علیم بذات الصدور ۲۲۲
۱۰۲ فیصلہ خود کیجئے ۲۲۸
۱۰۳ موضوع احادیث اور زکریا صاحب ۲۲۹
۱۰۴ عجیب منطق ۲۳۵
۱۰۵ اختلاف امت رحمت ۲۳۷
۱۰۶ کذاب راوی اور زکریا صاحب ۲۴۰
۱۰۷ ضعیف احادیث اور زکریا صاحب ۲۴۳
۱۰۸ مراجع ۲۴۹

☆☆☆

Www.IslamicBooks.Website

مقدمہ

جس خلوص اور محنت کے ساتھ تبلیغی جماعت اس تبلیغی محنت کو جاری وساری رکھے ہوئے ہے ان کی اس محنت اور خلوص میں شک وشبہ کی گنجائش باقی نہیں رہتی۔ لیکن کیا صرف محنت اور خلوص ہی جنت کے حصول کے لئے شرط ہے۔اگر جواب اثبات میں ہے تو عیسائیوں کے گرجوں میں دنیا سے تعلق توڑ کر راہبانہ زندگی بسر کرنے والے ان افراد کا کیا قصور ہے جو اللہ کی رضا اور جنت کے حصول کے لئے اپنا تن من دھن سب کچھ قربان کردیتے ہیں۔اور گرجوں کی چاردیواری کو پھلانگ کر واپس دنیا میں پلٹ آنے کو گناہ عظیم گردانتے ہیں اور اپنی زندگی دین کے لئے وقف کردینے کو اپنی سعادت سمجھتے ہیں اور اگر آپ کا جواب نفی میں ہے اور واقعی نفی میں ہی ہونا چاہئے کیونکہ جنت کے حصول کے لئے اصل بنیاد عقیدہ اور اس دور کے نبی کی اتباع ہے۔تو کیا ہم واقعی تبلیغی محنت میں اپنے نبی ﷺ کے طریقے کی اتباع کررہے ہیں وقت لگانے اور قدم اٹھانے سے پہلے سوچ لیں۔

ا۔ کیا احادیث میں اس بات کا ثبوت ملتا ہے کہ صحابہ کرامؓ کو بھی اللہ کے رسول ﷺ نے تین دن سے لے کر چلہ اور چلے سے لے کر سال اور ساری زندگی کیلئے ایک شہر سے دوسرے شہر اور ملکوں کے لامتناہی سلسلے کیلئے نکالا ہو؟ ایسا کوئی ثبوت کتب احادیث میں موجود نہیں ہے بلکہ آپ ﷺ نے جس مبلغ یا جماعت کو کسی علاقے میں بھیجا ان کو اسی علاقے کا مستقل معلم بنا کر بھیجا تاکہ وہ اپنے کردار اور عمل سے بھی لوگوں کو مسلمان کرے۔

۲۔ کیا احادیث کے اوراق میں آپ کو یہ بات ملتی ہے کہ مکہ سے ایک جماعت مدینے جا رہی ہو اور مدینہ والی جماعت مکہ آرہی ہو جیسا کہ ہمارے ہاں ہوتا ہے کہ لاہور والے راولپنڈی تبلیغ کرنے آرہے ہیں اور پنڈی والے لاہور جارہے ہیں۔خود سوچئے۔

Www.IslamicBooks.Website

جب لاہور والے راولپنڈی کے لئے آتے ہیں تو کیا لاہور والے سب مسلمان ہو گئے یا انہوں نے اسلام سے منہ موڑ لیا ہے۔ اگر واقعی ایسا ہے تو راولپنڈی کی جماعت وہاں کیا لینے جا رہی ہے کیا ان کے پاس الہ دین کا چراغ ہے کہ جو کام وہاں کے مقامی افراد سے نہ ہوا وہ یہ کر لیں گے۔ حالانکہ یہ ایک حقیقت ہے کہ مقامی آدمی کا اپنے علاقے میں اثر و رسوخ ہوتا ہے۔ اس کا اپنا ایک حلقہ احباب ہوتا ہے۔ اس کی اپنی برادری ہوتی ہے۔ اس کا اپنا قبیلہ ہوتا ہے۔ دین کا جو کام ایک مقامی آدمی اپنے علاقے میں کر سکتا ہے۔ ایک اجنبی وہ کیسے کر سکتا ہے۔ جبکہ وہ ان کے طور اطوار سے واقف نہیں ان کی عادات سے واقف نہیں ان کے رسم و رواج سے واقف نہیں جبکہ تبلیغ دین میں یہ تمام چیزیں بڑی اہمیت کی حامل ہیں۔

۳۔ آخر یہ کیا وجہ ہے کہ صرف تبلیغی جماعت کو ہی ہر ملک حتی کہ اسرائیل میں بھی تبلیغ کی اجازت ہے۔ کیا یہ وجہ تو نہیں کہ یہ جماعت لوگوں کے ہاتھوں سے تلوار چھین کر لوٹا اور مصلّی تھما دیتی ہے اور انہیں صوفی بنا کر راہبانہ زندگی بسر کرنے کی ترغیب دیتی ہے اور ان میں جہاد بالسیف کی روح ختم کر دیتی ہے۔ واقعی یہی وجہ ہے تبھی تو جہاد کی تمام آیات و احادیث کو تبلیغی چلت پھرت پر چسپاں کیا جاتا ہے اور ظلم یہ کہ جہاد بالسیف کو جہاد اصغر اور اپنی سیر تفریح کو جہاد اکبر ثابت کیا جاتا ہے۔

۴۔ کیا احادیث کے مطالعے سے آپ کو یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ تبلیغ کا کام صرف جہلاء کے ذمے ہے۔ علماء اس سے بری ہیں۔ اگر نہیں تو پھر تبلیغی چلوں میں تبلیغی کام صرف جہلاء سے ہی کیوں لیا جاتا ہے جن کو سوائے ان تبلیغی نمبروں کے کچھ معلوم نہیں ہوتا۔

۵۔ کیا قرآن مجید نے اسلام کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ ایک فضائل دوسرا مسائل۔ اگر نہیں تو پھر تبلیغی جماعت والوں سے جب مسائل پوچھے جاتے ہیں تو وہ یہ بات کیوں کہتے ہیں کہ

Www.IslamicBooks.Website

مسائل اپنے اپنے علماء سے پوچھیں ہم تو فضائل ہی سنانے آئے ہیں اگر اللہ کے رسول بھی اس دنیا میں صرف فضائل ہی سنانے آتے تو کیا آپ کو کبھی اتنی تکالیف برداشت کرنا پڑتیں۔

۶۔ کیا لوگوں کو نماز کی دعوت دینا اسوہ رسول ﷺ ہے۔ اگر نہیں تو پھر نبی ﷺ کے طریقے کو کیوں نہیں اپنایا جاتا۔ اگر آپ یہ کہیں کہ نبی ﷺ تو کافروں کو تبلیغ کرتے تھے اس لئے توحید کی دعوت دیتے تھے چونکہ ان کا عقیدہ خراب تھا ہم تو مسلمانوں کو دعوت دے رہے ہیں۔ تو کیا آپ کو یہ تمام لوگ صحیح عقیدے والے نظر آرہے ہیں جو قبروں کو پوجتے ہیں۔ وہاں سجدے اور رکوع کرتے ہیں۔ وہاں نذر و نیاز چڑھائی جاتی ہے۔ قبر والوں سے اولاد مانگتے ہیں انہیں نفع و نقصان کا مالک سمجھتے ہیں۔ انہیں داتا، امام بری، گنج بخش وغیرہ کے ناموں سے موسوم کرتے ہیں۔ کیا عقیدے کی کوئی خرابی باقی رہتی ہے جو ان میں نہ ہو اور اگر آپ یہ کہیں کہ ہم یہ کہہ کر کہ اللہ سے سب کچھ ہونے کا یقین اور غیر سے کچھ بھی نہ ہونے کا یقین پیدا ہو جائے، ان کی توحید درست کرتے ہیں۔ تو کیا اس ایک فقرے سے توحید کا حق ادا ہو جاتا ہے۔ ایسی توحید تو مشرکین مکہ کی بھی تھی کہ وہ خالق، مالک اور رازق اللہ کو ہی مانتے تھے۔ پھر نبی ﷺ نے ان کو توحید کا درس کیوں دیا؟

۷۔ پھر جب آپ نبی ﷺ کے طریقے میں کامیابی اور غیر کے طریقے میں ناکامی کا سبق دیتے ہیں تو مسائل اپنے اپنے فرقے اور مسلک کے علماء سے پوچھنے کا کیا معنی ہے۔ نبی ﷺ کا طریقہ پیش نظر کیوں نہیں رکھا جاتا۔

۸۔ جب دین کا علم حاصل کرنا ضروری ہے تو کیا تبلیغی جماعت والے دین کا علم حاصل کرنے یعنی قرآن حدیث باقاعدہ پڑھنے کیلئے کسی کے سامنے زانوئے تلمذ طے کرتے ہیں یا تبلیغی سیر کے دوران ہی فضائل کی من گھڑت روایات و واقعات سے اپنے علم کی پیاس بجھاتے ہیں اور خود کو سیراب کرتے ہیں۔

Www.IslamicBooks.Website

۹۔ کیا زکریا صاحب کی تصانیف قرآن وحدیث کا متبادل ہیں۔ اگر نہیں تو پھر مساجد میں درس قرآن اور درس حدیث کی بجائے تبلیغی نصاب کے درس کا اہتمام کیوں؟ سوچئے کہیں ایسا تو نہیں کہ دین اکبری طرح دین اسلام کی بجائے تبلیغی دین کا پھیلاؤ تو مقصود نہیں؟ جس میں توحید کے ساتھ ساتھ شرک کی چاشنی اور سنت کے ساتھ ساتھ بدعت کی ملاوٹ ہو اور ہر گمراہ فرقے کے لئے اس کے ذوق کے مطابق اس کی روحانی غذا کا اہتمام کیا گیا ہو۔

۱۰۔ اور اگر تبلیغی نصاب کا ہی مطالعہ کرنا ہے تو تبلیغی علماء اس کتاب سے ان خرافات کو نکال کر باہر کیوں نہیں پھینک دیتے جن کی وجہ سے عوام کے عقیدے برباد ہو رہے ہیں۔ جبکہ یہی علماء دوسرے مخالف علماء کرام کی پیش کردہ صحیح احادیث پر بھی جرح وتنقید کرتے نظر آتے ہیں مگر اپنا تبلیغی نصاب چھان پھٹک اور صحتِ روایات سے ماوراء کیوں؟؟

"تلك عشرة كاملة"

مدیر

دار البیان للنشر و التوزیع

اسلام آباد -پاکستان

ت-۰۰۹۲-۳۲۱-۵۰۰۲۴۹۹

Www.IslamicBooks.Website

سبب تالیف

عام لوگ تبلیغی جماعت کی اس دعوت "اللہ سے سب کچھ ہونے کا یقین اور غیر سے کچھ نہ ہونے کا یقین نبی ﷺ کے طریقے میں کامیابی اور غیر کے طریقے میں ناکامی" سے یہ بات سمجھ بیٹھے ہیں کہ یہ لوگ موحد اور متبع سنت ہیں۔ حالانکہ پہلے جزو میں اقرار تو توحید کا ہے۔ لیکن جب آپ تبلیغی نصاب و فضائل صدقات کا مطالعہ کریں (جس کی تبلیغی جماعت والے مساجد اور گھروں میں تلاوت کرتے ہیں اور بڑے فخر سے یہ بات کہتے ہیں کہ "قرآن کے بعد سب سے زیادہ تبلیغی نصاب کا پھیلاؤ ہوا ہے (ذکر و اعتکاف کی اھمیت ص ٦٧) اس نصاب میں شرکیہ واقعات کی بھرمار ہے جو ان کی توحید کا پول کھول دیتے ہیں۔

اسی طریقے سے زبان سے تو نبی ﷺ کے طریقے میں کامیابی کا اقرار کریں گے اور نماز حنفی پڑھیں گے۔ بلکہ کم علمی کی وجہ سے جو اہل حدیث ان کے ساتھ چل پڑتے ہیں یہ ان سے محمدی نماز چھین کر حنفی نماز تھما دیتے ہیں (علاقہ گلیات میں اس کی مثالیں بکثرت موجود ہیں) اور ان کا شاطرانہ طریقہ واردات یہ ہے کہ رفع الیدین اور اونچی آمین کہنے والوں سے یہ کہتے ہیں دیکھیں آپ کا عمل واقعی سنت کے مطابق ہے۔ ہمارے ساتھ جانے والے اکثر لوگ اس پر عمل نہیں کرتے آپ کے عمل کرنے سے فتنے کا اندیشہ ہے اور فتنہ الفتنۃ اشد من القتل (الآیۃ) فتنہ قتل سے زیادہ شدید ہے اگر آپ ان سنتوں پر عمل نہ بھی کریں تو اللہ آپکو نیت کا ثواب تو دے ہی دے گا بھولے بھالے اہل حدیث ان کے اس جال میں آ کر نبی کی سنتوں کو قربان کر دیتے ہیں۔ اور ان تبلیغیوں کی اپنی نماز سنت کے مخالف ہوتی ہے۔ مثلاً نماز کی ابتداء میں زبان سے نیت کرنا اور کانوں کے برابر ہاتھ کرنے کی بجائے کانوں کو ہاتھ لگانا۔ اس کا ثبوت قرآن و سنت میں نہیں ملتا اسی طرح ہاتھ باندھتے وقت مرد زیرِ ناف اور عورت سینے پر ہاتھ باندھے ذخیرہ حدیث میں یہ

Www.IslamicBooks.Website

تفریق کسی صحیح تو کجا ضعیف میں بھی نہیں۔اس طرح نماز میں پاؤں سے پاؤں ملانے کا حکم حدیث میں ہے اور درمیان میں جگہ چھوڑنے کی ممانعت ہے(جس پر تبلیغی جماعت والے عمل پیرا ہیں)

جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"سوّوا صفوفکم و حاذوا بین مناکبکم ولینوا فی ایدی اخوانکم وسدّوا الخلل فان الشیطان یدخل فیما بینکم بمنزلة الخذف یعنی اولاد الضان الصغار "(مشکوة ص ۹۸ بحواله احمد)

اپنی صفوں کو سیدھا کرو اور کندھوں کو برابر کرو اور نرمی اختیار کرو۔جگہوں کو پر کرو بے شک شیطان بکری کے بچے کی مانند صف کی خالی جگہ میں داخل ہو جاتا ہے۔

اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے پہلی رکعت سے اٹھنے کے لئے فرمایا:

"حتی تطمئن جالسا "(مشکوة ص ۷۹ بحواله بخاری و مسلم)

یہاں تک کہ تو اطمینان سے بیٹھ جائے۔

تبلیغی جماعت والے پنجوں کے بل سیدھے کھڑے ہو جاتے ہیں اسی طرح نماز میں نبی ﷺ نے پاؤں کی انگلیوں کا رخ قبلہ کی طرف کرنے کا حکم دیا۔

واستقبل باطراف اصابع رجلیه القبلة (مشکوة ص ۷۵ بحواله بخاری)

اپنے پاؤں کی انگلیوں کو قبلہ رخ کرو۔تبلیغی جماعت والے پاؤں کی انگلیاں شمال مغرب اور جنوب مغرب کرتے ہیں۔

اسی طرح ابوحمید ساعدی صحابہؓ کی جماعت میں اس دعوے کے ساتھ کہ

"انا احفظکم لصلوة رسول الله صلی الله علیه وسلم"

Www.IslamicBooks.Website

میں تم میں سے سب سے زیادہ نبی ﷺ کی نماز یاد کئے ہوئے ہوں۔

آخری تشہد میں نبی ﷺ کے بیٹھنے کا طریقہ بتلاتے ہیں۔

قدم رجلہٗ الیسریٰ ونصب الاخریٰ وقعد علی مقعدتہٖ (مشکوۃ ص ۷۵، بحوالہ بخاری)

"نبی ﷺ اپنے بائیں پاؤں کو باہر نکال کر دایاں پاؤں کھڑا کرتے اور کولھے پر بیٹھتے۔"

اور تبلیغی جماعت والے عورتوں کو تو اسی طرح بیٹھنے کا حکم دیتے ہیں۔ اور خود نبی ﷺ کی مخالفت کرتے ہوئے پاؤں پر بیٹھتے ہیں۔ یہ تو میں نبی ﷺ کے وہ طریقے بتلا رہا ہوں جن میں کوئی اختلاف نہیں۔ چلیں رفع الیدین میں تو اختلاف ہے۔ صحیح نہ سہی ضعیف حدیث سے ہی ترک رفع الیدین کو ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں حالانکہ صحیح حدیث کے مقابلے میں ضعیف حدیث پر عمل کرنا ناجائز ہے۔ اور یہ سب کچھ حنفیت کے بچاؤ کیلئے کیا جاتا ہے ورنہ ان کے اکثر علماء بھی رفع الیدین کو ہی ترجیح دیتے ہیں۔ اب جن سنتوں پر عمل کرنے کی یہ تاکید کرتے ہیں وہ سنتیں ہیں جن سے حنفیت پر کوئی زد نہیں پڑتی اور کسی کا ان میں اختلاف بھی نہیں ہے مثلاً مسواک کرنا، لباس، جوتا دائیں طرف سے پہننا اور دائیں ہاتھ سے بیٹھ کر پانی پینا وغیرہ۔ لیکن جہاں سنت حنفیت سے ٹکراتی ہے وہاں سنت کو چھوڑ دیتے ہیں اور حنفیت پر عمل کرتے ہیں، سنت رسول ﷺ سے محبت کا دعویٰ ہوا بن کے اڑ جاتا ہے۔ اگر ان کو واقعی نبی ﷺ کی سنت سے محبت ہوتی تو نبی ﷺ کی اس سنت کو جسے عبداللہ بن مغفلؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا۔

صلوا قبل صلوٰۃ المغرب رکعتین صلوا قبل صلوٰۃ المغرب رکعتین

قال فی الثالثۃ لمن شاء . [مشکوٰۃ: ص ۱۰۵]..

"مغرب سے پہلے دو رکعت پڑھو مغرب سے پہلے دو رکعت پڑھو تیسری مرتبہ فرمایا جس کا دل چاہے۔"

Www.IslamicBooks.Website

اور پھر اس سنت پر عمل کرنے کا رجحان اتنا تھا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

كنا بالمدينة فاذا اذن الموذن لصلوٰة المغرب ابتدروا السوارى فركعوا ركعتين حتىٰ ان الرجل الغريب ليدخل المسجد فيحسب ان الصلوة قد صليت من كثرة من يصليها (مشکوۃ ص ۱۰۵ بحوالہ مسلم)

"ہم مدینے میں تھے جب موذن مغرب کی اذان دیتا تو لوگ ستونوں کے پیچھے ہو کر دو رکعتیں پڑھتے حتیٰ کہ ایک پردیسی مسجد میں داخل ہو کر دو رکعتوں کے پڑھنے والوں کی کثرت کی وجہ سے یہ گمان کرتا کہ جماعت ہو چکی ہے"۔

اس سنت اور بہت سی دوسری سنتوں پر تبلیغی جماعت والے عمل نہیں کرتے حالانکہ نفل نوافل کثرت سے ادا کرتے ہیں۔اس سنت پر عمل نہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ سنتیں حنفیت میں جائز نہیں۔

اس کتاب کے لکھنے کا ایک مقصد تو یہ ہے کہ ان اہل حدیث حضرات کو خبردار کیا جائے جو تبلیغی جماعت والوں کی میٹھی میٹھی باتوں اور ظاہری اخلاق کی وجہ سے ان کے چکر میں پھنس چکے ہیں۔یاد رکھیئے ان لوگوں کی تبلیغ کا مقصد سوائے حنفیت کے پرچار کے کچھ نہیں آپ ان کے ساتھ شامل ہو کر حنفیت پھیلانے میں برابر کے شریک ہیں جس کا پھیلانا اللہ کے نزدیک جرم ہے اسی طرح دوسرے اہل حدیثوں کو اس جماعت میں شامل ہونے سے بچانا ہے اور اس کتاب کی تالیف کا دوسرا مقصد تبلیغی بھائیوں پر یہ بات واضح کرنی ہے کہ حنفیت کو پھیلا کر وہ اسلام کی خدمت نہیں کر رہے بلکہ من گھڑت واقعات سے شرک کے لئے زمین ہموار کر رہے ہیں اگر آپ خالص توحید و سنت یعنی قرآن و حدیث کی دعوت لے کر اٹھیں، تھوڑے افراد کی اصلاح بھی آپ کے لئے ذریعہ نجات ہوگی اور اللہ بھی آپ کا حامی و ناصر ہوگا۔اور ہم بھی آپ کے ساتھ ہوں گے۔

د/ابو اسامہ
مدیر المعہد الاسلامی اسلام آباد
۰۳۲۱-۵۰۰۳۴۹۹

Www.IslamicBooks.Website

زکریا صاحب، حنفی دیوبندی

تبلیغی جماعت دراصل حنفیت کی گونگی تبلیغ ہے۔ ان کے دعوے کچھ ہیں اور عمل کچھ۔ زبان سے ''نبی ﷺ کے طریقے پر نماز پڑھنی سیکھ جاؤ اس کی دعوت دو'' (مرقع یوسفی ص ۱۷۰) اور اس پروگرام کو ''حضور ﷺ کے طریقہ کو زندہ کرنے کی کوشش کا نام دینا پسند کرتے ہیں۔'' اور نماز کو اس کی حقیقی شکل میں قائم کرنا ان کے چھ نکات میں شامل ہے" (مولانا الیاس اور ان کی دینی تحریک ص:۳۴۔۳۵) شاید حنفی نماز ہی اس کی حقیقی شکل ہو (واللہ اعلم) وہ اس لئے کہ زکریا صاحب ایسے پکے حنفی تھے کہ ان کے بقول:

"وہ رکوع وسجود تو حنفی امام کے ساتھ کرتے لیکن چار علیحدہ علیحدہ مصلوں کی وجہ سے قرآن شافعی امام کا سنا کرتے تھے" کیونکہ اس قاری کی آواز بہت اچھی تھی۔ (معمولات رمضان ص:۳۰)

زکریا صاحب اور ان کے اکابر کے حنفی ہونے کی گواہی مختلف علماء سے ملاحظہ فرمائیں، مولانا ابوالحسن علی ندوی صاحب فرماتے ہیں:۔

"حضرت شیخ اپنے اکابر واساتذہ کی طرح مسلکاً حنفی ہیں" (ماہنامہ الفرقان لکھنو ص:۱۶۸)

زکریا صاحب خود بھی لکھتے ہیں۔

" کہ خون نکلنے سے ہمارے امام اعظم کے نزدیک وضو ٹوٹ جاتا ہے " (تبلیغی نصاب ص:۶۶)

اسی طرح زکریا صاحب کے مرید صوفی اقبال صاحب لکھتے ہیں کہ۔

مالکی اور حنبلی علماء فرماتے ہیں کہ:

Www.IslamicBooks.Website

"ہمیں اپنا اپنا مسلک اور مذہب اس حنفی عالم (زکریا صاحب) کی کتب سے معلوم ہوتا ہے۔" (محبوب العارفین ص:۱۱)

اور پھر زکریا صاحب صرف حنفی ہی نہیں بلکہ حنفی کی SUBCASTE سے بھی خاص تعلق ہے اسی لئے خود فرماتے ہیں۔

"بہر حال ہم لوگ جماعتی حیثیت سے اس زمانہ میں تقلید کو ضروری سمجھتے ہیں..... اور شرعی تصوف کو تعلق مع اللہ کے لئے اقرب الطریق سمجھتے ہیں اس لئے جو شخص یا جو جماعت ان دونوں چیزوں میں ہمارے خلاف ہے وہ یقیناً ہماری جماعت سے علیحدہ ہے۔ دیوبندی مسلک میں یہ دونوں چیزیں بڑی اہم ہیں۔ اس لئے یہ سمجھنا کہ مودودی جماعت اور دیوبندی جماعت میں مسلک کے اعتبار سے کوئی فرق نہیں، دھوکہ دینا ہے" (فتنہ مودودیت: ص ۱۲۶۔ تیس مجالس ص: ۱۳۵)

دیوبندیت سے محبت کی وجہ سے ہی تو زکریا صاحب یہ بھی فرماتے ہیں کہ

"مجھے تذکرہ مشائخ دیوبند کا اشتیاق ہے۔" (ولی کامل ص: ۳۵۴)۔

زبان سے نام نبی کا لینا اور عمل حنفیت اور دیوبندیت پر کرنا کیا بغل میں چھری منہ میں رام رام کے مترادف نہیں۔

حنفیت پر عمل

مندرجہ ذیل مسائل پڑھئے تا کہ آپ کو یہ یقین ہو جائے کہ عمل قرآن وسنت کی بجائے فقہ حنفیہ پر کیا جاتا ہے۔ زکریا صاحب فرماتے ہیں:۔

"جب پیاسا بن کے پانی مانگے یعنی مسائل پوچھے تو اسے کہہ دے کہ اپنے

Www.IslamicBooks.Website

اپنے کنویں کا پانی پیو یعنی حنفی علماء سے پوچھے اور شافعی، شافعی علماء سے پوچھے۔ اہل حدیث اپنے علماء سے پوچھے۔'' (جماعت تبلیغ پر چند عمومی اعتراضات اور ان کے مفصل جوابات ص:۱۷۶)

خود سوچئے کیا تبلیغی علماء کی یہ ذمہ داری نہیں کہ اماموں کے اقوال بتانے کی بجائے سب کو قرآن و سنت کے مسائل سے روشناس کیا جائے اسی طرح ایک جگہ محمد عیسیٰ صاحب لکھتے ہیں:

''ہر مسلک والے کو کہہ دیا جاوے کہ اپنے اپنے مسلک وفقہ کے مطابق مسائل کو سیکھتے رہیں۔'' (تبلیغ کا مقامی کام ص:۶۰۔۶۵) "مذاہب اربعہ میں سے ہر مذہب کے ماننے والوں کا حلقہ الگ الگ کر دیا جائے اور کوئی ایک دوسرے سے تعارض نہ کرے۔'' (تبلیغ کا مقامی کام ص:۶۰۔۶۵)

کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا:

اتبعوا ما انزل الیکم من ربکم ولا تتبعوا من دونه اولیاء (القرآن)

اس کی پیروی کرو جو تمہارے رب کی طرف سے تم پر نازل کیا گیا اس کے علاوہ اولیاء کی پیروی نہ کرو۔

سوچئے اللہ نے قرآن وحدیث نازل کیا ہے یا آئمہ کی فقہ۔

حدیث کی مخالفت

یہ تو مطلق فقہ حنفیہ پر عمل کا مشورہ ونصیحت تھی اب ملاحظہ فرمایئے نصیحت کے مطابق عمل بھی۔ مولانا الیاس صاحب فرماتے ہیں:

''وتروں میں کانوں تک ہاتھ اٹھانے چاہئیں جیسے تکبیر تحریمہ میں۔''

(مکاتیب شاہ محمد الیاس ص:۸۸)۔

Www.IslamicBooks.Website

یہ حکم فقہ حنفیہ والوں کا تو ہے۔ کیا کتاب و سنت سے کوئی اس کا ثبوت پیش کر سکتا ہے؟ فقہ حنفیؒ کو قرآن وحدیث کا نچوڑ کہنے والوں سے دلیل طلب کریں، حقیقت خود بخود واضح ہو جائے گی۔ زکریا صاحب لکھتے ہیں۔

"کہ حضرت سہانپوری کی (تراویح کی) ۲۰ رکعت اسی طرح پوری ہوتیں کہ ہر رکعت میں گرنے کا اندیشہ ہوتا۔" (اکابر علماء دیوبند اتباع شریعت کی روشنی میں ص:۷۷)

اب یہ کہنا کہ نبی کے طریقے میں کامیابی اور غیر کے طریقے میں ناکامی کا یقین ہو جائے اس کی کیا حیثیت رہ جاتی ہے۔ سوچئے! کیا ۲۰ رکعت ادا کرنا نبی کا طریقہ ہے۔ یہ دعوی کسی بھی حنفی عالم کا نہیں وہ سنت تو آٹھ رکعت کو ہی تسلیم کرتے ہیں جیسا کہ انور شاہ کاشمیری لکھتے ہیں:

"لا مناص من تسليم ان التراويح لعليه السلام ثمانی رکعة" (عرف الشذی)

اسی طرح مولانا محمد یوسف تبلیغی جماعت کے (حضرت جی) کے بارے میں ہے۔

"عموماً نماز فجر خوب اسفار میں ہوتی" (حضرت جی کی یادگار تقریریں ص:۱۳)

یہ کسی عام آدمی کی بات نہیں ہو رہی تبلیغی جماعت کے حضرت جی کا تذکرہ ہے جو سنت رسول ﷺ کی مخالفت پر کمر بستہ رہے۔ کیونکہ غلس (اندھیرے) میں نماز پڑھنا رسول اللہ ﷺ کا طریقہ تھا اور اسی لئے احادیث رسول ﷺ گواہی دے رہی ہیں کہ:

" وكان ينفتل من صلوٰة الغداة حين يعرف الرجل جليسه، و يقراء بالستين الى المائة." (متفق عليه مشكوة ص ٦٠)

Www.IslamicBooks.Website

آپ نماز سے اس وقت فارغ ہوتے حتی کہ ایک نمازی اپنے ساتھ والے کو پہچان لیتا اور ۶۰ سے لیکر ۱۰۰ آیتیں پڑھتے۔ اسی طرح ایک حدیث میں صبح کی نماز کا وقت بتلایا گیا:

" والصبح بغلس." (متفق عليه مشكوة ص ٦٠)

کہ آپ ﷺ صبح کی نماز اندھیرے میں پڑھتے۔

اسی طرح ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ صبح اس وقت پڑھتے۔

" فتنصرف النساء متلفعات بمروطهن ما يعرفن من الغلس."

(متفق عليه مشكوة ص ٦٠)

کہ عورتیں نماز پڑھ کر لوٹتیں اور انہوں نے چادریں لپیٹی ہوتیں

اور اندھیرے کی وجہ سے پہچانی نہ جاتیں۔

اسی طرح صوفی اقبال نے حسب ارشاد زکریا صاحب، حسین احمد کی ایک تقریر طبع کرائی جس میں وہ لکھتے ہیں: "داڑھی کا منڈانا یا خس کرانا ایک مٹھی سے کم کو کتروانا شریعت میں جائز نہیں ہے۔" (بیعت کی شرعی حیثیت ص:۳۸)

یہ کونسی شریعت ہے۔ حنفی یا محمدی ﷺ۔ محمدی ﷺ شریعت میں تو یہ حکم ہے نبی ﷺ نے فرمایا:

"خالفوا المشركين اوفروا اللحى ..... واعفوا اللحى."

(متفق عليه مشكوة ص ٣٨٠)

مشرکین کی مخالفت کرو داڑھی کو بڑھاؤ..... داڑھی کو معاف کردو۔

مولانا مودودی پر برسنا

اسی طریقے سے مولانا زکریا صاحب کا مولانا مودودی پر برسنا ملاحظہ فرمائیے۔

محمد شاہد سہارنپوری فتنہ مودودیت از زکریا صاحب کے مقدمے میں مولانا

Www.IslamicBooks.Website

مودودی کے ایک ساتھی "جو مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور کے استاد تھے" پر یوں فرد جرم عائد کرتے ہیں: ''نوبت یہاں تک پہنچی کہ کتاب القضاء پڑھاتے وقت مجتہد ہونے کی شرائط اور اجتہاد کا دروازہ بند ہو جانے کے خلاف زوردار تقریر کی اور اپنے زمانہ میں اس کی شدید ضرورت کا احساس دلایا۔'' (فتنہ مودودیت از زکریا صاحب صفحہ ۱۶)

زکریا صاحب مدرسہ مظاہر علوم کے اسی استاد (جو کہ پہلے زکریا صاحب کے ہم خیال تھے۔ مگر بعد میں مودودی صاحب سے متاثر ہوگئے) کو سمجھانے کے لئے ایک خط لکھتے ہیں:

''چھٹی چیز جو جماعتی حیثیت سے ہم لوگوں کے مسلک کے بالکلیہ خلاف ہے وہ اجتہاد پر زور ہے یہ چیز لٹریچر کی ایسی کھلی خصوصیت ہے جس کے لئے کسی عبارت کے نقل کرنے کی بھی ضرورت نہیں'' (فتنہ مودودیت ص: ۱۲۵)

ہم لوگوں کے مسلک سے مراد قرآن وسنت نہیں۔ کیونکہ اجتہاد کا دروازہ کس وحی کے ذریعے بند کیا گیا جو کھل نہیں سکتا۔ کیا اسلام میں اب اجتہاد کرنے کی اجازت کسی حکم سے منسوخ ہوگئی ہے۔ ہاں مسلک سے مراد حنفیت ہے جس میں اجتہاد کے دروازے کو بند کر دیا گیا ہے اور کھولنا حرام ہے۔

احادیث کی مخالفت

اسی طرح محمد عیسیٰ صاحب صف بندی کے بارے میں لکھتے ہیں:

''امام کے پیچھے صف بندی کے ذریعے یہ سمجھایا کہ امت میں امیر سے جوڑ اور آپس کا جوڑ ضروری ہے اور جوڑ کے لئے اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا: کانھم بنیان مرصوص (الآیۃ) ترجمہ: مانند پگھلے ہوئے سیسے کی دیوار کے جڑ جانا اور حضور ﷺ نے فرمایا: کجسد واحد ''مانند ایک جسم کے

Www.IslamicBooks.Website

جوڑ پیدا ہو جائے۔" (تبلیغی تحریک کی ابتداء اور اس کے بنیادی اصول ص:۷۳)۔

اب صف میں ایک بالشت کا فاصلہ رکھ کر کھڑا ہونا کس شریعت کا مسئلہ ہے۔ جس پر تبلیغی بھائی عمل پیرا ہیں۔ شریعت محمدی کا تو یہ حکم ہے:

اقیموا صفوفکم، و تراصوا، سووا صفوفکم، استووا

(متفق علیه۔ مسلم مشکوۃ ص ۹۸)

ترجمہ: "صفیں سیدھی کرو۔ مل جاؤ۔ صفیں برابر کرو۔"

اسلام تو درمیان کی جگہ کو بند کرنے کا حکم دیتا ہے۔

"وسدوا الخلل" (رواہ ابوداؤد، مشکوۃ ص ۹۹)

کیونکہ آپ ﷺ فرماتے ہیں۔

" فوالذی نفسی بیده انی لاری الشیطان یدخل من خلل الصف کانها الخذف" (ابوداؤد، مشکوۃ ص ۹۸)

"پس اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے میں شیطان کو صفوں کے درمیانی جگہوں میں بکری کے بچے کی شکل میں داخل ہوتے ہوئے دیکھتا ہوں۔"

اب احناف کا عمل حدیث کی بجائے فقہ حنفی پر ہے۔ اسی طرح زکریا صاحب فرماتے ہیں:

"ایک مرتبہ حافظ محمد حسین نے غلط لقمہ دے دیا میں نے ایک دم صحیح لقمہ دیا حضرت حافظ صاحب کی زبان سے بے اختیار نکل گیا نماز ہی میں "ہاں" اور پھر جو میں نے بتایا تھا وہی حافظ صاحب نے بتایا۔ تراویح کے بعد کے وقفے میں میں نے حضرت سے عرض کیا کہ حضرت نے میرا لقمہ لیا یا حافظ

Www.IslamicBooks.Website

صاحب کا؟ میرا مطلب یہ تھا کہ حافظ صاحب کی نماز تو ہاں کہنے سے ٹوٹ گئی۔اور حضرت نے اگر ان کا لقمہ لیا ہوگا۔تو میں عرض کروں گا کہ سب کی نماز ٹوٹ گئی۔ حضرت قدس سرہ میری حماقت کو سمجھ گئے حضرت قدس سرہ نے ارشاد فرمایا کہ میں باؤلا تھا جو ان کا لقمہ لیتا۔(شاہ محمد صاحب کے معمولات رمضان ص:۲۶)

اس طرح نماز ٹوٹنا اور امام کی نماز ٹوٹنے سے سب کی نماز کا ٹوٹنا فقہ حنفیہ کا مسئلہ ہے نہ کہ اللہ کی اتاری ہوئی شریعت کا حالانکہ حدیث میں تو یہ واقعہ آتا ہے۔

معاویہ بن حکمؓ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز ادا کر رہا تھا۔ایک آدمی کو چھینک آئی۔میں نے "یرحمك الله" کہا تو لوگوں نے مجھے گھورا میں نے کہا "واثکل امیاه" تمہیں کیا ہوگیا ہے کہ تم میری طرف ایسے دیکھ رہے ہو۔تو انہوں نے اپنی رانوں پر ہاتھ مارنے شروع کر دیئے پس جب میں نے ان کو دیکھا کہ وہ مجھے چپ کرانا چاہتے ہیں۔پس جب رسول اللہ ﷺ نے نماز ادا کی میرے ماں باپ آپ ﷺ پر فدا ہوں میں نے اس سے پہلے اور اس واقعہ کے بعد آپ ﷺ سے بہتر تعلیم دینے والا نہیں دیکھا اللہ کی قسم انہوں نے نہ مجھے ڈانٹا نہ مارا اور نہ گالیاں دیں۔آپ ﷺ نے فرمایا نماز میں لوگوں کا کلام جائز نہیں۔الخ...(مسلم مشکوٰۃ ص ۹۰)

احناف کے اصول کے تحت تو نبی ﷺ کو اسے حکم دینا چاہئے تھا کہ نماز دوبارہ پڑھو تمہاری نماز ٹوٹ گئی۔اسی طرح ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کا واقعہ ہے۔کہ انہوں نے ایک نمازی کو سلام کیا تو اس نے جواب دیا تو ابنِ عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو سمجھایا۔جب تم سے کبھی کوئی سلام کہے اور وہ نماز پڑھ رہا ہو تو وہ کلام نہ کرے ہاتھ سے اشارہ کرے۔(بحوالہ موطا امام مالک،مشکوۃ ص ۹۲)

احناف کے اصول کے تحت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کو فتوی دینا چاہیے تھا کہ نماز دوبارہ پڑھو تیری نماز ٹوٹ گئی۔

Www.IslamicBooks.Website

اس طرح بانی تبلیغی جماعت مولانا محمد الیاس صاحب فرماتے ہیں۔

"چار رکعت والی نماز میں بیچ کے قعدہ میں اگر کوئی درود شریف پڑھ جاوے

تو سجدہ سہو لازم آتا ہے۔" (ارشادات و مکتوبات حضرت شاہ محمد الیاس ص:۶۷)

اب یہ مسئلہ خالصتاً فقہ حنفیہ کا ہے ورنہ احادیث میں تو درمیانی تشہد میں درود شریف پڑھنے کا تذکرہ آیا ہے۔(تلخیص الحبیر)

اسی طرح زکریا صاحب مکہ میں حج کے دنوں کا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں کہ:۔

"خطبہ کے بعد مسجد میں اذان و باقامتین ظہر وعصر جمع ہوا کرتی ہے۔ حنفیہ

کے نزدیک اذان خطبہ سے مقدم ہے۔

یہاں بھی خطبہ کا حنفی طریقہ ہی اپنے پیش نظر رکھا۔" (آپ بیتی،ص:۱۸۱)

بالغ لڑکی کی آزادی

اسی طرح مولانا الیاس صاحب میوات کی حالت زار بیان کرتے ہیں۔" کہ یہاں پہلے تو باہمی نکاح کو کفر و حرام سمجھتے تھے۔اب زبان سے تو حلال و جائز کہتے ہیں مگر معاملہ وہی ہے۔" (آپ بیتی،ص:۱۸۱)

"چنانچہ موضع اٹاوڑ تحصیل نوح کے ایک مرد عورت نے باہمی راضی ہو کر اس خیال سے اگر یہاں نکاح ہو گیا تو قوم سخت ستاویگی ملک سے نکل کر نکاح کر لیا۔" (حضرت مولانا محمد الیاس اور ان کی دینی دعوت ص:۲۴۱)

مرد عورت کا باہمی رضامندی سے نکاح کر لینا فقہ حنفی کا ہی مسئلہ ہے، جیسا کہ امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں۔

ویجوز نکاحها نفسها بالغة بغیر ولی (اصول الشاشی:ص ۷)

بالغ عورت کا بغیر ولی کے اپنی رضامندی سے نکاح کرنا جائز ہے۔

Www.IslamicBooks.Website

حالانکہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔

ایما امراۃ نکحت بغیر اذن ولیھا فنکاحھا باطل باطل باطل

(حاشیہ اصول الشاشی ص ۷)

جوعورت ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کرتی ہے اس کا نکاح باطل ہے باطل ہے باطل ہے۔

اسی طرح حدیث میں ہے کہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم۔

کانوا لا یرون ترکہ کفر غیر الصلوۃ (مشکوۃ)

تارک نماز کے علاوہ کسی فعل کے تارک کو کافر نہ سمجھتے تھے۔

اور نبی ﷺ کا یہ فرمانا کہ:۔

بین الکفر و الرجل ترک الصلوٰۃ (مشکوۃ)

انسان اور کفر کے درمیان نماز کا ترک کرنا ہے۔

اب زکریا صاحب کا حنفی مسئلہ بھی سن لیں۔

”اگر کوئی شخص عمر بھر نماز نہ پڑھے کبھی بھی روزہ نہ رکھے اسی طرح اور کوئی فرض ادا نہ کرے بشرطیکہ اس کا منکر نہ ہو وہ کافر نہیں۔“ (تبلیغی نصاب ص:۴۴۴)

اسلام میں تارک نماز کافر اور چونکہ حنفی فقہ میں تارک نماز کافر نہیں لہذا زکریا صاحب کا مسئلہ بھی حنفیت والا ہوا۔

نماز میں ھوا کا خارج ھونا

اسی طرح زکریا صاحب فرماتے ہیں:

”بے اختیار اور بے ارادہ بھی ہنس پڑنے سے (نماز) ضائع ہو جاتی ہے۔ حتیٰ کہ سجدہ میں

Www.IslamicBooks.Website

دونوں پاؤں اٹھ جانے سے بھی ضائع ہو جاتی ہے۔" (فضائل صدقات ص:۸۲۵)

کیا بے اختیار اور بے ارادہ والی عبارت یہ نہیں بتلاتی کہ یہ فقہ حنفیہ کا وہ مسئلہ ہے جس میں احناف کہتے ہیں:

ان سبقه الحدث بعد التشهد بعد ما قعد قدر التشهد توضاء و سلم .... و ان تعمد الحدث فی هذه الحالة او تکلم او عمل عملاً ینافی الصلاة تمت صلا ته' (قدوری، هدایه)

اگر ہوا نکل جائے اور نمازی تشہد کے بقدر بیٹھ چکا تھا وہ وضو کرے اور سلام پھیرے لیکن اگر جان بوجھ کر اس حالت میں ہوا خارج کرے یا کلام کرے یا ایسا عمل کرے جو نماز کے منافی ہو تو اس کی نماز پوری ہو جائے گی۔

یہ کیسا عجیب مسئلہ ہے یعنی بے اختیار و بے ارادہ نکلنے پر نماز ٹوٹی اور با ارادہ وضو توڑنے سے نماز پوری۔ کیا زکریا صاحب کے یہ الفاظ "بے اختیار اور بے ارادہ" اسی مسئلے کی طرف اشارہ نہیں کر رہے۔ انصاف آپ کے ہاتھ میں ہے۔

کنز و شامی سے محبت

اور پھر غضب خدا کا یہ اپنے علماء کی بات کو "منزل من الله" سمجھتے ہیں اس لئے مولانا مودودی کی اس عبارت کو نشانہ تنقید بنا کر اپنے روٹھے ہوئے ساتھی کو سمجھانے کی کوشش کرتے ہوئے مودودی صاحب کی یہ عبارت لکھتے ہیں۔ "وہ ابھی تک اصرار کر رہے تھے کہ ترکی قوم میں وہی فقہی قوانین نافذ کئے جائیں گے جو شامی کنز الدقائق میں لکھے ہوئے ہیں خواہ اس اصرار کا نتیجہ یہی کیوں نہ ہو کہ تُرک ان قوانین کی اتباع سے بھی آزاد ہو جائیں جو قرآن وسنت میں مقرر کئے گئے ہیں (تنقیحات ص ۷۶) کیا جناب کی بھی یہی رائے ہے کہ کنز و شامی میں قرآن وسنت رسول ﷺ

Www.IslamicBooks.Website

کے خلاف مسائل ہیں۔ (فتنہ مودودیت ص:۸۵)

فقہ حنفی کے غلیظ مسائل

زکریا صاحب فقہ حنفیہ کی ان کتابوں کو عین قرآن وحدیث کے مطابق سمجھتے ہیں اور شاید ان کے نزدیک مندرجہ ذیل مسائل بھی قرآن کی آیات اور نبی ﷺ کی احادیث سے ثابت ہوں مثلاً:

۱۔ کتے کو اٹھا کر نماز پڑھے تو نماز فاسد نہ ہوگی (ردالمحتار علی درالمختار شامی ج ۱ ص ۱۵۳)

۲۔ علاج کے لئے سورۃ فاتحہ کو خون اور پیشاب سے پیشانی پر لکھنا جائز ہے (ردالمحتار ج ۱ ص ۱۵۴)

۳۔ پتلی نجاست (پیشاب وغیرہ) ہتھیلی کی گہرائی کے برابر معاف ہے (ھدایہ اولین ص ۸۶)

۴۔ مغلظ نجاست (پاخانہ وغیرہ) ایک درہم تک معاف ہے (ہدایہ اولین ص ۴۸)

۵۔ سور نجس العین نہیں ہے (منیۃ المصلی)

۶۔ کتے کی کھال کا ڈول اور جائے نماز بنانا جائز ہے۔ (ردالمحتار ج ۱ ص ۱۵۳)

۷۔ مختلف شرائط میں برابری کی صورت میں امام اسکو بناؤ جس کا سر سب سے بڑا عضو سب سے چھوٹا اور بیوی سب سے زیادہ خوبصورت ہو۔ (ردالمحتار ج ۱ ص ۴۱۳)

۸۔ مرد انتہائی مغرب میں ہو اور عورت انتہائی مشرق میں اتنے فاصلے پر کہ دونوں کے درمیان سال بھر کی مسافت ہو۔ کسی طرح ان کا نکاح کر دیا گیا اگر بعد تاریخ نکاح کے عورت چھ مہینے میں بچہ جنے تو یہ ثابت النسب ہوگا بلکہ یہ اس مرد کی کرامت تصور کی جائے گی۔ (بحرالرائق ۱۶۹/۴، فتح القدیر ۱۷۱/۴ شامی ۶۸۴/۲ فی باب ثبوت النسب)

۹۔ اما فی دبر غیرہ و لوفی دبر نفسہ. (ردالمحتار ج ۱ ص ۱۲۱)

۱۰۔ وضو کے بعد کیڑا دبر سے نکلا تو وضو ٹوٹ گیا۔ اگر خود داخل ہو گیا تو ٹوٹا ہوا وضو

Www.IslamicBooks.Website

پھر جڑ گیا اور زبردستی داخل کیا تو وضو نہ جڑا (ردالمحتار ج ا ص ۱۱۱)

"تلک عشرة کاملة"

یہ مسائل تو نمونے کے طور پر پیش کیے ورنہ کنز و شامی میں ہزاروں مسائل ایسے ہیں جو صرف قرآن و حدیث کے ہی نہیں بلکہ عقل کے بھی خلاف ہیں اور کتنی عجیب بات ہے کہ زکریا صاحب کنز، قدوری کتب فقہ کا علم حاصل کرنے کو اللہ کی رضا کا سبب قرار دیتے ہیں۔ (مقالۃ القلوب ص:۱۰۸)

اسی لئے تو ترکی قوم نے فقہ حنفیہ کی خرافات دیکھ کر اسلام کا چولا تک اتار دیا تھا۔ جس کا رونا مولانا مودودی صاحب نے رویا اور جس فقہ کی حمایت میں زکریا صاحب ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں کہ اسے قرآن و حدیث کے مطابق ثابت کیا جائے۔

چالیس رکنی کمیٹی کی حقیقت

کیا یہ وہی فقہ حنفیہ ہے کہ جس کے بارے میں زکریا صاحب لکھتے ہیں:۔

"ایک علمی مجلس امام صاحب کے یہاں تھی جس میں محدث، فقیہہ اہل لغت کا مجمع تھا جب کوئی مسئلہ درپیش ہوتا تو اس مجلس میں اس پر بحث ہوتی اور بعض مرتبہ ایک ایک مہینہ تک بحث رہتی اس کے بعد جب کوئی بات طے ہو جاتی تو وہ مذہب قرار دی جاتی اور لکھ لی جاتی۔" (تبلیغی نصاب ص:۱۱۱)

امام صاحب کی قانون ساز کمیٹی کی حقیقت ابو حبیب کرم الدین سلفی صاحب سے سنئے۔

بقول علامہ شبلی نعمانی بھی (سیرۃ النعمان ص ۲۲۶) یہ قانون ساز کمیٹی ۱۲۱ھ میں بنائی گئی اور یہ کمیٹی کم از کم تیس برس تک مسائل فقیہہ کا استنباط کرتی رہی یعنی ۱۵۰ھ تک۔ جو امام کی وفات کا سال ہے۔ اب غور اس بات پر کرنا ہے کہ اس مشاورتی کمیٹی میں بڑے بڑے صالحین اور اذکیاء کیسے شامل ہوئے

Www.IslamicBooks.Website

اور بعض بچے ہی کبار محدث کیسے بنے اور بعض اپنی ماں کے بطن ہی میں کبیر محدث اور اذکیاء بن کر قانون ساز کمیٹی میں کس طرح شامل ہو گئے۔ مولوی صاحب نے کمیٹی کے چالیس افراد کہہ کر جن سولہ کا ذکر کیا ہے ان کے نام یہ ہیں:

۱۔ قاضی ابو یوسف، ۲۔ محمد بن الحسن الشیبانی، ۳۔ زفر بن ہذیل، ۴۔ اسد بن عمر، ۵۔ یوسف بن خالد سمتی، ۶۔ نوح بن ابی مریم، ۷۔ وکیع، ۸۔ حمزہ زیات، ۹۔ یحیٰی بن زکریا، ۱۰۔ عافیۃ ازدی، ۱۱۔ حفص بن غیاث، ۱۲۔ مندل، ۱۳۔ قاسم بن معن، ۱۴۔ حبان، ۱۵۔ فضیل بن عیاض، ۱۶۔ داؤد طائی۔ مندرجہ بالا اکابر علماء امت اس مجلس شوریٰ میں شامل تھے۔

۱۔ قاضی ابو یوسف

تاریخ التشریع الاسلامی کے صفحہ ۲۳۴ پر لکھا ہے:

ابو یوسف یعقوب بن ابراهیم الانصاری ولد سنہ ۱۱۳ھ ولما شب اشتغل بروایت الحدیث فروی عن هشام بن عروة و ابی اسحاق الشیبانی و عطاء بن السائب و طبقتهم ثم انتقل الی ابی حنیفة.

یعنی امام ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم انصاری ۱۱۳ھ میں پیدا ہوئے اور جب جوان ہوئے تو علم حدیث حاصل کرنے کا آغاز کیا اور سب سے پہلے ہشام بن عروۃ، ابو اسحاق شیبانی، عطاء بن سائب اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے روایت کی، (پھر ابن ابی لیلیٰ سے فقہ کی تعلیم حاصل کی اور ان کے پاس ایک مدت تک فقہ حاصل کرتے رہے) اس کے بعد امام ابوحنیفہ کے پاس تعلیم حاصل کرنے کے لئے تشریف لے گئے۔

Www.IslamicBooks.Website

دوسری کتب تواریخ میں بھی امام ابو یوسف کی تاریخ ولادت ۱۱۳ھ ہی لکھی ہے۔اس وضاحت کے بعد مولانا صاحب کا مذکورہ بالا بیان میری سمجھ میں نہیں آتا، کیونکہ مجلس قانون ساز کا آغاز بقول علامہ شبلی نعمانی کے ۱۲۱ھ میں ہوا، اس وقت امام ابو یوسف کی عمر صرف سات آٹھ سال کی بنتی ہے۔اس لحاظ سے مولانا کا دعوٰی کیسے تسلیم کیا جاسکتا ہے کہ امام ابو حنیفہؒ نے اپنے وقت کے کبار محدثین کی چالیس افراد پر مشتمل جماعت منتخب فرمائی اور ان کے تعاون اور مشورے سے تحقیق مسائل فقہیہ کا کام شروع کیا اور ان چالیس افراد میں سب سے پہلے مولانا نے ابو یوسف کو شمار کیا ہے۔ عقل اس بات کو تسلیم نہیں کرتی کہ اتنی کم سنی یعنی سات آٹھ برس کی عمر میں امام ابو یوسف محدث اور فقیہہ کیسے بن گئے اور ایک ایسی مجلس مشاورت کے ممتاز رکن کیسے بن گئے جو اسلامی فقہ کی تدوین اور اسلامی قانون کی تحقیق اور استنباط احکام شرعیہ کے لئے تشکیل دی گئی۔ میں مولانا سے پوچھتا ہوں کیا سات آٹھ سال کا بچہ فطری طور پر اس بات کی صلاحیت رکھتا ہے کہ اتنی کم سنی میں استنباط اور اجتہاد کے عظیم مرتبہ پر فائز ہو کر قانونی باریکیوں، فقہی نکات اور پیش آمدہ نئے نئے حوادث کی گہرائیوں کو سمجھتے ہوئے ایک بین الاقوامی قانون ساز مجلس میں شرکت کر سکے۔ پھر کیا اتنی عمر میں امام ابو یوسف میں وہ شرائط پائی گئی تھیں جو احناف نے ایک محدث کبیر اور صالح بننے میں لگائی ہیں؟ پھر احناف کا اس قانون کے ہوتے ہوئے امام ابو یوسف کی شرکت ۱۲۱ھ میں کیونکر تسلیم کی گئی اور پھر امام صاحب کا ذکر ان لوگوں میں سر فہرست کیسے کیا جا سکتا ہے۔ جن کے مشورے سے اس مجلس قانون ساز کی تشکیل کی گئی۔ کیا مولانا صاحب کو علم تھا کہ ہماری جو شرائط ایک محدث میں پائی جانی چاہیں وہ امام ابو یوسف میں اتنی کم سنی میں آ گئی تھیں؟ یا پھر اپنا ہی قانون ان کے ذہن سے خارج ہو گیا تھا۔ مذہب کو فوقیت دینے کے لئے ایک من گھڑت بات لکھ دی ہے اور علامہ شبلی نعمانی نے سیرت نعمان ص ۲۳۸ میں لکھا ہے کہ:

Www.IslamicBooks.Website

ابو یوسف ابتداء میں افلاس کے باعث طلب معاش میں رہا کرتے تھے۔ بعد میں پڑھنا شروع کیا۔
حوالہ مذکورہ سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ امام ابو یوسف نے عالم شباب میں علم حدیث کا آغاز کیا، اگر زمانہ شباب کو غور سے دیکھا جائے تو کم از کم چودہ یا پندرہ برس کی عمر ہو جاتی ہے۔ گویا امام ابو یوسف نے ۱۲۷ھ میں اپنی تعلیم شروع کی۔ وہ بھی شروع میں ہشام بن عروۃ اور اسحاق اور عطاء بن سائب سے، قابل ذکر بات یہ ہے کہ یہ فقہ اولاً ابن ابی لیلیٰ سے شروع کی نہ کہ امام صاحب سے۔ ان دلائل سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ امام صاحب کی مجلس مشاورت میں شمولیت اگر صحیح بھی ہو جائے تو اس مجلس کے قائم ہونے کے کافی عرصہ بعد بحیثیت شاگرد شامل ہوئے ہوں گے نہ کہ محدث کبیر، مجتہد اور فقیہہ مجلس مشاورت کے نمایاں رکن اور استاذِ زمانہ کی حیثیت سے۔

علامہ شبلی نعمانی امام ابو یوسف کی پیدائش ۱۱۷ھ بھی لکھتے ہیں (سیرۃ النعمان ص ۲۳۸)

اگر یہ پیدائش بقول علامہ شبلی نعمانی تسلیم کر لی جائے تو یہ مسئلہ اور زیادہ پیچیدگی اختیار کر لیتا ہے۔ ان کا ایک اور قانون ہے اور اہل کوفہ کا تو یہ مسلمہ قانون ہے کہ وہ اپنی اولاد کو جب بیس برس کی ہو جاتی، پھر علم حدیث حاصل کرنے کے لئے بھیجتے، اور اس بات کو بھی پسند نہیں کرتے تھے کہ ہماری اولاد بیس برس کی عمر سے پہلے حدیث حاصل کرنے کے لئے جائے۔ جیسا کہ توضیح الافکار جلد دوم صفحہ ۲۸۷ میں لکھا ہے:

قال موسیٰ بن اسحاق کان اهل الکوفة لا یخرجون اولادهم فی طلب الحدیث صغاراًحتی یتکملوا عشرین سنة و قال موسیٰ بن هارون اهل البصرة یکتبون لعشر سنین و اهل

Www.IslamicBooks.Website

الکوفة لعشرین سنة.

موسیٰ بن اسحاق کہتے ہیں کہ اہل کوفہ اپنے بچوں کو طلب حدیث کے لئے نہیں نکالتے تھے ان کے بچپن میں جب تک کہ ان کے بیس سال پورے نہ ہوں۔ موسیٰ بن ہارون فرماتے تھے کہ اہل بصرہ دس سال کی عمر میں حدیث لکھتے ہیں اور اہل کوفہ بیس سال کی عمر میں اور اہل شام تیس سال کی عمر میں

"الکفایہ فی علم الروایة" (صفحہ ۵۵ بیروت)

اس حوالہ کے مطابق اسی کتاب میں صفحہ ۲۹۶ پر بھی اسی قسم کی عبارت ہے۔

ناظرین کرام خود غور وانصاف سے دیکھیں کہ آیا امام ابو یوسف اس قانون ساز کمیٹی کے رکن ہو سکتے ہیں جب کہ خود اہل کوفہ کا قانون، کمیٹی میں ان کی شمولیت کی تردید کرتا ہے۔

۳۔ محمد بن حسن الشیبانی

کتب تاریخ اور صحیح دلائل سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ امام محمد بن حسن الشیبانی مجلس قانون ساز کے ممتاز رکن تو کجا، رکن اصغر بھی نہیں بن سکتے۔

بقول شبلی نعمانی سیرت نعمان میں ہے کہ:

امام محمد بن حسن ۱۳۵ھ میں پیدا ہوئے جبکہ قانون ساز کمیٹی کا آغاز ۱۲۱ھ کو وجود میں آتا ہے، یعنی ۱۴ سال بعد پیدا ہوئے تو پھر یہ کیسے تسلیم کیا جا سکتا ہے کہ وہ قانون ساز کمیٹی کے آغاز میں شامل ہو گئے جس کی بنیاد ۱۲۱ھ میں رکھی تھی۔ ایسی بات لکھنا جو کہ بغیر دلیل کے ہو ایک عقلمند انسان کے شایان شان نہیں ہے۔ لیکن یہ احناف بے چارے بھی مقلد ہونے کی وجہ سے مجبور ہیں۔ اور مقلد کا کام ہی یہ ہوتا ہے کہ بغیر دلیل کے بات کرنا اور جو بھی زبان پر آئے قرآن وحدیث کی طرف منسوب کر کے کہہ دینا۔ یہ حضرات تو قرآن کے معانی اور الفاظ اور حدیث رسول کے الفاظ کو

Www.IslamicBooks.Website

بدلنے سے بھی باز نہیں آتے تو اس کمیٹی میں کبار علماء محدثین اور اذکیاء کا بغیر دلیل کے شامل کرنا بڑی بات نہیں۔

شبلی نعمانی نے سیرت نعمان میں لکھا ہے کہ امام محمد بن حسن کم وبیش دو برس امام صاحب کی خدمت میں رہے۔ امام صاحب کی وفات کے بعد بقیہ تعلیم قاضی ابو یوسف سے حاصل کی۔ پھر مدینہ منورہ چلے گئے اور تین برس تک امام مالک سے حدیث پڑھتے رہے اور امام محمد بن حسن بیس برس کی عمر میں مسند تدریس پر بیٹھے یعنی ۱۵۵ھ میں۔

تو یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ جس شاگرد نے امام صاحب کے پاس صرف دو سال، وہ بھی دس گیارہ برس کی عمر میں گزارے ہوں کیونکہ امام ابوحنیفہؒ تقریباً ۱۴۵ھ یا ۱۴۶ھ میں جیل بھیج دیئے گئے تھے اور جیل ہی میں وفات پائی اور پھر محمد بن حسن امام صاحب کے شاگردوں سے تعلیم حاصل کرتے رہے ہوں، تو وہ کس طرح قانون ساز کمیٹی میں فقہی گہرائیوں کو حل کر سکتے ہیں؟

۳۔ امام زفر بن الھذیلؒ

وفیات الاعیان ج ۲ ص ۷۱ میں ہے:

و مولده سنة عشر و مائة و توفي في شعبان سنة ثمان و خمسين و مائة

امام زفر ۱۱۰ھ میں پیدا ہوئے اور ماہ شعبان ۱۵۸ھ میں فوت ہوئے۔

اس حساب سے مجلس کے آغاز ۱۲۱ھ کے وقت ان کی عمر صرف دس گیارہ سال بنتی ہے۔ اتنی کم سنی میں محدث کبیر اور منتخب روزگار بن کر تحقیق مسائل فقہیہ کا کام شروع کرنا بالکل خلاف عقل ہے یہ بات اور بھی مضحکہ خیز ہو جاتی ہے جب کہ امام زفر کچھ عرصہ دوسرے علماء کرام کے پاس علم سیکھ کر پھر امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے زمرہ میں بطور شاگردی کے داخل ہوئے نہ کہ محدث کبیر بن کر۔

وفیات الاعیان ج ۲ ص ۷۱ میں ہے:

Www.IslamicBooks.Website

وکان من اصحاب الحدیث ثم غلب علیه الرائی و ھو قیاس ابی حنیفة.

امام زفر پہلے اصحاب الحدیث میں سے تھے اور پھر ان پر امام ابوحنیفہؒ کا قیاس غالب آ گیا۔ لسان المیزان جلد۲ص ۴۷٦ میں ہے:

لم یسلک مسلک صاحبیه وکان اقیس اصحابه واکثر رجوعا الی الحق. :امام زفر اپنے ساتھیوں کے مسلک پر نہیں چلے۔ وہ امام ابوحنیفہؒ کے شاگردوں میں سب سے زیادہ قیاس کرنے والے تھے اور حق کی طرف سب سے زیادہ رجوع کرنے والے تھے۔

مجموعہ فتاویٰ علامہ ابن تیمیہؒ جلد۴ صفحہ۴۷ میں ہے:

یرویٰ عن ابی حنیفة انه قال لا تاخذوا بمقاییس زفر فانکم ان اخذتم بمقاییسه حرّمتم الحلال و حللتم الحرام.

حضرت امام ابوحنیفہ نے فرمایا کہ زفر کے قیاسات کو مت پکڑو، کیونکہ اگر تم نے امام زفرؒ کے قیاسات کو پکڑ لیا (اپنا لیا) تو حلال کو حرام اور حرام کو حلال کر بیٹھو گے۔

دیکھ لیجئے! اور خود فیصلہ کیجئے...

اولاً تو امام زفر اپنے امام اور اصحاب کے مسلک پر نہیں چلے تو پھر مسائل فقہیہ کا بالاتفاق حل ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہو سکتا۔ ثانیاً امام ابوحنیفہؒ خود فرما رہے ہیں کہ امام زفر کے قیاسات کو مت لو (کیونکہ وہ قیاسات قرآن و حدیث کے خلاف ہوتے ہیں) کیا انہی قیاسات ردیہ پر فخر سے گردن کو اونچا کیا جاتا ہے اور کیا ایسے ہی قیاسات پر فقہ حنفیہ کا مدار ہے؟

۴۔ اسد و بن عمرو

صحیح روایت کے مطابق ۱۹۰ھ کو فوت ہوئے ہیں اور سن ولادت معلوم نہیں اور یہ بھی معلوم نہیں کہ وہ

Www.IslamicBooks.Website

کمیٹی کی تشکیل کے وقت عمر کے کس حصے میں تھے یا ابھی پیدا ہی نہیں ہوئے تھے، حیرت کی بات ہے کہ کمیٹی کے ایک ذمہ دار رکن کے حقائق پردہ میں ہیں اور پھر ان کے ثقہ ہونے میں اختلاف ہے:

وقال ابن حبان کان یسوی الحدیث علی مذھب ابی حنیفة

(میزان جلد ۱ ص ۲۰۶)

اسد بن عمرو امام ابوحنیفہ کے مذہب کی تائید کے لئے احادیث گھڑا کرتا تھا۔

اندازہ کیجئے! ایسی مجلس کا کیا حال ہوگا جس میں اپنی طرف سے حدیثیں بنانے والے موجود ہوں؟

علامہ عبدالحئ الفوائد البہیۃ میں فرماتے ہیں:

وقد اختلف عبارات المحدثین فی توثیقه و تضعیفه، قال یزید بن ھارون لا یحل الاخذ عنه و قال یحیٰی کذاب لیس بشی و قال البخاری ضعیف و قال ابن حبان کانا یسوی الحدیث علی مذھب ابی حنیفة و قال احمد بن حنبل صدوق و قال النسائی لیس بالقوی و ضعفه الفلاس (میزان الاعتدال ۱/۲۰٦، ۲۰۷)

محدثین کی عبارتیں اس کو ثقہ یا ضعیف کہنے میں مختلف ہیں یزید بن ہارون فرماتے ہیں کہ اس سے روایت حلال نہیں یحیٰی کہتے ہیں کہ یہ کچھ بھی نہیں جھوٹا ہے۔ بخاری اس کو ضعیف کہتے ہیں، ابن حبان فرماتے ہیں کہ وہ امام ابوحنیفہ کے مذہب پر حدیثیں بنایا کرتا تھا۔ احمد بن حنبل اس کو سچا کہتے ہیں، امام نسائی کے نزدیک یہ قوی نہیں اور فلاس نے اسے ضعیف کہا۔

Www.IslamicBooks.Website

سوچئے جس شخص پر وضع اور کذب کا الزام ہو اور وہ اپنے مذہب کی خاطر احادیث گھڑتا ہو وہ ایسی دقیع علمی مجلس کے فیصلے تحریر کرنے کے لائق ہوگا اور آیا اسکا تحریر کردہ مجموعہ قابلِ اعتماد ہوگا؟

۵۔ یوسف بن خالد السمتی

امام ابن سعد فرماتے ہیں۔

اس نے ۶۷ سال کی عمر میں وفات پائی اور ابن قانع فرماتے ہیں ۱۹۰ھ میں فوت ہوا۔ موصوف ۱۲۳ھ کو پیدا ہوئے جبکہ فقہ ساز کمیٹی کی عمر ۳ سال ہو چکی تھی۔ پھر سمتی صاحب جوان ہوئے علم حاصل کیا اتنی دیر کو کمیٹی اپنی طبعی عمر پورا ہونے کے قریب ہوگئی اور بتصریح امام طحاوی ان کی امام صاحب سے مصاحبت صرف اڑھائی سال ہے تو اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ ان اڑھائی سال میں انہوں نے امام صاحب سے فقہ سیکھی ہوگی یا پہلے دن ہی سے کمیٹی کے اہم رکن قرار دیئے گئے تھے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یوسف بن خالد سمتی امام ابوحنیفہؒ کی خدمت میں عرصہ دراز تک رہے ہیں۔ عبدالحئی لکھنوی لکھتے ہیں:۔

انه كان قديم الصحبة لابى حنيفة كثير الاخذ منه.(الفوائد البهية)

یوسف بن خالد نے امام صاحب سے بہت کچھ حاصل کیا اور کافی عرصہ پاس رہے۔

ائمہ محدثین کی آراء بھی ان کے متعلق غور سے ملاحظہ فرمائیے۔

۱۔ هوعند المحدثين مجروح كما قال السمعانى (الفوائد البهية:۲۲۷)

یوسف بن خالد محدثین کے نزدیک مجروح ہیں اور قابل حجت نہیں ہیں۔

۲۔ اسی فوائد البہیہ ص ۲۲۸ میں ہے:

وكان يضع الحديث على الشيوخ لا تحل الرواية عنه ولا الاحتجاج به وكان بن معين يقول يوسف بن خالد يكذب و

Www.IslamicBooks.Website

قال مرة هو كذّاب خبيث وقال مرة كذّاب زنديق لا يكتب حديثه (ميزان الاعتدال ٤/٢٧٩)

اپنی طرف سے حدیثیں بنا کر استادوں کی طرف منسوب کر دیا کرتا تھا، اس سے روایت کرنی درست نہیں ہے اور نہ ہی قابل حجت ہے۔ ابن معین فرمایا کرتے تھے کہ یوسف بن خالد کذاب (بہت جھوٹ بولنے والا) خبیث اور زندیق ہے اس سے حدیث نہ لی جائے۔

۳. وقال ابو حاتم الرازی ذاهب الحديث انكرت قول ابن معين فيه زنديق حتى حمل اليّ كتابا قد وضعه فى التجهم ينكر فيه الميزان والقيامة فعلمت انّ ابن معين لا يتكلم الا عن بصيرة و فهم (تهذيب التهذيب ١١/٤١١)

ابو حاتم رازی کہتے ہیں کہ میں نے یوسف بن خالد کے بارے میں ابن معین کے قول کا انکار کیا۔ حتی کہ ابن معین نے اس کی فریق جہمیہ ضالہ کی تائید میں وضع کردہ کتاب میرے سامنے رکھدی جس میں میزان (ترازو) اور قیامت کا انکار تھا تو میں سمجھ گیا کہ ابن معین علم وفہم کے ساتھ ہی کسی میں کلام کرتے ہیں۔

۴. وقال ابن حبان.. كان يضع الاحاديث على الشيوخ ويقرء ها عليهم ثم يرويها عنهم لا تحلّ الرواية عنه (تهذيب التهذيب ج ١١ ص ٤١٢)

ابن حبان نے فرمایا کہ یوسف بن خالد احادیث بنا بنا کر اساتذہ پر پڑھتا تھا

Www.IslamicBooks.Website

اور پھر ان کو ان کی طرف سے روایت کرتا تھا۔ اس سے روایت کرنی صحیح نہیں ہے۔

۵۔ وذلک ان الجهمية تتقلّد قوله وتجعله اماما۔(تهذيب التهذيب ج ۱۱ ص ۴۱۲)

انہی وجوہات اور اسباب کی بنا پر فرقہ جہمیہ ضالہ مضلہ اس کی تقلید کرتا اور اسکو اپنا امام جانتا ہے۔ جو آدمی جہمیہ جیسے گمراہ فرقے کا امام ہو اور حشر و نشر جیسے بنیادی عقائد کا منکر ہو اس کو ایسی کمیٹی میں شامل کرنے سے عقائد و اعمال میں کیا خیر منائی جا سکتی ہے۔ غالبًا اسی لئے علامہ ابن تیمیہ نے منہاج السنۃ میں اس مذہب کو معجون مرکب قرار دیا ہے جیسے معجون کئی اشیاء سے مل کر بنتی ہے اسی طرح یہ مذہب بھی مختلف فرقوں کے عقائد و اعمال سے بنا ہے۔

۶۔ نوح بن ابی مریم

مولانا بنوری نے امام ابوحنیفہؒ کی قانون ساز کمیٹی کے افراد شمار کرتے ہوئے چھٹے نمبر پر نوح بن ابی مریم کا ذکر کیا ہے۔ ذرا ان کے متعلق بھی محدثین کی آراء ملاحظہ فرمائیے:

هو وان كان فقيها جليلا الا انه مقدوح فيه عند المحدثين حتى قالوا انه وضاع(الفوائد البهية: ص ۲۲۱)

نوح اگرچہ فقیہ جلیل تھے لیکن محدثین کے نزدیک مجروح ہیں اور من گھڑت حدیثیں بنانے والے ہیں۔

علامہ برہان الدین الحلبی اپنے رسالہ کشف الحثیث میں فرماتے ہیں کہ

نوح بن ابی مریم وضع حدیث کے ساتھ مہتم ہے۔(الفوائد البهية: ۲۲۱)

ان کا لقب الجامع تھا، ابوحاتم فرماتے ہیں کہ:

جمع کل شیء الا الصدق (الفوائد البهية ص۲۲۲)

سچ کے علاوہ انہوں نے سب کچھ جمع کر رکھا ہے۔

عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں:

کان یضع (تقریب التهذیب ص۵۲۷)

نوح بن ابی مریم احادیث گھڑا کرتا تھا۔

تذکرة الموضوعات ص۱۳۳ میں ہے کہ:

نوح بن ابی مریم کے ضعیف ہونے پر تمام محدثین کا اتفاق ہے۔

الفوائد المجموعه فی الاحادیث الموضوعه کے ص۳۶ میں ہے:

نوح ابن ابی مریم وضاع کذاب

نوح ابن ابی مریم اپنی طرف سے احادیث بنانے والا اور بہت جھوٹ بولنے والا ہے۔

وذکر الحاکم ابوعبداللہ انه وضع حدیث فضائل القرآن

(تهذیب التهذیب ج ۱۰ ص۴۸۸، توضیح الافکار ج۲ ص۸۱)

امام حاکم ابوعبداللہ فرماتے ہیں: نوح بن ابی مریم نے قرآن کے فضائل کے بارے میں احادیث اپنی طرف سے گھڑی ہیں۔

وقال ابو علی النیسابوری کان کذابا و قال ابو سعید النقاش روی الموضوعات وقال الساجی متروک الحدیث

Www.IslamicBooks.Website

عندہ احادیث بواطیل (تہذیب التہذیب ج ۱۰ ص ۴۸۸)

بقول ابو علی النیسا پوری: نوح بن ابی مریم جھوٹ بولنے والا، من گھڑت، بناوٹی احادیث روایت کرنے والا اور باطل احادیث رکھنے والا تھا۔

اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ خود اس نے وضع حدیث کا اقرار کیا ہے۔ چنانچہ الفوائد المجموعہ ص ۲۹۶ اور قواعد التحدیث ص ۱۵۶ میں ہے:

نوح بن ابی مزیم و قد اقر بانه الواضع.

نوح بن ابی مریم نے اقرار کیا کہ وہ احادیث گھڑا کرتا تھا۔

تدریب الراوی ص ۱۸۵ میں ہے:

وقد وضعت فی فضل علیؓ سبعین حدیثاً

نوح ابن ابی مریم کہتا ہے کہ میں نے حضرت علی کی فضیلت میں ستر (۷۰) حدیثیں بنائی ہیں۔

امام ابوحنیفہؒ پر بہتان

قارئین کرام! جس قانون ساز کمیٹی کے ارکان محدثین کی بیان کردہ برائیوں میں ملوث ہوں، احادیث گھڑتے ہوں، جھوٹ بولتے ہوں تو اس قانون ساز کمیٹی کا کیا حشر ہوگا۔ یقین رکھیے کہ ایسے افراد اسلامی قانون اور اسلامی فقہ قطعاً مدون نہیں کر سکتے اور جس مذہب کے بانی ایسے لوگ ہوں اس کا کیا کہنا۔

حقیقت یہ ہے کہ اس کمیٹی کی نسبت ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی طرف کرنا اور یہ کہنا کہ ان لوگوں کو امام صاحب نے اپنی کمیٹی میں اسلامی قوانین مدون کرنے کے لئے شامل کیا تھا امام صاحب کی توہین ہے، ان پر بہتان ہے کیوں کہ امام صاحب تو ایسے لوگوں سے کوسوں دور رہنے والے تھے۔ آپ کا

Www.IslamicBooks.Website

تقویٰ وطہارت، پاکبازی، خشیت الٰہی اور احتیاط اس چیز کا تقاضا کرتے ہیں کہ ایسی مہتم بالشان مجلس میں وہ ایسے افراد کو داخل نہیں کرسکتے تھے۔

۷۔ امام وکیع

امام وکیع بہت بڑے امام اور محدث تھے لیکن ان کا ۱۲۱ھ میں آغاز کردہ مجلس کا رکن بننا قطعاً ناممکن ہے، کیونکہ:

ولد سنة تسع و عشرين و مائة (تذكرة الحفاظ ج ١ ص ٢٨٦، ٣٠٧ تحفة الاحوذی، ج ١ ص ٧)

قال هارون بن حاكم سمعت وكيعا يقول ولدت سنة ثمان وعشرين و مائة. (تهذيب التهذيب ج ١١ ص ١٣٠)

وقيل ولد سنة سبع و قيل سنة تسع. (تهذيب التهذيب ج ١١ ص ١٣٠)

امام وکیع ۱۲۹ یا ۱۲۸ھ میں پیدا ہوئے اور کہا گیا کہ ۱۲۷ یا ۱۲۹ میں پیدا ہوئے۔

اس سے اندازہ کیجئے کہ جو آدمی مجلس کے شروع ہونے کے ۸، ۹ سال بعد پیدا ہوتا ہے اس کو استنباط احکام شرعیہ کی مجلس کا رکن ۱۲۱ھ میں بنانا کس قدر سفید جھوٹ اور تاریخ کو مسخ کرنا ہے۔

اگر اہل کوفہ کا یہ اصول مسلم ہے کہ:

كان اهل لكوفة لا يخرجون اولادهم فی طلب الحديث صغارا حتى يتكملوا عشرين سنة.(الكفاية فی علم الرواية ص ٥٥۔ توضيح الافكار۔جلد دوم ص ٢٨٧)

اہل کوفہ ۲۰ سال سے کم عمر لڑکوں کو علم حدیث حاصل کرنے کیلئے نہیں بھیجا

Www.IslamicBooks.Website

کرتے تھے۔"

توامام وکیع کا مجلس استنباط احکام شرعیہ میں محدث کبیر ہوکر شامل ہونا تو کجا رہا تلمیذ کی حیثیت سے بھی داخل ہونا محال ومشکل ہے، کیونکہ امام وکیع محدث ہوکر امام صاحب کی مجلس میں کب اور کیسے وارد ہوئے کیا کوئی دلیل سے ثابت کرسکتا ہے؟؟؟

۸۔ حمزہ زیات

حمزہ زیات کا اس مجلس قانون ساز میں شامل ہوکر سالہا سال تک استنباط احکام کرتے رہنا ثبوت طلب ہے۔ مشہور قاری حمزہ زیاتؒ اور امام ابوحنیفہؒ کی پیدائش کا سن ایک ہی ہے۔

حمزہ بن حبیب بن عمارة الزیات ولد سنہ ۸۰ھ و توفی بحلوان سنہ ۱۵۸ھ وقیل سنہ ۱۵۶ھ ذکرہ ابن حبان فی الثقات وقال العجلی وابن معین ثقة وقال النسائی لا باس بہ وقال ابن سعد کان رجلا صالحا عندہ وکان صدوقا صاحب سنة، وقال الساجی والازدی صدوق سیء الحفظ لیس بمتقن فی الحدیث وقد ذمہ جماعة من اهل الحدیث فی القراء ة وابطل بعضهم الصلاة باختیارہ من القراء ة وقال ابوبکر بن عیاش قراء ة حمزة عندنا بدعة، وقال الحافظ قراء ت بخط الذهبی..وقد انعقد الاجماع علی تلقی قراء ة حمزة بالقبول. (تهذیب التهذیب ص ۲۷، ۲۹ ج ۳)

حمزہ بن حبیب بن عمارۃ الزیات سن ۸۰ میں پیدا ہوئے ہیں اور حلوان مقام میں سن ۱۵۸ یا ۱۵۶ میں فوت ہوئے ہیں۔ ابنِ حبان نے اس کو کتاب الثقات میں ذکر کیا ہے۔ عجلی اور ابن معین اس کو ثقہ کہتے ہیں نسائی اس کو لا باس بہ کہتے ہیں۔ ابن سعد کہتے ہیں کہ حمزہ اچھے آدمی تھے ان کے

Www.IslamicBooks.Website

نزدیک سچے اور سنت والے تھے، ساجی اور ازدی کہتے ہیں کہ سچا تو ہے مگر حافظہ خراب تھا۔ حدیث میں چلنے والا نہیں تھا۔ اہلِ حدیث میں سے ایک جماعت نے قراءت کے بارے میں اس کی مذمت کی ہے اس کی قراءت اختیار کرنے سے بعضوں نے نماز کو باطل قرار دیا ہے۔ حافظ ابنِ حجر فرماتے ہیں کہ میں امام ذہبی کے لکھے ہوئے خط پڑھ چکا ہوں کہ امام ذہبی نے لکھا تھا کہ حمزہ کی قراءت کی تلقی بالقبول پر اجماع منعقد ہو چکا ہے۔

۹۔ یحییٰ بن زکریا

ولی یحییٰ فی المدائن وبها توفی سنة اثنتین وثمانین ومائة وقیل سنة ثلاث وله ثلاثة وستون سنة. (تذکرة الحفاظ ١/ ٢٤٧، ٢٦٨ تهذیب ١١/ ٢٠٩)

یحییٰ بن زکریا مدائن کے حاکم تھے اور ۱۸۲ھ میں فوت ہوئے اور بعض نے ۱۸۳ھ میں کہا ہے اور اس وقت ان کی عمر ۶۳ سال تھی اس سے ان کی پیدائش کا سن ۱۲۰ھ بنتا ہے۔ علامہ شبلی نعمانی نے بھی ان کی پیدائش کا سن ۱۲۰ھ لکھا ہے۔ (سیرت النعمان ص ۱۲۶)

قارئین کرام حیرت کے سمندر غوطہ زن ہو جایئے کہ انہیں امام ابوحنیفہؒ کی اس مجلس کا کاتب و منشی بھی قرار دیا جاتا ہے۔ غور فرمایئے کہ ان کی شرکت سے ۱۲۱ھ میں جبکہ ان کی عمر ایک سالہ دودھ پیتے بچے کی تھی یہ مجلس کیسے تشکیل دی گئی اور وہ اس کے منشی کیسے مقرر کئے گئے۔؟

۱۰۔ عافیہ ازدی

موصوف امام صاحب کے تلامذہ میں سے تھے مگر جب ۱۲۰ھ میں یہ کمیٹی قائم ہوئی اس وقت ان کی عمر کتنی تھی اور کیا وہ اس وقت پیدا ہو چکے تھے یا اس کے بعد پیدا ہوئے، کب تحصیل علم سے فارغ ہوئے اور کب کمیٹی کے رکن بنے کیونکہ تاریخ پیدائش ان کی معلوم نہ ہو سکی وفات ۱۸۰ھ میں ہوئی۔

Www.IslamicBooks.Website

اور سب سے پہلے یہ بات ثبوت طلب ہے کہ یہی عافیہ ازدی امام صاحب کی مجلس میں شریک تھے یا کوئی اور عافیہ تھا اور پھر یہ متکلم فیہ ہے۔

توجہ فرمایئے! کردری نے مناقب الامام جلد اول کے ص ۵۰ میں عافیہ ازدی، زا سے ذکر کیا ہے اور اسی کتاب کے ج ۲ ص ۱۲۴ پر کردری نے عافیہ اودی واو کے ساتھ ذکر کیا ہے اس کے حاشیہ پر محمد حیدر خان نے جواہر المضیۃ سے اس نام کا ضبط یوں کیا ہے **الاودی بفتح الالف وسکون الواودال مهمله نسبته الی اودین** اسحاق بن ابراہیم کہتے ہیں ابوحنیفہؒ کے ساتھ فقہی بحث ومباحثہ کرتے جب عافیہ حاضر نہ ہوتے تو اس مسئلے کو نہیں لکھا جاتا تھا اور جب وہ حاضر ہوتے اور اس مسئلے میں موافقت کرتے تو امام ابوحنیفہؒ فرماتے کہ اب لکھو۔ (تاریخ بغداد ج ۱۲ ص ۳۰۸)۔

امام بغدادی فرماتے ہیں۔

قال يحيى بن معين (مرة) عافية ثقة مامون وقال (مرة) كان ضعيفا، وقال ابوداؤد يكتب حديثه.

ابن معین کبھی عافیہ کو ثقہ مامون کہتے تھے اور کبھی ضعیف، ابوداؤد فرماتے ہیں کہ اس کی حدیث کو لکھا جاسکتا ہے۔ (تاریخ بغداد ج ۱۲ ص ۱۰)

۱۱۔ حفص بن غیاث

ولد سنة سبع عشرة ومائة.

(تذكره الحفاظ ج۱ ص ۲۷٤ و ص ۲۹۸، طبقات ابن سعد ص ٦/ ۲۹۰)

حفص بن غیاث ۱۱۷ھ میں پیدا ہوئے۔

قال هارون بن حاتم سئل حفص وانا اسمع عن مولده فقال

Www.IslamicBooks.Website

ولدت سنة ١١٧ (تذكره الحفاظ ج ١ ص ٢٠٨ ابن سعد ج ٦

ص ٢٩٠، تهذيب التهذيب ٢/٤١٧)

حفص بن غیاث کا خود بیان ہے کہ میں ۱۱۷ھ میں پیدا ہوا۔

قارئین کرام خود فیصلہ کیجئے کہ حفص بن غیاث ۱۲۱ھ میں بننے والی کمیٹی کے رکن کب اور کیسے بنے اور امام ابوحنیفہ کے پاس کتنا عرصہ رہے اور اسلامی قوانین مدون کرنے میں کس طرح ممد ومعاون رہے۔ یہ تمام باتیں ثبوت طلب ہیں کیونکہ کمیٹی کی تشکیل کے وقت امام حفص کی عمر صرف ۳ برس تھی اور اس عمر میں کسی بھی کمیٹی کی رکنیت ناممکن اور محال ہے۔

۱۲۔ حبان

ابن حجرؒ اور امام ذہبیؒ لکھتے ہیں:۔

الكوفى ضعيف من الثامنة و كان له فقه وفضل مات سنة احدى او اثنتين وسبعين وله ستون سنة.(تقريب التهذيب ص ٩٢،ميزان الاعتدال ص ٣٦١ ج ١، تذكرة الحفاظ ص ٢٤٦ جلد ١)

حبان ضعیف ہے اور وہ صاحب فقہ وفضل تھے۔ ۱۷۱ھ یا ۱۷۲ھ میں ۶۰ سال کی عمر میں وفات پاتے ہیں۔

قال ابن عدى عامة احاديث حبان افراد وغرائب.(خلاصة تهذيب الكمال ص ٦٠)

ابن عدی کے بقول حبان کی اکثر احادیث غرائب اور افراد پر مشتمل ہوتی ہیں۔

ابن حجر فرماتے ہیں:

حبان بن على العنزى الكوفى قال محمد بن فضيل ولد سنة ١١١ھ وقال ابن

Www.IslamicBooks.Website

سعد توفی سنة (۱۷۱ھ) قال ابن ابی خیثمة عن الدورقی حبان لیس حدیثه بشی قال ابو زرعة لا هو ولا اخوه (مندل) وقال ابوداؤد لا احدث عنهما وضعفه ابن المدینی وقال لا یکتب حدیثه وقال ابن نمیر فی حدیثهما غلط وقال ابو زرعة لین وقال ابو حاتم یکتب حدیثه ولا یحتج به وقال البخاری لیس عندهم بالقوی وقال ابن سعد والنسائی ضعیف وقال الدارقطنی متروک وقال الحاکم ابو احمد لیس بالقوی عندهم و قال ابن ابی رافع احادیثه عامتها بواطیل قال الجوزجانی واهی الحدیث، قال ابن نافع وابن ماکولا ضعیف. (تهذیب التهذیب ص ۱۷۳، ج ۲)

حبان بن علی العنزی الکوفی، محمد بن فضیل فرماتے ہیں کہ ۱۱۱ میں پیدا ہوئے۔ ابن سعد فرماتے ہیں کہ ۱۷۱ میں فوت ہوئے ہیں۔ ابن ابی خیثمہ فرماتے ہیں دورقی سے کہ حبان حدیث میں کچھ نہیں۔ ابوزرعہ فرماتے ہیں کہ وہ بھی کچھ نہیں اور اس کا بھائی مندل بھی، ابوداؤد فرماتے ہیں کہ ان دونوں بھائیوں سے میں حدیث نہیں لیتا۔ ابن المدینی نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے اور فرمایا ہے کہ اس کی احادیث کو لکھا تک نہیں جاتا۔ ابن نمیر فرماتے ہیں کہ ان دونوں بھائیوں کی احادیث غلط ہیں۔ ابو زرعہ اس کو لین کہتے ہیں، ابوحاتم فرماتے ہیں کہ اس کی حدیث لکھی تو جاتی ہے مگر احتجاج نہیں کیا جاتا۔ بخاری فرماتے ہیں کہ محدثین کے نزدیک قوی نہیں۔ دارقطنی فرماتے ہیں کہ دونوں بھائی متروک ہیں۔ حاکم ابواحمد فرماتے ہیں کہ محدثین کے نزدیک قوی نہیں ابن ابی رافع اس کی عام احادیث کو باطل کہتے ہیں۔ جوزجانی کہتے ہیں کہ بے کار احادیث والے ہیں، ابن نافع اور ابن ماکولا فرماتے ہیں کہ حبان ضعیف ہے۔

گویا کہ حبان کمیٹی کے انعقاد کے وقت صرف دس برس کا تھا۔ ناظرین غور فرمائیے کہ جب کوئی شخص دس سال کا بچہ ہو تو وہ کبار محدثین وفقہاء کی کسی کمیٹی میں شامل ہو سکتا ہے پھر جبکہ اس پر

Www.IslamicBooks.Website

محدثین کے اس قدر ریمارکس بھی ہوں۔

۱۳۔ مندل

ابن حجر فرماتے ہیں:

ضعیف من السابعة ولد سنة ثلاث و مائة ومات سنة سبع او ثمان وستین (تقریب التهذیب ص ۵۰۶)

مندل ۱۰۳ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۶۷ھ یا ۱۶۸ھ میں فوت ہوئے۔اور ضعیف ہیں۔

غالباً اس لئے حنفیہ کا اکثر احادیث میں مدار ضعیف راویوں پر ہے۔

ابن حجر فرماتے ہیں:

مندل بن علی العنزی اخو حبان و کان اکبر من حبان اسمه عمرو ومندل لقبه ولد سنة (۱۰۳ھ) ومات سنة (۱۶۷ھ) قال احمد وابن معین وعلی ابن المدینی .... والبخاری والنسائی وابن سعد والدارقطنی ضعیف وقال ابن معین لیس بشی و لیس بذاک القوی وقال ابو زرعة لین وقال ابن عدی له غرائب وافراد یکتب حدیثه قال ابو احمد لیس بالقوی عندهم وقال الساجی لیس بثقة روی مناکیر قال ابن حبان کان ممن یرفع المراسیل ویسند الموقوفات من سوء حفظه فاستحق الترک وقال الطحاوی (الحنفی) لیس اهل التثبت فی الروایة بشیٔ ولا یحتج به (تهذیب التهذیب ص ۲۹۸ ج ۱۰)

مندل علی العنزی، حبان کا بڑا بھائی ہے اس کا نام عمرو ہے مندل اس کا لقب ہے۔ ۱۰۳ھ میں پیدا ہوئے ہیں اور ۱۶۷ھ میں فوت ہوئے ہیں۔احمد، ابن معین، علی بن المدینی اور ان کے ہم عصر دیگر محدثین، بخاری، نسائی، ابن سعد و دارقطنی کہتے ہیں کہ مندل ضعیف ہے۔ابن معین کہتے ہیں کہ یہ

Www.IslamicBooks.Website

کچھ نہیں اسی طرح قوی نہیں، ابوزرعہ اس کو لین کہتے ہیں، ابن عدی فرماتے ہیں کہ اس کے غرائب وافراد ہیں اس کی حدیثیں لکھی جاتی ہیں۔ابو احمد کہتے ہیں کہ محدثین کے ہاں یہ قوی نہیں۔ ساجی کہتے ہیں کہ ثقہ نہیں منکر روایتیں بیان کرتا ہے۔ابن حبان کہتے ہیں کہ مرسل احادیث مرفوع اور موقوف کو مستند کیا کرتا تھا حافظے کی خرابی کی وجہ سے، لہذا چھوڑنے کے مستحق ہوگیا۔امام طحاوی (حنفی) فرماتے ہیں کہ روایت میں کچھ بھی مضبوط لوگوں میں سے نہیں ہے اور نہ ہی اس سے احتجاج کیا جاسکتا ہے۔

مندل اور حبان باوجود ان کے بارے میں محدثین کے ریمارکس کے بناء برشرط اخذ عندالحنفیہ اس کمیٹی میں شامل ہونے کے مستحق تک نہیں چہ جائیکہ کبار محدثین وفقہاء ومجتہدین ہوکر شریک ہوں۔

۱۴۔ قاسم بن معن

ابن حجر فرماتے ہیں:

قال الحضری مات سنة خمس و سبعین و مائة قلت و قال ابن سعد كان ثقة عالماً بالحديث والفقه والشعر وايام الناس.

(تهذيب التهذيب ص ۳۳۹ ج ۸۔ الفوائد البهیئة ص ۱۵۴)

یعنی قاسم بن معن ۱۷۵ھ میں فوت ہوئے۔ثقہ، حدیث، فقہ، شعر اور تاریخ کا بہت علم رکھتے تھے۔ یہ معلوم نہیں ہوسکا کہ جب یہ کمیٹی وجود میں آئی تھی تو اس وقت موصوف کتنی عمر کے تھے آیا وہ اس وقت تک پیدا بھی ہوئے تھے یا نہیں۔

۱۵۔ فضیل بن عیاض

فضیل بن عیاض کے متعلق تذکرۃ الحفاظ ج ۱ ص ۲۲۷ میں ہے:

توفى الفضيل يوم عاشوراء سنة سبع و ثمانين ومائة و قد

Www.IslamicBooks.Website

نیف علی الثمانین

حضرت فضیل ۱۰ محرم ۱۸۷ھ میں فوت ہوئے اور اس وقت ان کی عمر ۸۵ سال سے متجاوز تھی۔

اس حساب سے ان کی پیدائش ۱۰۷ھ کے بعد بنتی ہے جب امام ابوحنیفہؒ نے ۱۲۱ھ میں مجلس کا آغاز کیا تو اس وقت ان کی عمر کل ۱۴/۱۵ سال تھی۔ اور ان کی پیدائش بھی علاقہ خراسان میں ہوئی تھی اور ان کے متعلق یہ حکایت بھی مشہور ہے کہ ابتداء میں عورت پر فریفتہ اور عاشق تھے۔ اکثر اوقات اسی کی تاک میں گذارتے تھے۔ آیت الم یان للذین امنوا سن کر تائب ہوئے۔ اس کے بعد جا کر علوم کی طرف متوجہ ہوئے۔ گویا امام صاحب کی مجلس کے آغاز کے وقت حضرت فضیل محدث کبیر تو کجا علوم اسلامیہ کی طرف پوری طرح متوجہ بھی نہیں ہوئے تھے۔ بعدہ مکہ مکرمہ کو اپنا مسکن بنالیا تھا اور عبادت الٰہی میں مشغول ہو گئے تھے۔ لہذا حضرت فضیل کی شرکت سے ۱۲۱ھ میں مجلس کا آغاز کرنا نہایت ہی غلط اور فریب ہے۔

قال ابو عمار الحسين بن حريث سمعت الفضل بن موسى يقول كان الفضيل بن عياض شاطرا يقطع الطريق بين ابيورد و سرخس و كان سبب توبته انه عشق جارية فبينما هو يرتقى الجدران اليها اذا سمع تاليا يتلوا الم يأن للذين امنوا ان تخشع قلوبهم لذكر الله فلما سمعها قال بلىٰ يا رب قدآن فرجع فاواه الليل الى خربة فاذا فيها سابلة فقال بعضهم نرتحل و قال بعضهم حتى نصبح فان فضيلاً على الطريق يقطع علينا. قال ففكرت قلت انا اسعى بالليل فى المعاصى و قوم من المسلمين يخافوننى ههنا وما لرى الله ساقنى اليهم لارتدع اللهم انى قد تبت اليک و جعلت توبتى مجاورة البيت الحرام.... قال

Www.IslamicBooks.Website

ابن سعد ولد بخراسان بكورة ابيورد و قدم الكوفة وهو كبير فسمع الحديث من منصور وغيره ثم تعبد وانتقل الیٰ مكة فنزلها الی ان مات بها فی اوّل سنة سبع و ثمانين ومائة.....وذكره ابن حبان فی الثقات وقال اقام بالبيت مجاوراً مع الجهد الشديد والورع الدائم والخوف الوافر والبكاء الكثير والتخلی بالوحدة ورفض الناس وما عليه اسباب الدنيا الیٰ ان مات بها (تهذيب التهذيب ص ٢٩٤، ص ٢٩٥، ص ٢٩٦ ج ٨)

ابوعمار حسین بن حریث فرماتے ہیں کہ میں فضیل بن موسیٰ سے سن چکا ہوں وہ فرماتے تھے کہ فضیل بن عیاض بہت چالاک تھا۔ ابیورد اور سرخس کے درمیان ڈاکہ زنی کرتا تھا۔ اس کے لئے توبہ کا سبب یہ بنا کہ وہ کسی لڑکی پر عاشق ہوا۔ ایک دن وہ اس لڑکی کے گھر کی دیوار پھاند رہا تھا کہ اس نے کسی پڑھنے والے سے یہ آیت الم یأن للذین پڑھتے ہوئے سنا جب یہ آیت سنی تو کہنے لگا کہ اے اللہ وقت آ پہنچا ہے۔ وہاں سے واپس ہوا اور رات اس نے جنگل میں گزاری، کیا دیکھتا ہے۔ وہ ایک راہ گذر ہے جہاں قافلے والے رات گزارنے کے لئے ٹھہرے ہوئے ہیں۔ قافلہ والوں میں سے بعض کہتے ہیں کہ چلتے ہیں اور بعض کہتے ہیں نہیں جب تک صبح نہ ہو جائے اس لئے کہ فضیل راستہ میں ہوگا اور ہمارے اوپر ڈاکہ ڈالے گا۔ فضیل کہتے ہیں میں نے سوچا اور کہا کہ میں تو گناہوں میں کوشش کرتا ہوں اور یہاں مسلمانوں کی جماعت مجھ سے ڈرتی ہے۔ میرا خیال سوا اس کے نہیں کہ اللہ نے مجھے اس طرف اس لئے بھیجا کہ میں اس برے کام سے باز آ جاؤں۔ اے اللہ! میں تیری طرف رجوع کرتا ہوں اور توبہ قبول ہونے تک اپنے اوپر حرم میں مجاور بن کر رہنا نذر کرتا ہوں۔

ابن سعد کہتے ہیں کہ فضیل خراسان کی ابیورد نامی بستی میں پیدا ہوا، جوانی کی حالت میں کوفہ گیا،

Www.IslamicBooks.Website

منصور وغیرہ سے حدیثیں سنیں پھر عابد بنا اور مکہ کی طرف چل پڑا اور مکہ میں اترا، یہاں تک کہ وہاں ۱۸۷ھ میں فوت ہوا۔ ابن حبان نے اس کو کتاب الثقات میں ذکر کیا ہے اور فرمایا کہ بیت اللہ شریف میں مجاور بن کر رہا۔ عبادت، سخت کوشش اور ہمیشہ پرہیزگاری اور بہت خوف اور سخت رونی اور لوگوں سے اکیلے رہ کر، لوگوں اور جو کچھ لوگوں کے پاس ہے دنیا کے اسباب، ان کو چھوڑنے کے ساتھ، یہاں تک کہ بیت اللہ میں فوت ہو گیا۔

اس قصہ کو علامہ شامی نے مختصر أبلا ردو قدح شامی ج ا ص ۴۴ میں بایں الفاظ ذکر کیا ہے:

فضيل بن عياض انه كان يقطع الطريق وانه عشق جارية وارتقى جدارا فسمع تاليا يتلو الم يأن للذين آمنوا ان تخشع قلوبهم فتاب ورجع فورد مكة وجار بها ومات بها سنة ۱۸۷ھ.

فضیل بن عیاض ڈاکو تھا، اسے ایک لڑکی سے عشق ہوا اور دیوار پھاند رہا تھا کہ کسی پڑھنے والے سے الم یأن.. الخ پڑھتے ہوئے سنا اور توبہ کر کے واپس ہوا۔ مکہ مکرمہ پہنچا اور وہاں مجاور رہا یہاں تک کہ ۱۸۷ھ میں فوت ہوا۔

امام ذھبی کے بقول وہ ۱۰۵ھ یا ۱۰۶ھ کو پیدا ہوئے۔ گویا مجلس کی تشکیل کے وقت ان کی عمر پندرہ سولہ کے قریب تھی۔ اور جوانی کے عالم میں ان کا رجحان عشق بازی اور ڈاکہ زنی کی طرف تھا۔ دینی علوم سیکھنے کا یہاں تصور بھی نہیں ہو سکتا تھا۔ معروف ڈاکو کی حیثیت سے نام پیدا کرنے کے وقت ان کی عمر ۲۵۔۳۰ سال سے کسی طرح بھی کم نہ ہوگی۔ اب بتلایئے وہ امام ابوحنیفہؒ کی کمیٹی کے رکن کب بنے؟

۱۶۔ داؤد طائی

کچھ عرصہ علم وفقہ میں مشغول رہنے کے بعد عزلت وتفرد اور خلوت اختیار کر کے اللہ تعالیٰ کی عبادت

Www.IslamicBooks.Website

میں دن گزارنے لگ گئے اور امام ابوحنیفہؒ کے پاس آیا کرتے تھے اور بعد میں اپنی کتابوں کو دریا برد کر کے بالکل گوشہ نشینی میں ہو کر عبادت الٰہی میں مصروف رہے (تہذیب التہذیب ص ۲۰۳ ج ۳، وفیات الاعیان ص ۲۹ جلد ۲)

اور ۱۶۰ھ میں فوت ہوئے (خلاصہ تہذیب الکمال، تہذیب ص ۲۰۳ جلد ۳، سیرۃ النعمان شبلی ص ۳۳۶) صرف امام ابوحنیفہؒ کے پاس آنے جانے سے تو مجلس میں شرکت ثابت نہیں ہو سکتی اور پھر ایسا گوشہ نشین آدمی عرصہ دراز تک استنباط اور احکامِ شرعیہ کا کام کیسے سرانجام دے سکتا ہے۔ کیا ایسا گوشہ نشین آدمی کمیٹی کا ممبر بن سکتا ہے۔

کمیٹی کے باقی افراد کے بارے میں محمد یحیٰی گوندلوی صاحب سے سنئے

۱۷۔ حسن بن زیاد لولوی

انوار کے مولف ان کے بارہ میں رقم طراز ہیں۔

امام حسن بن زیاد لولوی امام اعظم کے تلامذہ واصحاب و شرکاء تدوین فقہ میں سے بڑے بیدار مغز فقیہ اور دانشمند محدث تھے (مقدمہ انوار ص ۱۲۰ ج ۱)

عملی کمالات

عملی کمالات بھی ان کے عجیب اور انوکھے تھے ہمارے خیال میں ایسے کمالات سے فقہاء متقدمین محروم رہے ہیں۔ امام محمد بن رافع فرماتے ہیں۔ یہ امام سے پہلے سر اٹھاتے اور امام سے پہلے سجدہ میں چلے جاتے تھے۔ (لسان ص ۲۰۹ ج ۲)

محمد بن حمید رازی فرماتے ہیں:

مارایت اسواء صلوة من الحسن بن زیاد اللؤلوی. (لسان: ۲/ ۲۰۸)

میں نے حسن بن زیاد سے بڑھکر کسی کو بدترین کیفیت میں نماز پڑھتے نہیں دیکھا۔

Www.IslamicBooks.Website

انوکھا نقشہ نماز

جناب حسن بن زیاد کی نماز کے ارکان عدم تعدیل اور عدم توجہی تو ایک معروف چیز تھی علاوہ ازیں ان کا ایک خاص وصف یہ بھی تھا جس کو امام احمد بن سلیمان رہاوی نے بچشم دید گواہ کی حیثیت سے بیان فرمایا ہے۔ وہ فرماتے ہیں:

میں حسن سے ان کی کتابیں لکھا کرتا تھا اور میں نے ان کو ہی لازم پکڑا ہوا تھا۔ ایک دن میں نے ان کو نماز پڑھتے دیکھا اور ایک بے ریش بچہ ان کے پہلو میں صف میں کھڑا ہے۔ جب لوگ سجدہ میں گئے تو حسن نے ہاتھ بڑھایا اور بچے کے رخسار پر چٹکی لی۔ حالانکہ بچہ بھی سجدہ میں گیا ہوا تھا (مجھے ان کی یہ حرکت ناپسند آئی) تو میں نے ان سے جدائی اختیار کر لی۔ اور دل میں تہیہ کر لیا کہ آئندہ ان سے کوئی چیز بیان نہیں کرونگا۔ (الکامل ص ۷۳۲ ج ۲)۔

اسی طرح امام ابوداؤد نے حسن بن علی حلوانی سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا:

میں نے حسن لؤلوی کو دیکھا کہ انہوں نے سجدہ پڑے ہوئے بچے کو بوسہ دیا (لسان ص ۳۰۹ ج ۲)

سایہ نحوست

جن دنوں میں حسن بن زیاد اور حماد بن ابی حنیفہ قاضی تھے قحط پڑ گیا تو ایک شخص نے امام وکیع سے قحط سالی کی بابت دریافت فرمایا تو امام وکیع نے فرمایا۔

کیف لا تجدب وحسن اللؤلوی قاضیاً وحماد بن ابی حنیفة

(عقیلی ص ۲۲۸ ج ۱)

بھلا قحط سالی کیوں نہ ہو جبکہ حسن لولوی اور حماد قاسی ہیں۔

Www.IslamicBooks.Website

جرح:

ان مذکورہ اوصاف کے علاوہ اس فقیہ بیدار مغز میں وضع حدیث اور کذب بیانی کا وصف بھی معروف تھا جس کی وجہ سے محدثین کرام کے نزدیک قابل اعتماد نہیں رہے تھے سوائے امام مسلمہ بن قاسمؒ کے کسی اور ناقد محدث نے ان کی توثیق نہیں کی۔ ہاں البتہ ان پر جرح وقدح اور نقد کے تیر ہر طرف سے برسے ہیں جن کو ہم خلاصۃ لسان کے حوالہ سے ہدیہ قارئین کرتے ہیں۔

امام ابن مدینیؒ فرماتے ہیں اس کی حدیث نہ لکھی جائے۔

امام ابوحاتم فرماتے ہیں ثقہ نہیں ہے۔

امام دار قطنیؒ فرماتے ہیں متروک ہیں۔

امام جزرہؒ فرماتے ہیں یہ نہ تو محدثین کے ہاں قابلِ تعریف ہے اور نہ ہی اپنے حلقہ میں۔ حدیث میں کوئی چیز نہیں۔

یعلی بن عبیدؒ فرماتے ہیں حسن سے بچو۔

امام یزید بن ہارونؒ سے ان کے بارہ میں پوچھا گیا تو فرمانے لگے کیا یہ مسلمان بھی ہے۔

ابواسامہؒ فرماتے ہیں یہ خبیث ہے۔

امام محمد بن عبداللہؒ بن نمیر فرماتے ہیں ابن جریج کا نام لے کر جھوٹی حدیث بیان کرتا ہے۔

امام ابوداؤدؒ فرماتے ہیں ثقہ نہیں کذاب ہے۔

امام ابن معینؒ فرماتے ہیں کذاب ہے۔

امام ابوثورؒ فرماتے ہیں کذاب ہے۔

امام یعقوبؒ فرماتے ہیں کذاب ہے۔

امام عقیلیؒ فرماتے ہیں کذاب ہے۔

Www.IslamicBooks.Website

امام ساجیؒ فرماتے ہیں کذاب ہے۔ (لسان ص ۲۰۸ وص ۲۰۹ ج ۲)

امام نسائیؒ فرماتے ہیں ثقہ و مامون نہیں۔ خبیث اور کذاب ہے۔ (کتاب الضعفاء ص ۲۸۹، ۳۱۰)

مذکورہ ائمہ کی جرح سے ثابت ہو گیا کہ محدثین کی نظر میں یہ متروک، ناقابلِ حجت اور بالآخر کذاب ہیں۔ مگر صاحب انوار کے نزدیک بیدار مغز، فقیہ اور دانشمند محدث۔

رکنیت

حدائق حنفیہ ص ۱۳۷ میں ہے کہ:

> کہتے ہیں کہ جب آپ کی عمر تیس سال گزری تو آپ نے فقہ پڑھنا شروع کیا اور چالیسویں سال تک اس میں مشغول رہے چنانچہ اس عرصہ میں آپ نے اچھی طرح بستر پر اپنی پیٹھ نہ رکھی۔ (اللمحات ص ۵۳۹ ج ۴)۔

محققین احناف کو یہ تو تسلیم ہے کہ موصوف حسن ۱۱۶ھ کو پیدا ہوئے اور ان کی ولادت کے صرف چار سال بعد کمیٹی کی تشکیل ہوئی جبکہ حسن کا ابھی تعلیمی دور شروع نہیں ہوا تھا۔ اور بقول حدائقِ حنفیہ کے مصنف کے انہوں نے فقہ شریف عمر کے تیس سال گزارنے کے بعد پڑھنا شروع کی اور متواتر دس سال تک فقہ پڑھتے رہے۔ تو اس حساب سے جب انہوں نے فقہ کی تعلیم سے فراغت حاصل کی تو اس وقت ۱۴۶ھ شروع ہو چکا تھا اور یہ وہ وقت ہے جس میں امام صاحب کی گرفتاری عمل میں آچکی تھی اور یہ کمیٹی اپنے انجام کو پہنچ چکی تھی تو بتایئے انہوں نے اس کمیٹی کی رکنیت کمیٹی کے وجود کے ختم ہو جانے کے بعد اختیار کی تھی کیونکہ اس سے پہلے محض ایک طالب علم تھے اور کمیٹی کے اصول وقواعد وضوابط کی رو سے وہ اس کے ممبر نہیں بن سکتے تھے۔

Www.IslamicBooks.Website

۱۸۔ امام حفص بن عبد الرحمٰن بلخی

صاحبِ انوار نے امام ابوعمرو حفص بن عبدالرحمٰن بلخی کو بھی اس چہل رکنی کمیٹی کا ممبر بنا دیا ہے اور ان کی بہت سی خوبیاں بیان کی ہیں۔ فرماتے ہیں۔

امام اعظم کے اصحاب میں محدث، صدوق تمام خراسانی تلامذہ میں افقہ اور شرکاء تدوین میں سے تھے۔ اسرائیل۔ حجاج بن ارطاۃ اور ثوری سے روایت کی (مقدمہ انوار ص ۲۰۹ ج ۱)

راقم الحروف کہتا ہے کہ ان کا تفصیلی ترجمہ اور حالات معلوم نہیں ہو سکے۔ جس سے مؤلف انوار کے دعویٰ کی تصدیق یا تکذیب ہو سکے۔ ہاں البتہ موصوف کی عبارت سے ہی معلوم ہوتا ہے کہ ان کا شمار خراسان کے علماء میں سے ہے اور وہ بلخ کے رہنے والے تھے بھلا جو کوفہ سے دور دراز کے علاقہ بلخ میں ۱۱۹ھ میں پیدا ہوا ہو وہ کوفہ کس عمر میں آئے ہوں گے اور امام صاحب سے کتنی عمر میں رشد تعلیمی کے منازل طے کئے ہوں گے اور پھر رکنیت اختیار کرتے وقت ان کی عمر کی کتنی اور بہاریں گزر چکی ہوں گی اور پھر کتنے سال اس کمیٹی سے وابستہ رہے ہوں گے اور پھر انہوں نے اس کمیٹی میں رہ کر جو خدمات انجام دی ہیں ان کی نوعیت کیا ہوگی تا حال راقم کے لئے یہ تمام باتیں مجہول ہیں۔

۱۹۔ ابو مطیع حکم بن عبد اللہ

صاحب انوار نے ابو مطیع کو بھی اس فرضی کمیٹی کا رکن بتلایا ہے اور ان کا تذکرہ بہت اچھے الفاظ میں کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مولف کے نزدیک محدث، فقیہ، عالم اور فاضل ہیں (مقدمہ انوار ص ۲۰۹ ج ۱)۔

جرح

تقریباً تمام محدثین کرام نے ان پر مختلف الفاظ سے جرح کی ہے اور جہاں تک راقم کا علم ہے کسی

Www.IslamicBooks.Website

ایک محدث سے بھی ان کی ثقاہت معلوم اور منقول نہیں ہے۔ گویا کہ یہ بالاتفاق ضعیف اور ناقابلِ اعتماد ہیں۔

امام ابن معینؒ فرماتے ہیں کوئی چیز نہیں۔

امام نسائی فرماتے ہیں ضعیف ہے۔

امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں یہ اس لائق نہیں کہ اس سے روایت لی جائے۔

امام ابوداؤدؒ فرماتے ہیں محدثین نے اس کی روایت کو چھوڑ دیا ہے۔

امام ابن عدیؒ فرماتے ہیں ان کا ضعف بڑا واضح ہے اور جو بیان کرتا ہے اس کی متابعت کوئی نہیں۔

امام ابن سعدؒ فرماتے ہیں محدثین کے نزدیک حدیث میں ضعیف ہے۔

امام ابن حبانؒ فرماتے ہیں مرجیوں کا سرغنہ اور محدثین سے بغض رکھتا تھا۔

امام ابوحاتم فرماتے ہیں کذاب اور مرجی تھا۔

امام جوزجانی فرماتے ہیں مرجیوں کا سردار تھا سنت سے دشمنی اور حدیثیں گھڑا کرتا تھا۔

امام خلیلی فرماتے ہیں عراق اور بلخ کے حفاظ اس سے راضی نہ تھے۔

امام ذہبیؒ فرماتے ہیں رائے میں بصیرت اور شان والا تھا مگر حدیث کے ضبط میں نہایت کمزور اور واہ تھا۔ نیز اس نے حدیث وضع کی ہے۔

وضع کردہ روایت

امام ذہبی اور حافظ ابن حجر نے اس کی وضع کردہ روایت بطور مثال ذکر کی ہے وہ یہ ہے کہ:۔

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں ثقیف کا ایک وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور انہوں نے ایمان کے بارہ میں پوچھا کیا اس میں کمی اور

Www.IslamicBooks.Website

زیادتی ہوتی ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا اس میں زیادتی کفر ہے اور کمی شرک

ہے (میزان ص ۵۷۴ ج ۱۔ لسان ص ۳۳۴ ج ۲)

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ موصوف اپنے مذہب کی خاطر روایتیں وضع کرنے کا دھندہ کرتا تھا۔

رکنیت

امام ذہبی نے فرمایا ابو مطیع نے ۱۹۹ھ میں وفات پائی انکی عمر چوراسی سال تھی (میزان ص ۵۷۵ ج ۱) تو گویا کہ یہ ۱۱۵ھ کو پیدا ہوئے ہیں اور پھر ان کی ولادت کوفہ سے بہت دور بلخ میں ہوئی ہے اور معلوم نہیں کہ وہ کوفہ کب آئے اور کس سال امام صاحب سے تعلیمی فراغت حاصل کی اور کب رکن قرار پائے۔ اگر اس کمیٹی کا کوئی وجود ہوتا تو ہم ابو مطیع کو ان کے اوصاف مصرحہ کی وجہ سے ضرور اس کمیٹی کا رکن تسلیم کر لیتے جیسا کہ ہمیں تسلیم ہے کہ ان کا اپنے حلقہ میں بہت بلند مقام ہے خواہ محدثین کی نظر میں یہ کذاب اور وضاع ہیں مگر چونکہ وہ اپنے حلقہ میں کام کے آدمی تھے اس لئے ان کے احباب انہیں اپنے ہاتھ سے چھوڑنا نہیں چاہتے۔

۳۰۔ قاضی حماد بن دلیل

قاضی حماد بن دلیل کو بھی مصنف انوار نے اس فقہ ساز کمیٹی میں شامل کیا ہے اور ان کے بارے میں لکھا ہے:

> امام حماد بن دلیل محدث صدوق تھے امام اعظم کے ان بارہ اصحاب میں سے تھے جن کے بارے میں آپ نے فرمایا کہ قضا کی صلاحیت رکھتے ہیں اور تقریباً سبھی قضا کے اعلیٰ عہدہ پر فائز ہوئے (مقدمہ انوار ص ۲۱۱ ج ۱)

رکنیت

ان کے بارے میں تفصیل مجہول ہے کہ یہ کب پیدا ہوئے اور کس سن میں علم کی تحصیل کی طرف توجہ

Www.IslamicBooks.Website

مبذول فرمائی اور کب فراغت پائی اور پھر عمر کے کس حصہ میں انہوں نے اس مجلس کی رکنیت اختیار کی اور اس وقت کمیٹی کی تشکیل کو کتنا عرصہ بیت چکا تھا اور انہوں نے بحیثیت رکن کمیٹی کون کون سی خدمات سرانجام دیں۔

۳۱۔ حماد بن ابی حنیفہ

صاحبِ انوار نے ان کا تذکرہ یوں کیا ہے:

> حماد فقیہ محدث اور بڑے عابد و زاہد تھے حدیث و فقہ میں آپ کے بڑے استاد خود امام اعظم ہیں اور امام صاحب کی زندگی میں بھی بدرجہ کمال مہارت فتوی دینا شروع کر دیا تھا۔ امام ابو یوسف، زفر، ابن زیاد کے طبقہ میں سے تھے اور تدوین فقہ میں شریک تھے (مقدمہ انوار ص ۱۷۰ ج۱)

علامہ شبلی صاحب نے ان کا تدوین فقہ میں تذکرہ نہیں فرمایا۔

جرح

ابو رجاء کہتے ہیں میں نے امام جریر سے حماد کی ایک روایت بیان کی تو امام جریر کہنے لگے۔ حماد نے جھوٹ بولا ہے ان سے کہہ دو تمہارا حدیث سے کیا تعلق تم تو محض جھگڑالو ہو۔ اس واقعہ کو بیان کرنے کے بعد امام ابن عدی فرماتے ہیں۔

لا اعلم له رواية مستوية فاذكرهنا

(الکامل ص ٦٦٩ ج٢ ولسان ص ٣٤٦ ج٢)

ترجمہ: مجھے حماد کی کسی درست روایت کا علم نہیں کہ جسے میں یہاں بطور مثال ذکر کروں۔

امام ابن عدی یہی حماد کے بیٹے اسماعیل کے ترجمہ مین فرماتے ہیں۔

ليس هو ولا ابوه حماد ولا جده ابو حنيفة من اهل الروايات

Www.IslamicBooks.Website

ثلاثهم قد ذكرتهم فی كتابی هذا فی جملة الضعفاء. (الكامل ص٣٠٨ ج١ و میزان ص ٢٢٦ ج١)

اسماعیل اور اسکے والد حماد اور ان کے والد ابوحنیفہ محدثین میں سے نہیں ہیں اور تینوں میں ضعف ہے جن کا میں نے اپنی کتاب (الکامل) میں ذکر کیا ہے۔

امام ذہبیؒ فرماتے ہیں:

حماد کو ابن عدی اور دیگر محدثین نے حافظہ کی کمزوری کی وجہ سے ضعیف کہا ہے (میزان ص۵۹۰ ج۱)

امام شریک نے جناب حماد کو افاک (جھوٹ گھڑنے والا) کہا ہے (کتاب المجروحین ص۲۷ ج۳)

المختصر جناب حماد صاحب کی تضعیف اور تغلیط تو آپ کے سامنے ہے مگر راقم الحروف کو ان کی توثیق کسی معتبر ماخذ سے نہیں ملی۔

رکنیت

موصوف کی پیدائش کب ہوئی احناف میں اس کی مختلف روایات ہیں جن میں کوئی بھی پایہ اعتبار کو نہیں پہنچتی۔ صحیح تو یہی ہے کہ ان کے سن ولادت کا صحیح علم نہیں ہو سکا۔ جس سے ان کی رکنیت کا تعین کیا جا سکے۔

۳۲۔ خالد بن سلیمان بلخی

انوار کے مولف نے خالد بن سلیمان بلخی کو بھی اس کمیٹی کا رکن قرار دیا ہے چنانچہ فرماتے ہیں۔

امام خالد بن سلیمان بلخی متوفی ۱۹۹ھ عمر ۸۴ سال محدث وفقیہ اور امام اعظم کے تلامذہ میں سے اہل بلخ کے امام اور شرکاء مجلس تدوین میں تھے۔ امام صاحب نے ان میں افتاء کی صلاحیت دیکھ کر فتوی نویسی میں ان کو متخصص بنا دیا تھا محمد بن طلحہ شیخ بخاری کے استاد ہیں لہذا امام بخاری کے شیخ الشیخ اور

Www.IslamicBooks.Website

امام اعظم سے مسانید میں روایت کرتے ہیں۔ (مقدمہ انوار ص ۲۱۰ ج ۱)۔

جرح

فقہ میں پی۔ایچ۔ڈی کی سند کے مالک محدثین کرامؒ کی نظر میں محض ایک ضعیف راوی کا درجہ رکھتے ہیں۔

امام ابن معینؒ فرماتے ہیں۔

ضعیف ہے۔

اور امام ابن عدی فرماتے ہیں۔

له احاديث شبه الموضوعة فلا ادرى من قبله او من قبل الراوى عنه ومثل تلك الرواية التى يرويها هو يوجب ان يكون ضعيفا. (الکامل ص ۹۱۵ ج ۳)

ترجمہ: اس کی حدیثیں موضوع اور من گھڑت روایتوں کے مشابہ ہیں مجھے علم نہیں کہ ایسی روایت اس کی طرف سے ہیں یا اس راوی کی طرف سے ہیں جو اس سے روایت کرتا ہے بہر حال جو بھی ہے اس کی روایات ضعف کو واجب کرتی ہیں۔

حافظ ابن حجرؒ نے بطور مثال امام دار قطنی کے حوالہ سے اس کی ایک روایت بیان کی ہے جس کو یہ عمرو بن دینار کے حوالہ سے مرفوع بیان کرتا ہے کہ۔

''وزن اہل مدینہ کا معتبر ہے اور ماپ اہل مکہ کا۔''

امام دار قطنیؒ فرماتے ہیں یہ روایت غریب ہے ابو معاذ (کنیت خالد) اس کے بیان کرنے میں متفرد ہے۔ حافظ ابن حجر اس پر ریمارکس دیتے ہوئے فرماتے ہیں اس سند کے ساتھ یہ روایت

Www.IslamicBooks.Website

مُنکر ہے۔خلیلی نے الارشاد میں فرمایا اس (خالد) کی روایت منکر اور معروف دونوں طرح کی ہے بعض اس کی روایتیں درست ہیں اور بعض ایسی ہیں جن کی کوئی متابعت نہیں ہوتی اور یہ ضعیف راویوں سے بیان کرتا ہے (لسان ص ۳۴۷)

رکنیت

علماء احناف کی تحقیق کے مطابق خالد ۱۱۵ھ کو سرزمین بلخ میں پیدا ہوئے مولانا عبدالحی لکھنوی نے ان کی عمر اتنی بیان کی ہے جس سے ان کی پیدائش ۱۱۵ھ بنتی ہے (الفوائد البھیہ)

قارئین کرام! ذرا سوچئے عراق سے بہت دور ارض بلخ میں پیدا ہونے والا بچہ کس عمر میں جوان ہوا ہوگا اور پھر علم حاصل کرنے کے بعد وہ کب اور کس سن میں امام صاحب کی مصاحبت میں آئے ہوں گے اور کتنی دیر میں فقہ اور فتوی نویسی میں P.H.D کی ہوگی اور پھر کس سن میں مجلس کی رکنیت اختیار کی ہوگی اور تو اور حنفی مراجع بھی ان شکوک وشبہات کے زائل اور رفع کرنے میں قارئین کرام کا ساتھ نہیں دیتے بلکہ خاموش ہیں۔

۲۳۔ امام زهیر بن معاویه

صاحبِ انوار فرماتے ہیں۔

> زہیر امام اعظم کے اصحاب میں سے مشہور محدث ثقہ، فقیہ، فاضل اور تدوین فقہ کے شریک ہیں۔ (مقدمہ انوار ص ۱۷۰ ج ۱)

رکنیت

علامہ محمد رئیس ندوی الانتقاء ابن عبدالبر ص ۴۰ کے حوالہ سے عمرو بن خالد سے نقل کرتے ہیں کہ زہیر نے کہا میں نے امام صاحب سے امن غلام کی بابت مسئلہ پوچھا تو ان کے دیئے ہوئے جواب کے خلاف میں نے حضرت عمرؓ کا فرمان نقل کیا اس پر امام خاموش ہو گئے۔اس کے بعد میں کوفہ سے

Www.IslamicBooks.Website

دس سال غائب رہا پھر جب واپس آیا تو دیکھا کہ امام صاحب نے اپنے پرانے فتوی سے رجوع کر لیا ہے جس سے میں نے سمجھا کہ امام صاحب سنی ہوئی (بغیر تحقیق کئے) احادیث کو مانتے ہیں (لمحات ص ۵۴ ج ۴)۔

کیا ایسے شخص سے امید رکھی جا سکتی ہے کہ وہ امام صاحب کی زیر نگرانی قائم ہونے والی کمیٹی کے رکن ہوں۔

۲۴۔ قاضی شریک بن عبد اللہ الکوفی

صاحب انوار نے قاضی شریک کو بھی حنفی فقہ ساز کمیٹی کا رکن قرار دیا ہے اور فرمایا ہے:

شریک امام اعظم کی خدمت میں بہت رہے ان سے روایت حدیث بھی کی آپ کے مخصوص اصحاب وشرکاء تدوین فقہ میں تھے۔ (مقدمہ انوار ص ۱۷۱ ج ۱)

ائمہ احناف کے بارے میں رویہ

قاضی شریک کو حنفی فقہ ساز کمیٹی کا رکن قرار دینے پر ہمیں مولف انوار پر سخت تعجب ہے اس لئے کہ قاضی شریک اور ائمہ احناف آپس میں بالکل دو متضاد چیزیں ہیں۔ قاضی صاحب کا ائمہ احناف کے بارہ میں جو رویہ ہے وہ کسی بھی اہل علم سے مخفی نہیں اگر اس رویہ کو من وعن حوالہ قرطاس کیا جائے تو بات طول پکڑ جائے گی۔ لہذا ہم تھوڑا سا خاکہ ہدیہ قارئین کرتے ہیں۔

(۱) منصور بن مزاحم فرماتے ہیں میں نے قاضی شریک سے سنا وہ فرماتے تھے کوفہ کے ہر محلہ میں شراب فروشی تو مجھے گوارہ ہے مگر وہاں کسی حنفی المذہب کا ہونا گوارہ نہیں۔ (کتاب السنہ: ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۱۵ ج ۱ الکامل: ۱۳۲۴ ج ۳)

(۲) اصحاب ابی حنیفہ مسلمانوں کے لئے قتی چوروں سے بھی زیادہ نقصان دہ ہیں۔

Www.IslamicBooks.Website

(۳) ابونعیم فرماتے ہیں قاضی شریک امام ابوحنیفہ کے بارے میں سئی الرائی تھے اور کہتے تھے احناف کا مذہب احادیث رسول کو رد کرنے کا ہے (کتاب السنہ ص۳۰۴ ج۱)

(۴) قاضی موصوف نے جناب حماد کی شہادت اس لئے لینا منظور نہ کی کہ وہ طائفہ مرجیہ سے تعلق رکھتے تھے اور انہوں نے حماد کو افاک قرار دیا تھا۔

بلاشبہ مرجیوں کو بدعتی سمجھتے تھے جس کی وجہ سے وہ ان سے اپنی عدالت میں شہادت نہیں لیتے تھے۔

رکنیت

قاضی شریک کا ائمہ احناف کے بارہ میں ایسا متشددانہ رویہ غالباً ان کے وسیع تجربات کی وجہ سے تھا کیونکہ بقول مولف انوار وہ امام صاحب کی مجلس میں بہت زیادہ وقت دیتے تھے دوسرے لفظوں میں قاضی نے وہیں سے پایا اور ان کے خلاف ہو گئے۔ اور یہ اختلاف اصولوں کا تھا کیونکہ ایسے عادل آدمی سے محض تعصب اور حسد کی وجہ سے ایسی امید رکھنا زیب نہیں دیتا۔

حافظ ابن حجرؒ ان کے بارہ میں فرماتے ہیں:۔

صدوق کثیر الخطاء تھے جب سے قاضی بنے تھے حافظہ متغیر ہو گیا تھا بذات خود عادل، فاضل اور عابد تھے بدعتیوں کے بارہ میں رویہ زیادہ سخت رکھتے تھے۔ (تقریب ص۱۴۵)۔

کیا ممکن ہے کہ ایسا شخص مذکورہ کمیٹی کا رکن ہو اور تدوین فقہ میں ان کا ساتھ دیتا ہو۔

۳۵۔ امام شعیب بن اسحاق دمشقی

بقول مولف انوار:

Www.IslamicBooks.Website

امام شعیب بن اسحاق امام اعظم کے اصحاب وشرکاء تدوین میں بڑے پایہ

کے محدث وفقیہ تھے۔ (مقدمہ انوار ص ۲۰۸ ج ۱)

رکنیت

امام دحیم جو جرح وتعدیل کے معروف امام ہیں وہ فرماتے ہیں۔

امام شعیب ۱۱۸ھ کو پیدا ہوئے ہیں (تہذیب ص ۳۴۸ ج ۴)

ان کی ولادت باسعادت شام میں ہوئی جو کوفہ سے کافی دور دراز کی مسافت پر واقع ہے۔ وہیں پروان چڑھے عالم شباب میں علم کی خاطر دور دراز کا سفر اختیار کیا اور کوفہ میں بھی تشریف لائے اور امام صاحب سے بھی انہوں نے استفادہ کیا مگر راقم کے علم میں نہیں کہ وہ سرزمین کوفہ میں کب وارد ہوئے اور امام صاحب سے تلمذ کب اور کتنی دیر رہا اور پھر اس پر بھی کوئی دلیل نہیں کہ وہ فراغت کے بعد اس کمیٹی کے رکن بنے ہوں اور فی الواقع ان کا رکن ہونا بھی قرین قیاس نہیں کیونکہ وہ کمیٹی کی تشکیل سے صرف دو سال پہلے پیدا ہوئے ہیں اور جب کمیٹی کی تشکیل ہو رہی تھی تو وہ اس وقت رضاعت کی مدت میں تھے۔ جب کہ مسلسل تشکیل ان چالیس ارکان کے انتخاب پر تھی۔

تو کیا دودھ پیتا بچہ فقیہ، محدث اور درجہ اجتہاد کو پہنچ سکتا ہے؟ ایں محال است۔

۳۶۔ امام ابو عاصم ضحاک بن مخلدؒ

علامہ شبلی اور صاحبِ انوار نے ان کو بھی تدوین کمیٹی کا رکن قرار دیا ہے اور ان کے بہت سے مناقب اور فضائل بیان کئے ہیں صاحب انوار نے ان کے بارہ میں لکھا ہے۔

امام ابو عاصم النبیل ضحاک امام اعظم کے تلامذہ واصحاب وشرکاء تدوین فقہ

میں سے محدث، ثقہ، فاضل معتمد، فقیہ کامل تھے (مقدمہ انوار ص ۲۲۱ ج ۱)

رکنیت

Www.IslamicBooks.Website

امام ضحاک خود فرماتے ہیں کہ:۔

میں ۱۲۲ھ کو پیدا ہوا اور پھر یہ مکی ہیں (تہذیب ص ۴۵۱ ج ۴)

تو اس لحاظ سے امام ضحاک کی ولادت اس فرضی کمیٹی کے تشکیل پا جانے کے دو سال بعد ہوئی ہے اور وہ بھی کوفہ سے بہت دور مکہ مکرمہ میں۔ پھر وہ مکہ ہی میں جوان ہوئے وہیں سے امام ابن جریج کے درسگاہ میں تعلیم حاصل کی پھر وہاں سے بصرہ تشریف لے آئے اور پھر تادم واپسیں بصرہ میں ہی مقیم رہے (تہذیب ص ۴۵۱ ج ۴)

علامہ شبلی مرحوم نے بھی ان کو صرف امام صاحب کا شاگرد ہی لکھا ہے اس کمیٹی کے رکن ہونے کا اعتراف انہوں نے بھی نہیں کیا چنانچہ فرماتے ہیں۔

یہ امام صاحب کے مختص شاگردوں میں سے تھے (سیرت نعمان ص ۳۷۲)

ان کا تدوین کمیٹی کا رکن ہونا صاحب انوار کے قلم کی صفائی کا نتیجہ ہے جو بلاشبہ افسانہ ہے۔ بلکہ حق وانصاف کے ساتھ دیکھا جائے تو یہ کمیٹی خود بھی ایک تصوراتی افسافہ ہے۔

۳۷۔ امام عبد اللہ بن ادریسؒ

صاحب انوار نے امام عبداللہ بن ادریس کو بھی فقہ ساز کمیٹی میں شامل بتایا ہے اور فرماتے ہیں:

امام عبداللہ بن ادریس کوفی مولود ۱۱۵ھ ومتوفی ۱۹۲ھ محدث، ثقہ، صاحبِ سند تھے۔ کثیر الحدیث اصحاب امام شرکاء تدوین فقہ ہیں (مقدمہ انوار ص ۲۰۵ ج ۱)

صاحب انوار نے غالباً ان کو اس لئے کمیٹی کا رکن بنا دیا ہے کہ وہ سرزمین کوفہ سے تعلق رکھتے تھے حالانکہ یہ کوئی ایسی وجہ نہیں کہ ان کو صرف کوفی ہونے کی وجہ سے امام صاحب کا ہم مذہب اور اس بے بنیاد کمیٹی کا رکن قرار دیا جائے۔ اس لئے کہ اس وقت کوفہ میں محدثین کی اکثریت امام صاحب

Www.IslamicBooks.Website

کے مذہب وآراء سے بالکل متنفر بلکہ سخت مخالف تھی اوران محدثین میں سے موصوف بھی ایک ہیں جوامام صاحب سے تعلق نہیں رکھتے تھے۔ بلکہ بسند صحیح منقول ہے کہ:

امام عبد اللہ بن ادریس فرماتے ہیں کہ میں نے امام مالک سے کہا ہمارے پاس تو علقمہ اور اسود جیسے (نامور فقیہ) ہیں تو امام مالک نے فرمایا۔تمہارے پاس ابوحنیفہ بھی ہیں جس نے تمام امر کو الٹ کرر کھ دیا ہے

(کتاب السنہ ص۲۲۰ ج۱)۔

امام مالک کے اس قول کی امام عبداللہ نے کوئی تردید نہیں کی۔جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بھی امام ابوحنیفہ کے ہمنوا نہ تھے۔کیاایسا شخص جوامام صاحب کا اعتقاداوراحکام دونوں میں ہمنوا نہ ہو بلکہ ان کے مذہب کوغلط سمجھتا ہو بھلا وہ ان کی قائم کردہ کمیٹی کا رکن بن سکتا ہے۔پھر مولف انوار کے بقول وہ ۱۱۵ھ کو پیدا ہوئے تھے اور تاریخ بغداد ص۴۲۰ وص ۴۱۶ وتذکرۃ الحفاظ ص۲۸۴ ج۱ کی تصریحات کے مطابق ان کی پیدائش ۱۲۰ھ کو ہوئی ہے۔حافظ ابن حجر نے ۱۱۰ھ اورایک قول کے مطابق ۱۲۰ھ نقل کی ہے۔صاحب لمحات فرماتے ہیں کہ ۱۱۰ھ تحریف یا تصحیف ہے تو گویا ان کی ولادت ۱۲۰ھ کو بنتی ہے۔جب یہ کمیٹی تشکیل دی گئی تھی تو اس وقت عبداللہ شاید پیدا بھی نہ ہوئے ہوں۔یہ کمیٹی کیسی ہے کہ جس کے ارکان اپنی پیدائش سے بھی پہلے رکن بن جاتے ہیں۔

۳۸۔ امام عبد اللہ بن مبارکؒ

علامہ شبلی صاحب اورانوار کے مولف نے امام عبداللہ بن مبارک کوبھی اس فقہ ساز کمیٹی کا رکن بتایاہے۔شبلی صاحب فرماتے ہیں:

محدث نووی نے تہذیب الاسماء والصفات میں ان کا ذکران لفظوں سے کیاہے۔

وہ امام جس کی امامت وجلالت پر ہر باب میں اجماع کیا گیاہے جس کے

Www.IslamicBooks.Website

ذکر سے خدا کی رحمت نازل ہوتی ہے اس کی صحبت سے مغفرت کی امید کی جاسکتی ہے۔ (سیرت نعمان ص ۳۶۳)

رکنیت

یہ محقق امر ہے کہ امام ابن مبارک ۱۱۹ھ کو پیدا ہوئے ان کی ولادت کے ایک سال بعد کمیٹی کا قیام عمل میں آیا کیا ایک سال کا بچہ کمیٹی کی رکنیت کا اہل ہوسکتا ہے اور پھر جو عالم بن کر اس فقہ کو ڈاکہ سے بھی برا جانے کیا وہ اس کا رکن بن سکتا ہے؟ اور خصوصا جبکہ ان کی امام صاحب سے ملاقات بھی امام صاحب کے آخری چار سالوں میں سے ہو۔

۲۹۔ امام عبد الحمید بن عبد الرحمن الکوفی الحمانیؒ

صاحب انوار نے امام عبدالحمید حمانی کو بھی تدوین کمیٹی کا ممبر بتایا ہے اور جلیل القدر محدث ہونا بھی بیان کیا ہے۔

رکنیت

امام ذہبیؒ کی تحقیق کے مطابق حمانی صاحب ۱۲۰ھ کو پیدا ہوئے۔ (سیر اعلام النبلاء ص ۵۴۰ ج ۱۰)

کوفہ سے بہت دور خوارزم میں ۱۲۰ھ کو پیدا ہونے والا بھلا اس علمی کمیٹی کا کیسے رکن بن سکتا ہے۔ جس کمیٹی کا قیام اور اس کی ولادت کا ایک ہی سال ہو بھلا وہ جوان کب ہوئے، علم کب سیکھا اور کمیٹی کے قواعد وضوابط کے مطابق محدث اور فقیہ بن کر کب وہ رکن بنے جبکہ کمیٹی کی عمر بقول احناف پچیس سال سے زائد نہیں۔ نقلاً تو ممبر بننا ثابت نہیں، کیا عقلاً ممکن ہے؟

۳۰۔ علی بن ظبیان

صاحب انوار فرماتے ہیں۔

علی بن ظبیان، محدث، فقیہ، عالم، عارف صاحب ورع اور تقویٰ امام اعظم

Www.IslamicBooks.Website

کے تلمیذ و شریک تدوین فقہ تھے۔ (مقدمہ انوار ص۲۰۹ ج۱)

جرح

ان میں ہوسکتا ہے مولف انوار کے بتائے ہوئے اوصاف موجود ہوں مگر ان کا محدث ہونا ثابت نہیں اس کے لئے صاحب انوار نے دھکا شاہی اور سینہ زوری سے کام لیا ہے۔ راقم کہتا ہے کہ ان کا محدث ہونا تو دور کی بات ہے یہ تو محدثین کے نزدیک، متروک، کذاب اور نا قابلِ احتجاج تھے۔ پڑھئے اور غور کیجئے کہ ائمہ عظام ان کے بارہ میں کیا رائے رکھتے ہیں اور کیا فیصلہ دیتے ہیں۔

امام ابن معینؒ فرماتے ہیں کذاب خبیث ہے اس کی حدیث میں کوئی بصیرت نہیں۔

امام ابوداوٗدؒ فرماتے ہیں کوئی چیز نہیں۔

ابن نمیرؒ فرماتے ہیں حدیث میں غلطی کرتا تھا۔

امام بخاریؒ فرماتے ہیں منکر الحدیث ہے۔

امام نسائی فرماتے ہیں متروک ہے۔

امام ابوزرعہؒ فرماتے ہیں بہت زیادہ واھی الحدیث ہے۔

امام ابوحاتم فرمانے ہیں متروک الحدیث ہے۔

امام ساجیؒ فرماتے ہیں منکر روایات بیان کرتا ہے (تہذیب ص۳۴۲ ج۷)

امام ابوالفتح فرماتے ہیں مترِوک الحدیث ہے۔

امام ابن عدیؒ فرماتے ہیں اس کی حدیث میں ضعف واضح ہے (الکامل ص۱۸۳۴ ج۵)

امام ابن حبانؒ نے فیصلہ کن بیان جاری فرمایا ہے کہ۔

کان ممن یقلب الاسناد ولا یعلم و یخطی فی الاثار ولا یفھم فلما کثر ذلک فی روایته سقط الاحتجاج باخبارہ.

Www.IslamicBooks.Website

یہ احادیث کو بدل دیتا تھا مگر اسے علم نہیں ہوتا تھا اور آثار (حدیث) میں غلطی کرتا تھا مگر اسے سمجھتا نہیں تھا جب یہ حالت اس کی زیادہ ہوگئی تو اس کی روایت سے دلیل پکڑنا باطل ہوگئی۔ (کتاب المجروحین ص ۱۰۵ ج ۲)

امام ابن حبان نے جو فرمایا وہ بالکل صحیح فرمایا ہے اس نے تیمّم میں ایک ضرب والی متفق علیہ حدیث کے معارض تیمّم میں دو ضربیں والی حدیث نکال لی۔

رکنیت

ایسا راوی جو متروک بھی ہو اور کذاب بھی۔ علم حدیث میں بصیرت سے کورا بھی ہو اور نا قابلِ اعتماد بھی، جس کمیٹی کا اہم رکن ہوگا درآنحالیکہ وہ اپنے حلقہ میں عارف، ورع اور متقی کے اوصاف سے متصف بھی گردانا جائے مگر رسول اللہ پر جھوٹ بولنے سے چوکتا نہ ہو تو کیا ایسی کمیٹی کی اخلاقی، علمی، اعتمادی اور احتجاجی حالت قابل قبول ہوگی کیا ایسی کمیٹی کو اصولاً اس لائق سمجھا جائے گا کہ اس کو علمی اور اخلاقی حلقوں میں کوئی پذیرائی حاصل ہو۔

۳۱۔ امام علی بن مسھرؒ

علامہ شبلی اور صاحب انوار کے بقول یہ بھی تدوین فقہ مجلس کے رکن تھے۔ شبلی فرماتے ہیں۔

فن حدیث امام اعمش و ہشام بن عروہ سے حاصل کیا تھا۔ امام بخاری و مسلم نے ان کی روایت سے حدیثیں نقل کی ہیں۔ امام احمد ان کے فضل و کمال کا اعتراف کرتے ہیں۔ امام سفیان ثوری نے امام ابوحنیفہ پر اطلاع حاصل کی تو ان ہی کے ذریعہ سے حاصل کی۔ موصل کے قاضی تھے ۱۸۹ھ میں انتقال کیا۔ (سیرت نعمان ص: ۳۹۷)

رکنیت

Www.IslamicBooks.Website

مگران کے ذریعے امام صاحب کا علم اوران کی تصانیف امام ثوری تک پہنچنی محل نظر ہے اسی طرح ان کا اس کمیٹی کا رکن ہونا بھی نا قابلِ فہم ہے۔ جس کی قدرے تفصیل یہ ہے۔ حافظ ذہبی فرماتے ہیں:

ولد فی حدود العشرین و مائة (سیر اعلام النبلاء ٤٨٥ ج٨)

موصوف علی بن مسہرؒ ایک سو بیس کی حدود میں پیدا ہوئے۔

جس کا صاف مطلب ہے کہ کمیٹی کی تشکیل اور موصوف کی ولادت کا زمانہ تقریبا ایک ہی ہے۔ وہ جوان کب ہوئے اور کمیٹی کی رکنیت کی شرائط کے اہل کتنی عمر میں ہوئے ہوں گے آخر بیس پچیس سال تو چاہئیں تب تو وہ محدث، فقیہ اور اجتہاد کے درجہ کو پہنچے ہوں گے تو کیا اس وقت کمیٹی کی طبعی عمر جو پچیس سال ہے پوری نہ ہوگئی ہوگی۔

۳۲۔ امام عمر بن میمون بلخیؒ

عمر بن میمون کے بارہ میں صاحب انوار فرماتے ہیں۔

امام عمر بن میمون بلخیؒ، حنفی، محدث، صاحب علم ورع تھے بغداد آکر امام اعظم کی خدمت میں رہے فقہ وحدیث ان سے حاصل کی۔ ابن معین نے ان کی توثیق کی ہے ترمذی کے شیوخ میں سے ہیں شریک مجلس تدوین تھے۔

(مقدمہ انوار:۱/۱۶۹)

رکنیت

صاحب انوار کے بقول امام عمر بغداد آکر امام صاحب کی خدمت میں رہے اس پر علامہ رئیس ندوی تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

یہ تو معلوم ہے کہ تعمیر بغداد ۱۴۵ھ سے شروع ہو کر ۱۴۹ھ کے لگ بھگ مکمل ہوئی۔ امام صاحب اپنی عمر کے آخری پانچ سال جیل میں رہے۔ اگر

Www.IslamicBooks.Website

اس سے پہلے کسی دن عمر اور امام صاحب کے مابین بغداد میں چند لمحات کے لئے ملاقات ہوئی بھی ہو تو ۱۴۵ھ کے بعد ہی ہوئی ہوگی۔ جبکہ عمر وہاں شیخ الحدیث کی حیثیت سے وارد ہوئے تھے اور اس سے پہلے کوفہ میں یا کہیں اور امام صاحب سے موصوف کی ملاقات کا کوئی ثبوت نہیں (لمحات ص ۴۱ ج ۴)

امام صاحب کو علویوں کی حمایت کے الزام میں ۱۴۵ھ یا ۱۴۶ھ کو گرفتار کر کے جیل بھیج دیا گیا تھا اور آپ کی وفات بھی جیل خانہ میں ہوئی تو اب بتائیے جناب عمر موصوف نے امام صاحب سے کب اور کہاں حدیث وفقہ کی تحصیل کی اور وہ کس دور میں اس فرضی کمیٹی کے رکن بنے۔ صاحب انوار کی اپنی تحریر نے بھی اس افسانوی کہانی کا بھانڈا چوراہے میں پھوڑ دیا ہے۔

۳۳۔ امام فضل بن موسی سینانی

مصنف انوار نے امام فضل کو بھی حنفی فقہ ساز پارلیمنٹ کا ممبر ٹھہرایا ہے اور ان کے بہت سے اوصاف اور ایک کرامت بھی بیان کی ہے۔ فرماتے ہیں۔

امام اعظم کے تلمیذ خاص و شریک تدوین فقہ ہیں۔ امام اعظم کے مسانید میں امام اعظم سے بہ کثرت روایت کی ہے۔ (مقدمہ انوار ص ۲۰۶ ج ۱)

رکنیت

امام ابن حبان فرماتے ہیں۔

یہ ۱۱۵ھ کو پیدا ہوئے (تہذیب ص ۲۸۷ ج ۸)

مصنف انوار نے بھی امام فضل کا سن ولادت ۱۱۵ھ قرار دیا ہے (مقدمہ انوار ص ۲۰۶ ج ۱)

کیا کوفہ سے بہت دور خراسان کے ایک دیہات میں پیدا ہونے والا ۱۲۰ھ کو کوفہ میں قائم ہونے والی

Www.IslamicBooks.Website

کمیٹی کا خاص رکن بن سکتا ہے۔ کیا پانچ سال کی عمر میں کسی بھی قابل ذکر کمیٹی میں رکنیت مل سکتی ہے؟

۳۴۔ امام مالك بن مغولؒ

امام مالک بن مغولؒ کے بارہ میں انوارالباری کے مولف فرماتے ہیں۔

> امام اعظم کے اصحاب وشرکاء تدوین فقہ حنفی میں سے اور ان حضرات اکابر میں سے تھے جن کو امام صاحب نے خطاب فرما کر کہا تھا کہ تم لوگ میرے قلب کا سرور اور میرے غم کو مٹانے والے ہو (مقدمہ انوار ص ۱۶۹ ج ۱)

رکنیت

علامہ شبلی اور صارم صاحبان نے موصوف کا اس کمیٹی کے ارکان میں ذکر نہیں کیا۔ اور نہ ہی بسند صحیح معلوم ہے کہ موصوف امام صاحب کے حلقہ اور اصحاب سے تعلق رکھتے تھے۔ تہذیب ص ۲۲ ج ۱۰ میں ان کے اساتذہ کے اسماء بتفصیل موجود ہیں مگر ان میں امام صاحب کا کہیں نام گرامی نہیں ہے، ہاں بلکہ یہ ضرور ہے کہ امام مالک بن مغول کے تلامذہ اور اصحاب میں بعض ایسے نام بھی ہیں جو امام صاحب کے استاد تھے جن میں امام ابو اسحاق سبعی جو موصوف کے استاد بھی ہیں اور ان سے روایت بھی لیتے ہیں اور سبعی امام صاحب کے حدیث میں استاد سمجھے جاتے ہیں۔

نیز ابوالعباس احمد بن علی بن مسلم الابار نے امام مالک بن مغول کا تذکرہ ان اصحاب علم میں کیا ہے جو امام صاحب کے مخالف اور ان کا رد کیا کرتے تھے (تاریخ بغداد ص ۳۷۱ ج ۱۳)

> جس سے واضح ہوتا ہے کہ امام موصوف امام صاحب کے ہم خیال نہ تھے بلکہ مخالف تھے لہذا ان کو کمیٹی کا رکن قرار دینا حقائق سے مطابقت نہیں رکھتا۔

صاحب انوار کا یہ فرمانا کہ امام صاحب انہیں اپنا دل کا سرور اور غم مٹانے والے کہا کرتے تھے مذکورہ تصریح کی روشنی میں محض ایک افسانہ ہے وہ تو امام صاحب کے مخالف اور جماعت محدثین

Www.IslamicBooks.Website

سے منسلک تھے بھلا وہ کیسے ان کے دل کا سرور اور غم کو مٹانے والے ہو سکتے تھے۔

۳۵۔ امام مکی بن ابراھیم بلخیؒ

صاحب انوار نے امام مکی بن ابراہیم کو بھی اس تدوین کمیٹی کا رکن قرار دیا ہے اور ان کے بہت سے محاسن بیان کئے ہیں۔ فرماتے ہیں:

امام مکی امام اعظم کے اصحاب وشرکاء تدوین فقہ میں سے جلیل القدر امام حافظ حدیث وفقیہ تھے۔ امام بخاری کے کبار شیوخ میں سے تھے اکثر ثلاثیات ان ہی سے روایت کی ہیں۔ (مقدمہ انوار ص ۲۱۱ ج ۱)

رکنیت

امام مکی فرماتے ہیں:

میں ۱۲۶ھ کو پیدا ہوا (تہذیب ص ۲۹۴ ج ۱۰)۔

اور یہ تو واضح ہے کہ موصوف بلخ کے رہنے والے تھے اور وہاں ہی پروان چڑھے جب عمر سترہ برس ہوئی تو علم حدیث کی طلب کی۔ جیسا کہ وہ خود فرماتے ہیں:۔

طلبت الحدیث ولی سبع عشرة سنة (تذکرة الحفاظ ص ٣٦٦ ج ١)

میں نے سترہ برس کی عمر میں حدیث کی طلب کی۔

گویا کہ موصوف نے علم حدیث کے سیکھنے کا آغاز ۱۴۳ھ میں کیا جبکہ ۱۴۵ یا ۱۴۶ھ میں امام صاحب کی گرفتاری کی وجہ سے کمیٹی کی بساط لپیٹی جا چکی تھی بالفرض اگر انہوں نے علم کا طلب امام صاحب کی درسگاہ سے کیا ہو تب بھی وہ ۱۴۳ھ میں درسگاہ میں داخل ہوئے ہوں گے اور پھر انہیں امام صاحب سے تقریباً دو یا تین سال پڑھنے کا موقع ہاتھ آیا ہو گا تو وہ ان دو سالوں میں خود پڑھتے ہوں گے یا پھر وہ رکنیت کے فرائض انجام دیتے رہے ہوں گے جبکہ ہر رکن کے لئے عالم فاضل،

Www.IslamicBooks.Website

محدث اور فقیہہ ہونا ضروری قرار دیا گیا ہے کیا ممکن ہے کہ موصوف صرف دو سال میں یہ تمام منازل طے کر چکے ہوں۔

۳۶۔ امام نصر بن عبد الکریمؒ

صاحب انوار نے جناب نصر بن عبدالکریم کو بھی اس کمیٹی کا رکن قرار دیا ہے جبکہ علامہ شبلی اور صارم صاحب نے ان کا تذکرہ تک نہیں کیا۔ صاحب انوار کے بقول:

> نصر محدث فقیہہ تھے امام اعظم سے فقہ پڑھی اور ان کی مجلس تدوین کے شریک تھے امام صاحب سے احادیث واحکام بکثرت روایت کئے امام صاحب کے بعد امام ابو یوسف کی خدمت میں رہے ان سے سفیان ثوری، موسیٰ بن عبید نے روایت کی۔ (مقدمہ انوار ص۱۶۹ ج۱)

رکنیت

ایسا شخص جس کے بارہ میں کوئی واضح معلومات ہی مہیا نہیں ہیں کہ علمی طور پر ان کا کیا مقام تھا؟ حدیث میں کس پایہ کے محدث تھے کیا ثقہ بھی تھے یا کہ نہیں؟ اور فقاہت میں ان کو کتنا راسخ ملکہ حاصل تھا کیا اسے صرف ایک منقطع روایت کی بنا پر مجلس فقہ سازی کا رکن قرار دیا جا سکتا ہے بقول ندوی صاحب:

> ان کی تعدیل وتوثیق کے متعلق کوئی بات منقول نہیں (اللمحات ص ۴۰ ج ۴)

کیا ایسا آدمی مجلس تدوین کے مفروضہ شرائط پر پورا اتر سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔

۳۷۔ قاضی نوح بن دراج

مولف انوار نے قاضی نوح بن دراج کو بھی مجلس فقہ سازی کا رکن قرار دیا ہے۔ فرماتے ہیں:

> امام ابو محمد نوح بن دراج محدث وفقیہہ تھے۔ امام اعظم، زفر ابن ابی لیلیٰ،

Www.IslamicBooks.Website

امام اعمش اور سعید بن منصور کے تلمیذ اور تدوین فقہ کے شریک کار رہے۔
فقہ میں امام صاحب سے مختص ہوئے اور جامع المسانید میں امام صاحب سے روایت کرتے ہیں۔(مقدمہ انوار ص۱۹۰ ج۱)

جرح

ان کے محدث ہونے کے بارہ میں ائمہ ناقدین اور محدثین عظام نے بہت کچھ ذکر کیا ہے جس کا کچھ حصہ ہم قارئین کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔

امام ابن معینؒ فرماتے ہیں:۔ کذاب اور خبیث ہے حدیث کو بالکل نہیں جانتا اور نہ کسی چیز کو وہ اچھا کرسکتا ہے۔(تاریخ بغداد ص۳۱۷ ج۱۳)

امام ابوداوٗد فرماتے ہیں:۔ کذاب ہے حدیثیں وضع کرتا تھا (میزان ص۲۷۶ ج۴)

امام حاکم فرماتے ہیں:۔ ثقہ راویوں کا نام لے کر من گھڑت روایتیں بیان کرتا تھا۔
(المدخل الی الصحیح ص ۲۱۶)

امام زیلعیؒ حنفی فرماتے ہیں:۔ کذاب ہے (تلخیص المستدرک ص۱۴۴ ج۳)

امام عجلی فرماتے ہیں:۔ ضعیف ہے (تاریخ بغداد ص۳۱۶ ج۱۳)

ابونعیم فرماتے ہیں:۔ ثقہ راویوں کا نام لے کر منکر روایت بیان کرتا تھا۔ لاشئی ہے۔
(تہذیب ص۴۸۴ ج۱۰)

امام ابوحاتم فرماتے ہیں:۔ یہ قوی نہیں لوگوں کے ہاتھوں اس کی روایات کو نہیں دیکھا لوگوں نے اس کی روایات سے اپنے ہاتھوں کو روک لیا تھا۔

امام ساجیؒ فرماتے ہیں:۔ محدثین کے نزدیک کوئی چیز نہیں (تاریخ بغداد ص۳۱۷ ج۱۳)

امام جوزجانی فرماتے ہیں:۔ زائغ ہے (احوال الرجال ص۵۷)

Www.IslamicBooks.Website

امام نسائی فرماتے ہیں:۔متروک الحدیث ہے (کتاب الضعفاء ص ۳۰۵ ج ۶)

امام بخاری فرماتے ہیں:۔حدیث میں کچھ نہیں (کتاب الضعفاء بخاری ص ۲۷۶)

امام ابن حبان فرماتے ہیں۔ثقہ راویوں کا نام لے کر موضوع روایات بیان کرتا بسا اوقات یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ یہ کثرت روایت بیان کرنے کے واسطے ایسا جان بوجھ کر کرتا ہے (کتاب المجروحین ص ۴۶ ج ۳)

نوح جس قسم کا محدث تھا شاید فقاہت میں بھی ایسے ہی گل کھلاتا تھا۔ایسا راوی جو خبیث، کذاب، متروک، زائغ جیسے شنیع اوصاف سے متصف ہو کیا اس کمیٹی کے قواعد وضوابط اسے رکن بننے کی اجازت دیتے ہیں۔ویسے تو صاحب انوار نے اراکین کمیٹی میں اسی ہی قسم کے حضرات کی زیادہ بھرتی کی ہے۔

۳۸۔ قاضی ہشام بن یوسفؒ

مولف انوار نے امام ہشام کو بھی اس فرضی کمیٹی کا رکن قرار دیا ہے اور فرمایا ہے کہ:۔

یہ محدث، فقیہہ، امام صاحب کے تلمیذ خاص اور شرکاء تدوین فقہ میں سے تھے۔(مقدمہ انوار ص ۲۰۷ ج ۱)

رکنیت

امام ہشام کا اس کمیٹی کا رکن ہونا تو بہت دور کی بات ہے، ان کا حنفی المذہب ہونا بھی ثابت نہیں۔

پھر امام ذہبیؒ کی تحقیق کے مطابق ان کی پیدائش ۱۲۰ھ کے بعد ہوئی ہے (اللمحات ص ۵۲۱ ج ۴)

بھلا جو کمیٹی کی تشکیل کے سن کے بعد پیدا ہوا ہو وہ عمر کے کس سن میں عالم بنے ہوں گے اور پھر جب کہ ان کا کوفہ میں آنا بھی امام صاحب کے زندگی میں معلوم نہ ہو۔اور اپنی جوانی کی عمر تک اپنے آبائی ملک یمن میں رہے ہوں، امام ابراہیم بن موسیٰ فرماتے ہیں۔

Www.IslamicBooks.Website

امام ثوری جب یمن میں تشریف لائے تو انہوں نے ایک ایسے کاتب کو طلب کیا جو سریع الخط ہو تو امام ہشام کا انتخاب ہوا اور امام ہشام امام ثوری کے محرر اور سیکرٹری مقرر ہوئے۔(تہذیب ص ۵۷ ج ۱)

اس سے واضح ہے کہ امام ہشام اپنی جوانی تک اپنے وطن میں ہی رہے وہیں پڑھا اور کتابت سیکھی تو آپ غور کریں کہ اتنے مراحل طے کرنے میں کتنے سال صرف ہوئے ہوں گے اور جبکہ یہ ثابت نہیں کہ امام صاحب کبھی خود یمن آئے ہوں تو قاضی ہشام سے ان کی ملاقات ہوئی یا جوانی میں امام ہشام کوفہ میں وارد ہوئے ہوں تو انہوں نے امام صاحب سے پہلے فقہ حاصل کی ہو اور پھر وہ کمیٹی کے رکن بنے ہوں۔

۳۹۔ هشیم بن بشیر واسطی

صاحب انوار فرماتے ہیں:

موصوف محدث وفقیہہ نیز امام اعظم کے اصحاب وشرکاء تدوین فقہ میں سے تھے۔(مقدمہ انوار ص ۱۹۰ ج ۱)

علامہ شبلی اور صارم صاحب نے ان کا تذکرہ تک نہیں کیا۔

رکنیت

ایک روایت کے مطابق موصوف ۱۰۵ھ کو واسط شہر میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم وہیں حاصل کی ان کے والدان کی اعلیٰ تعلیم کے مخالف تھے اور انہیں تعلیم کے حصول سے روکتے تھے جیسا کہ امام حربی فرماتے ہیں:

موصوف جب ابتدائی زندگی میں تحصیل علم حدیث کرتے تھے تو ان کے باپ انہیں پڑھنے سے روکتے تھے اور موصوف اس کے باوجود پڑھتے

Www.IslamicBooks.Website

رہے حتی کہ قاضی واسط ابوشیبہ ابراہیم بن عثمان سے مناظرہ کرنے لگے دریں اثناء موصوف ایک بار بیمار ہوئے تو ابوشیبہ ان کی تیمارداری کو آئے اور انہیں ''یافتی'' اے جوان کے لفظ سے مخاطب کیا۔ یعنی ہشیم اس وقت جوان تھے اس کے بعد ان کے والد نے ہشیم کو تحصیل علم کی اجازت دے دی۔ (اللمحات ص ۴۱۶ ج ۴)

اس واقعہ سے معلوم ہوا ہے کہ موصوف عالم شباب میں اپنے آبائی شہر واسط میں ہی مقیم تھے۔ علامہ ندوی فرماتے ہیں:۔

''موصوف ہشیم ۱۲۳/ ۱۲۴ھ میں تحصیل علم کیلئے مکہ مکرمہ میں قیام پذیر تھے۔'' (ایضاً)

اس سے معلوم ہوا کہ موصوف جب حصول علم کی خاطر گھر سے نکلے تو وہ مکہ مکرمہ تشریف لے گئے اور یہ وہ دور تھا جب اس فرضی کمیٹی کو قائم ہوئے تین یا چار سال کا عرصہ گزر چکا تھا اور امام ہشیم ابھی کوفہ سے بہت دور مکہ مکرمہ میں طالب علم تھے۔ علامہ خطیب نے یہ بھی نقل کیا ہے کہ:۔

''ہشیم ایام قدیمہ سے اپنے شہر واسط سے بغداد آ کر سکونت پذیر ہوئے تھے۔''

اس پر تبصرہ کرتے ہوئے علامہ رئیس احمد فرماتے ہیں۔

شہر بغداد کی آبادکاری ۱۴۴/ ۱۴۵ھ کے بعد ہی موصوف بغداد میں آباد ہوئے ہونگے۔ مگر اس کا کوئی ثبوت نہیں کہ موصوف نے کوفہ کو کبھی سکونت گاہ بنایا ہو حالانکہ تدوین کے ہر رکن کے لئے ضروری تھا کہ وہ کم از کم مجلس تدوین کے زمانہ وجود یعنی ۱۲۰ھ سے لے کر ۱۵۰ھ تک کوفہ میں مستقل ایک یا دو سال تک ہی مقیم رہے مگر ان کے بارہ میں اس امر کا ثبوت نہیں کہ وہ کوفہ میں مستقل ایک یا دو سال تک ہی مقیم رہے ہوں۔ البتہ تحصیل علم کے

Www.IslamicBooks.Website

لئے وہ دو چار ماہ کوفہ میں ضرور رہے ہوں گے۔ (اللمحات ص۴۱۶ ج۴)

علامہ ندوی کی اس تحقیق سے واضح ہوتا ہے کہ موصوف کوفہ میں کبھی بھی مستقل طور پر آباد نہیں ہوئے جس سے ان کا اس فرضی کمیٹی کے رکن قرار پانے کی نفی از خود ہو جاتی ہے۔

۴۰۔ ھیاج بن بسطام تیمی

انوار کے مصنف نے ھیاج کو بھی اس فرضی کمیٹی کا رکن قرار دیا ہے (مقدمہ انوار ص۱۷۱ ج۱)

ممکن ہے موصوف میں مذکورہ بیان کردہ تمام خوبیاں پائی جاتی ہوں مگر راوی حدیث کی حیثیت سے ان کا درجہ محض ایک ضعیف راوی کا ہے اور تقریباً تمام محدثین کرام نے ان پر جرح کی ہے اور ان کو روایت حدیث میں ناقابلِ اعتماد قرار دیا ہے۔

امام ابن معین فرماتے ہیں:۔ ضعیف ہے، کوئی چیز نہیں (الکامل ص۲۵۹۲ ج۷ و عقیلی ص۳۶۶ ج۴)

امام ابو حاتم نے فرمایا:۔ اس کی روایت لی جائے مگر اسے دلیل نہ بنایا جائے۔

امام ابو داؤدؒ فرماتے ہیں:۔ محدثین نے اس کی حدیث کو چھوڑ دیا ہے۔

امام احمد بن حنبلؒ:۔ فرماتے ہیں متروک الحدیث ہے۔

امام سفیانؒ بن یعقوب فرماتے ہیں:۔

اس کی حدیث سے بے رغبتی کی گئی ہے اور محدثین اسے ضعیف کہتے ہیں۔

امام صالح بن محمدؒ فرماتے ہیں:۔ منکر الحدیث ہے (تہذیب ص۸۸ ج۱۱)

امام نسائی فرماتے ہیں:۔ ضعیف ہے (کتاب الضعفاء نسائی ص۳۰۶)

امام ابن حبانؒ فرماتے ہیں:۔ یہ ثقہ راویوں کا نام لے کر معضل روایات بیان کرتا اور ثقات کی مخالفت کرتا یہ ناقابلِ حجت اور ساقط الاحتجاج ہے۔ (کتاب المجروحین ص۹۶ ج۳)

مذہب: امام ابن حبانؒ فرماتے ہیں:۔

Www.IslamicBooks.Website

ھیاج مرجی تھا اور اس مذہب کی طرف دوسروں کو دعوت دیتا تھا۔ (کتاب المجر وحین ص ۹۶ ج ۳)

کیا ایسا شخص جس کی ولادت کا زمانہ معلوم نہیں پھر وہ اہل سنت سے ہٹ کر مرجی مذہب کا داعی ہو محدثین کرام کے نزدیک نا قابلِ حجت اور نا قابلِ اعتماد ہو کیا وہ رکن بننے کے اہل ہے؟

جو فقہ ان چالیس افراد نے سالہا سال کی محنت و کاوش سے غور و خوض کر کے بالا تفاق مدون کی تھی اس نسخہ کا وجود دنیا میں کہیں نہیں پایا جاتا (شاید امام قشیری کی کتب کے ساتھ دریا برد کر دیا گیا ہوگا تاکہ قیامت کے قریب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نکال کر حنفی مذہب و فقہ پر عمل پیرا ہوں) (در مختار ۱ / ۴۲) یہ بہتان و کذب اور افتراء و جھوٹ ہے۔

احناف کے جھوٹ

حنفیوں نے حنفی مذہب کو فوقیت دینے کے لئے جہاں اور جھوٹے قصے اور کہاوتیں اور غلط مسائل گھڑے اسی طرح ان چالیس افراد کی کمیٹی والا واقعہ بنالیا گیا۔ اور پھر یہ کہا جاتا ہے کہ اس مجلس میں ہر ایک مسئلہ پر کئی کئی دن آزادانہ بحث و تمحیص کے بعد اتفاق رائے سے مسائل ضبط تحریر میں لائے جاتے تھے۔ حالانکہ یہ بات بالکل غلط ہے، کیونکہ جتنا اختلاف حنفی مذہب میں پایا جاتا ہے اتنا اختلاف مالکی شافعی حنبلی مذاہب میں قطعاً نہیں پایا جاتا۔

شبلی نعمانی سیرۃ النعمان میں فرماتے ہیں:۔

> تدوین کا طریقہ یہ تھا کہ کسی خاص باب کا کوئی مسئلہ پیش کیا جاتا تھا اگر اس کے جواب میں سب متفق الرائے ہوتے تو اس وقت قلمبند کر لیا جاتا ورنہ نہایت آزادی سے بحثیں شروع ہوتیں کبھی کبھی بہت دیر تک بحث قائم رہتی۔ (سیرۃ نعمان ص ۲۲۷)

چنانچہ ابو زہرہ حیات امام ابو حنیفہؒ میں لکھتے ہیں:

Www.IslamicBooks.Website

حنفی مذہب میں اقوال کثرت سے موجود ہیں۔ اقوال کے تباین واختلاف کی بنا پر ان کے احکام بھی مختلف ہوتے ہیں۔ امام ابوحنیفہؒ اور آپ کے اصحاب سے مختلف روایات منقول ہوتی ہیں۔ کبھی ایک ہی مسئلہ میں دو مختلف روایات بیان کی جاتی ہیں۔ اور ائمہ مذاہب باہم مختلف الخیال ہوتے ہیں، کبھی صاحبین کا آپس میں اختلاف ہوتا ہے، کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک ہی مسئلہ میں امام سے دو قول مختلف بیان کئے جاتے ہیں پھر کبھی ایک قول سے آپ کے رجوع کا ذکر ہوتا ہے اور کبھی نہیں، پھر یہ معلوم کرنا بھی دشوار ہے کہ پہلا قول کونسا ہے اور پچھلا کونسا۔ آپکے اصحاب و تلامذہ میں بھی اسی قسم کا اختلاف پایا جاتا ہے۔

آگے چل کر لکھتے ہیں:

امام ابوحنیفہؒ کے تلامذہ بہت سے جزوی مسائل میں آپ سے اختلاف رکھتے تھے۔ (انتہی) اور پھر ترجیح دینے کا طریقہ بھی مختلف ہے، کبھی امام صاحب کے قول کو ترجیح دی جاتی ہے اور کبھی امام صاحب کے قول کو چھوڑ کر (جس کی عدم تقلید پر اہل حدیث حضرات پر آوازے کسے جاتے ہیں) صاحبین کے قول کو ترجیح دی جاتی ہے۔

مزید رقمطراز ہیں:

اگر صاحبین امام کے خلاف ہوں اور ان کا اختلاف زمانہ کے تبدیل شدہ حالات پر مبنی ہو، جیسے ظاہر العدالت شخص کی شہادت کی بنا پر فیصلہ صادر کرنے کے مسئلہ میں تو صاحبین کے قول کو معتبر سمجھا جائے گا، کیونکہ ان کے زمانہ میں لوگوں کے حالات بدل چکے تھے۔ زراعت، معاملات اور اس قسم

Www.IslamicBooks.Website

کے مسائل میں صاحبین کی رائے معتبر سمجھی جائے گی، کیونکہ اس پر متاخرین کا اجماع منعقد ہو چکا ہے۔(انتہی) اور کبھی صرف امام ابو یوسف کے قول کو ترجیح دی جاتی ہے۔

اندازہ کیجئے! کس قدر سفید جھوٹ بولا جاتا ہے کہ حنفی مذہب میں اتفاق رائے پایا جاتا ہے جس کو شک ہو وہ حنفی فقہ کی چھوٹی سی کتاب قدوری اور بڑی کتاب ہدایہ جسے ''کالقرآن'' کہا جاتا ہے اٹھا کر دیکھ لے تقریباً ہر صفحہ پر امام ابو حنیفہ، امام محمد اور امام ابو یوسف کا اختلاف نظر آئے گا۔

کائنات کی عجیب ترین کمیٹی

کتب تواریخ دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ شمار کردہ اکثر اصحاب اور آئمہ کوفہ کے علاوہ دیگر علاقوں میں آباد و مقیم تھے اور اپنے اپنے کام و شغل میں مصروف تھے۔ کئی کئی دن کی بحث کے لئے دور دراز کا سفر با مشقت طے کر کے کیسے آسکتے تھے اور واپس اپنے کام پر کب جاتے تھے۔ آج کل کی طرح ہوائی جہاز اور کاریں تو دستیاب نہیں تھیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ قصہ من گھڑت ہے اور اس کی کوئی اصلیت نہیں ہے۔

ہاں ایک ناممکن شکل ہو سکتی ہے جیسے کہ کتب فقہ حنفیہ میں یہ بے سر و پا مسئلہ گھڑ لیا گیا ہے کہ:

آدمی مشرق میں رہ رہا ہے اور عورت مغرب میں آباد ہے، یعنی دونوں کے درمیان بعد المشرقین ہے۔ پھر ان دونوں کا نکاح ہو جاتا ہے اور ادھر بیوی کے ہاں بچہ پیدا ہو گیا اور یہ بھی یقین ہے کہ خاوند بیوی کے پاس نہیں گیا اور نہ ہی دونوں کی آپس میں ملاقات اور ملاپ ہوا ہے، اس یقین کے ہوتے ہوئے بھی بچہ اس خاوند کا ہے۔ کہتے ہیں کہ ہو سکتا ہے کہ خاوند کراماً پہنچ گیا ہو یا ہوا کے ذریعے جماع کر لیا ہو۔ (بحر الرائق ۱۶۹/۴، فتح القدیر ۱۷۱/۴،

Www.IslamicBooks.Website

شامی ۲/۶۸۴)

سوچئے تو سہی میاں بیوی کے درمیان سال بھر کی مسافت کا فاصلہ اور چھ مہینے میں بچے کی پیدائش۔ اسی طرح احناف کی یہ فقہی کمیٹی ہے کہ جس میں شامل حنفی اراکین کوئی ایک سال کا ہے تو کوئی تین سال کا۔ کوئی پانچ سال کا ہے تو کوئی چھ سال کا۔ کوئی ۹ سال کا ہے تو کوئی ۱۰ سال کا، کوئی ۱۴ سال کا ہے تو کوئی ۱۷ سال کا۔ کسی کی تاریخ پیدائش کا ہی علم نہیں اور کئی اراکین کمیٹی تو ایک ایک، دو، تین، پانچ اور چودہ سال بعد پیدا ہوئے، مگر اپنی پیدائش سے پہلے بھی وہ کمیٹی کے رکن تھے۔ اور مذکورہ بالا مسئلہ میں کیا وہ تمام حضرات جن کے نکاح ہوئے ہیں وہ سب اولیاء اللہ ہوتے ہیں؟ اور پھر کیا کرامت اولیاء کے اختیار میں ہوتی ہے؟ کیا اولیاء اللہ ہوا کے ذریعے جماع کیا کرتے تھے؟ اور یہ کیسے ممکن الوقوع ہوسکتا ہے؟ کیا آج تک اس فقہی مسئلہ پر کسی حنفی عالم نے ثواب حاصل کرنے اور اپنی فقہ پر عمل پیرا ہونے کیلئے عمل کیا؟ شاید اسی طرح اصحاب مجلس اپنے اپنے علاقہ وشہر میں رہ کر بھی مجلس میں شامل ہو جایا کرتے ہوں گے! کیا یہ وہی فقہ حنفیہ ہے کہ جس کے بارے میں زکریا صاحب لکھتے ہیں "فقہ حنفی انہی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے زیادہ تر لی گئی ہے" (تبلیغی نصاب ص:۱۰۶)۔

یہ بات تو بالکل جھوٹ ہے اور کوئی بھی نہیں مانتا کہ فقہ حنفیہ اسلام کے مطابق ہے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی آراء کا مجموعہ ہے۔

حنفیت کی گھٹی

چونکہ زکریا صاحب کی تربیت ہی اسی نہج پر ہوئی کہ بقول ان کے حفظ کے فوراً بعد "بہشتی زیور اور فارسی کی کچھ کتابیں عم محترم مولانا محمد الیاس صاحب سے پڑھیں۔ (ولی کامل ص:۱۴۱۔۱۴۳)۔ اسی طرح اپنے استاد مولانا محمد یحییٰ صاحب کے پڑھانے کے طریقے بتلاتے ہوئے کہتے ہیں۔ مثلاً

Www.IslamicBooks.Website

اگر صبح کو قدوری اور اصول الشاشی ہے تو شام کو کنز اور نور الانوار" (ولی کامل ص:۱۴۱۔۱۴۳)

خود سوچئے جب بچے کی گھٹی میں ہی فقہ حنفیہ دی جائے اور اسے اسلام کہا جائے تو جوان ہو کر اس کے منہ سے یہ کیسے نکل سکتا ہے کہ فقہ حنفیہ میں خلاف اسلام مسائل ہیں اسی لئے زکریا صاحب فقہ حنفیہ کی کتابوں کے پڑھنے پڑھانے کو اسلام کی خدمت سمجھتے ہوئے لکھتے ہیں:

''تبلیغ کے نصاب میں حضرت تھانوی نور اللہ مرقدہ کے بہشتی زیور کو ہر شخص پڑھتا ہے پڑھنے کی تاکید کی جاتی ہے۔ (تبلیغی جماعت پر اعتراضات اور ان کے جوابات:۱۳۸)

احادیث کے جواب پڑھانا

اسی لئے احادیث ان کو پڑھائی نہیں جاتی تھیں بلکہ احادیث کے جواب پڑھائے جاتے تھے۔ جیسا کہ امیر تبلیغ مولانا محمد یوسف کے ابوداؤد پڑھانے کے بارے میں مفتی عزیز الرحمٰن صاحب لکھتے ہیں:۔

''اس کے بعد حدیث کے ساتھ اختلاف مذہب اور حنفی مسلک کی دلیلیں بیان فرمایا کرتے تھے۔'' (تذکرہ امیر تبلیغ:۶۱)

اسی طرح زکریا صاحب اپنے طالب علمی کے دور کے بارے میں فرماتے ہیں:۔

''مشکوۃ شریف پڑھنے کے لئے ہدایہ اور طحاوی کا دیکھنا ضروری تھا۔''

''قانون تعلیم یہ تھا کہ ہر حدیث کے بعد یہ بتانا ضروری تھا کہ یہ حدیث حنفیہ کے موافق ہے یا خلاف، اگر خلاف ہے تو حنفیہ کی دلیل اور حدیث پاک کا جواب۔ یہ تمام گویا حدیث کا جزو لازم تھا۔ جو میرے ذمے تھا۔ اپنی دلیل نہ بتانا تو یاد نہیں اس لئے کہ ہدایہ اور اس کی شروح وحواشی اور فقہ کی دوسری کتابیں دیکھنے کی نوبت کثرت سے آتی رہتی تھی۔ البتہ حدیث کا جواب کبھی کبھی نہیں دے سکتا تھا تو وہ خود بتاتے تھے۔ (ولی کامل ص:۲۸)

Www.IslamicBooks.Website

ان نقاط پر غور کریں:

۱۔ حدیث، حنفیہ کے خلاف ہے تو حنفیہ کی دلیل؟

۲۔ حدیث پاک کا جواب؟

۳۔ شاگرد جواب نہ دے سکے تو خود بتاتے تھے؟

جب حدیث احناف کے خلاف ہو تو حنفیہ کی دلیل کیا حدیث سے ہوگی، نہیں۔ اس لئے کہ:

ولو كان من عند غير الله لوجدوا فيه اختلافاً كثيراً (القرآن)

اگر یہ قرآن اللہ کے علاوہ کسی اور کی طرف سے ہوتا تو اس میں اختلاف کثیر ہوتا جیسے قرآن وحی ہے اس میں اختلاف نہیں اسی طرح حدیث بھی وحی ہے لہذا احادیث صحیحہ میں بھی اختلاف نہیں۔

حدیث پر قیاس مقدم

تو لازمی بات ہے کہ حنفیہ کی دلیل قیاس سے ہوگی جیسا کہ نورالانوار میں ہے:

وان عرف بالعدالة والضبط دون الفقه كانس وابى هريرة وان وافق حديثه، بالقياس عمل به وان خالفه، لم يترك الا بالضرورة. (نورالانوار ص:۱۷۹)

اگر راوی کی عدالت اور ضبط تو معروف ہو لیکن ان میں تفقہ نہ ہو جیسا کہ انس رضی اللہ عنہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں تو ان کی حدیث اگر قیاس کے موافق ہو تو ان پر عمل کیا جائے گا اور اگر قیاس کے مخالف ہوں تو ضرورت کی وجہ سے اس کو ترک کیا جاسکتا ہے۔ یعنی حدیث صحیح کو رد کر دیا جائے۔ اور یہ کہاں کا انصاف ہے کہ حدیث کا جواب دیا جائے۔

اللہ تو کہتا ہے کہ:

Www.IslamicBooks.Website

وما اتکم الرسول فخذوہ وما نھاکم عنه فانتھوا (القرآن)

جوتمہارا رسول ﷺ تمہیں دے وہ لےلواور جس سے منع کردے، منع ہوجاؤ۔

اسی طرح استاد کا فرض ہے کہ نبی ﷺ کے فیصلے کو بے چون و چرا تسلیم کرے نہ کہ جواب دے اورزکریا صاحب ہدایہ کی شروح وحواشی اور دوسری کتب فقہ کا مطالعہ کرتے اوران میں سے دلیلیں تلاش کرتے جن کے بارے میں خود علماء احناف کی یہ رائے ہے۔

کتب حنفیہ کی حقیقت

مولانا عبدالحی حنفی فرماتے ہیں:

ان الکتب الفقھیة وان کانت معتبرة فی نفسھا بحسب المسائل الفریعة و کانوا مصنفوھا ایضاً من المعتبر والفقھاء الکاملین لکن لا یعتمد علی الاحادیث المنقولة فیھا اعتماداً کلیاً ولا یجزم بورودھا وثبوتھا قطعا بمجرد وقوعھا فیھا فکم من احادیث ذکرت فی الکتب المعتبرة وھی موضوعة مختلفة. (مقدمه عمدة الرعایة ص:١٤)

ترجمہ: فقہ کی کتابیں اگرچہ فی نفسہ فروعی مسائل کے اعتبار سے معتبر ہیں اور ان کے مصنفین بھی معتبر اور کامل فقہاء ہیں مگر ان میں ذکر کی گئی روایات پر اعتماد کلی نہیں کیا جاسکتا اوران میں روایات دیکھ کران کے وارد یا ثابت ہونے کا فیصلہ نہیں دیا جا سکتا کیونکہ ان معتبر کتابوں میں ایسی روایات بھی ہیں جو کہ بناوٹی اور گھڑی ہوئی ہیں۔

یہ فقہ حنفیہ کی کتابوں کے مطالعہ کا ہی اثر ہے کہ زکریا صاحب کا تبلیغی نصاب، فضائل صدقات و

Www.IslamicBooks.Website

فضائل درود وغیرہ موضوع وضعیف احادیث سے بھرے پڑے ہیں اور ان کی عبادات بھی ضعیف و موضوع احادیث سے ثابت ہیں اور ان کی حالت زار کا یہ عالم ہے کہ رسول اکرم ﷺ کی صحیح احادیث کو رد کرنے کے لئے ضعیف وموضوع احادیث کا سہارا لیتے ہیں۔

حدیث کی تاویل

اور جب زکریا صاحب استاد بنے تو ان کا وطیرہ بھی یہی تھا۔خلیل الرحمٰن ندوی صاحب لکھتے ہیں۔

> ''مذاہب آئمہ کی تحقیق اور ان کے دلائل خصوصاً مسلک حنفی کے دلائل کو تفصیل سے بیان فرماتے اگر کوئی روایت بظاہر حنفیہ کے مسلک کے خلاف نظر آتی تو اس کی توجیہات اس طرح نقل فرماتے کہ مسلک حنفیہ اس حدیث سے اقرب نظر آنے لگتا۔'' (ماہنامہ الفرقان لکھنؤ خصوصی اشاعت زکریا صاحب ص:۲۳۸)۔

زکریا صاحب کے اس اصول اور امام کرخی کے اس قول میں بس ذرا سا فرق رہ جاتا ہے:

> ان كل خبر تخالف قول اصحابنا فيعمل على التاويل او النسخ (اصول كرخى ص ٤٤)
>
> ہر وہ حدیث جو ہمارے آئمہ کے اقوال کے خلاف ہو تو ان احادیث کی تاویل کی جائے گی یا ان احادیث کو منسوخ کہا جائے گا۔

زکریا صاحب حدیث منسوخ کرنے کی بجائے اس کی تاویل کرتے۔اور تاویل کا معنی یہ ہے کہ اس کے اصل معنی کو بگاڑ کر اپنی مرضی کا معنی اپنایا جائے جب ہی تو بظاہر خلاف نظر آنے والی روایت مسلک حنفیہ کے قریب نظر آنے لگتی۔یہ زبان کی چاشنی کی وجہ سے نہیں بلکہ ہیرا پھیری کی

Www.IslamicBooks.Website

وجہ سے ہوتا تھا۔

حنفیت پھیلانے کا منصوبہ

اور الیاس صاحب کا تو باقاعدہ منصوبہ دراصل حنفیت پھیلانے کا ہے۔ چنانچہ مولانا محمد الیاس بندہ الٰہی لکھتے ہیں:

اس پُر آشوب دور میں جب کہ ملت اسلامیہ پر ہر قسم کے سخت ترین حملے ہو رہے ہیں اور مسلمانوں نے مذہب اسلام کے ضوابط وقوانین پر عمل کرنا چھوڑ دیا۔ اللہ تعالیٰ نے بانی تبلیغ حضرت مولانا محمد الیاس صاحب نور اللہ مرقدہ کے دل میں بھی اس دین کی اہمیت پیدا کی۔ جب اس عالمِ دنیا میں انہوں نے نظریں دوڑائیں تو محسوس کیا کہ سارا عالم مذہبِ حنفیت سے بر گشتہ اور خود مسلمان اس کے احکام پر عمل کرنے سے بیزار ہیں اور بے شعوری کا دور دورہ ہے فوراً حمیت اسلامی جوش میں آئی اور اپنی قوت کے ساتھ کھڑے ہوئے اللہ تعالیٰ سے نذر و نیاز بھی کی۔ تا نکہ آج ان کی اس تحریک جس کو جماعت تبلیغ کہا جاتا ہے اسکی برکت سے مسلمانوں میں دینی شعور پیدا ہوا اور مذہب اسلام کے شیدائی اس پر عمل کرنے لگے۔ آپ کی اس تحریک نے اس قدر ترقی کی کہ کچھ ہی عرصہ میں یہ تحریک شہرت پذیر بلکہ عالمگیر ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ مزید در مزید اس میں جان وقوت عطا فرمائے اور مسلمانوں کیلئے صحیح نہج پر آنے کا ذریعہ بنائے۔ آمین۔ (کیا تبلیغی کام ضروری ہے۔ ص:۳)

ان الفاظ پر غور کیجئے۔ "مسلمانوں نے مذہب اسلام کے ضوابط وقوانین پر عمل کرنا چھوڑ دیا اور

Www.IslamicBooks.Website

جب اس عالم میں انہوں (مولانا الیاس) نے نظریں دوڑائیں تو محسوس کیا کہ سارا عالم مذہب حنفیت سے برگشتہ اور فقہ حنفی پر عمل کرنے سے بیزار پایا تو تبلیغی جماعت کی تحریک چلائی۔

اور پھر الیاس صاحب نے اس تحریک کے بارے میں فرمایا:

''خدا کی قسم میری تحریک ایمان کی تحریک ہے۔'' (ارشادات و مکتوبات الیاس صاحب ص: ۲۷)

ایک اور جگہ فرمایا:۔

''یہ تحریک اسلام کو جنم دینے والی ہے" (ارشادات و مکتوبات الیاس صاحب: ۳۷)

اور یہی تحریف کا وطیرہ زکریا صاحب کے مریدین و شاگردان کا ہے۔ زکریا صاحب کے خاص مرید صوفی اقبال صاحب محبت نامی کتاب از افادات زکریا صاحب مرتب کرتے ہیں اور اس میں ابن عمر رضی اللہ عنہ کا وہ واقعہ بیان کرتے ہیں:

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عورتوں کو مسجد میں جانے کی اجازت دے دیا کرو۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ کے ایک صاحبزادے نے عرض کیا کہ ہم تو اجازت نہیں دے سکتے کیونکہ وہ اس کو آئندہ چل کر بہانا بنالیں گی آزادی وفساد وآوارگی کا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بہت ناراض ہوئے برا بھلا کہا اور فرمایا کہ میں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد سناؤں اور تو کہے اجازت نہیں دے سکتے۔ اس کے بعد سے ہمیشہ کے لئے ان صاحبزادے سے بولنا چھوڑ دیا (مسلم، ابو داؤد)۔ (محبت: ۱۴۲، ۱۴۳)

حدیث کی مخالفت

اب صوفی صاحب کا تبصرہ سنیے۔

Www.IslamicBooks.Website

”جانے والیوں کے لئے جانا درست نہ ہونے کا فتویٰ پہلے ہو چکا ہے۔“
حضرت مفتی اعظم مولانا کفایت اللہ صاحب کا ایک مستقل رسالہ کفایت المفتی میں شائع ہوا ہے مفتی عبدالرحیم راجپوری کے فتاوی میں ایک مستقل مضمون بھی شائع ہوا ہے۔ بندہ نے اس بارے میں ایک مفصل استفتاء لکھ کر موجود سارے بڑے بڑے مفتی حضرات دیوبند، مظاہر العلوم، بنوری ٹاؤن کراچی، جامعہ رشیدیہ ساہیوال وغیرہ کے دستخط کروائے ہیں مگر جو عورتیں جذبات اور آزادی کی بنا پر نہیں مانتیں تو بزرگ حضرات ان کو سختی سے منع بھی نہیں فرماتے۔ (محبت ص:۱۴۲،۱۴۳)

یہ احناف ہی کی دیدہ دلیری ہے کہ صحیح حدیث کے مقابلے میں فتویٰ جاری کیا کہ عورتوں کا مسجد میں جانا درست نہیں ہے۔ اور اس جرم میں بڑے بڑے مفتیوں کو شریک کیا اور یہ ہے رن مریدی کہ جو عورتیں جذبات اور آزادی کی بنا پر نہیں مانتیں انہیں سختی سے منع بھی نہیں کرتے۔ نبی ﷺ کہیں کہ عورتوں کو مسجد جانے سے نہ روکو تو ان کا فتویٰ ہے جانا درست نہیں اور اگر عورتیں یہ حکم نہ مانیں اور وہ بھی جذبات و آزادی کی بنا پر تو یہ منع بھی نہیں کرتے۔ حدیث ٹھکرا دی لیکن بیگم کی بات سر آنکھوں پر۔ عجب تیری دنیا کا دستور نرالا دیکھا۔

تحریف حدیث

اسی طرح محمد شاہد سہانپوری زکریا صاحب کی بیان کردہ اس حدیث کا یوں ترجمہ کرتے ہیں۔

اذا رایت شحا مطاعاً وھو متبعاً ودنیا موثرۃ واعجاب کل ذی رای برایۃ فعلیک نفسک ودع امر العوام (الحدیث) (فتنہ مودودیت ص:۵۵،۱۶۴)

”حضرت ابو ثعلبہ رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جب تم ایسے بخیل لوگوں کو دیکھو کہ ان کی فرمانبرداری کی جا رہی ہے اور خواہشات نفس کا اتباع کیا جا رہا ہے اور دنیا کو آخرت پر ترجیح دی جا رہی ہے اور جب تم یہ دیکھو کہ ہر عقل و مذہب والا آدمی (کتاب) اللہ اور

Www.IslamicBooks.Website

سنت رسول اللہ ﷺ اجماع امت اور آئمہ (کے قول کو چھوڑ کر) اپنی عقل اور مذہب کو اچھا جان رہا ہے اور علماء کی طرف رجوع ترک کر کے اپنے نفس کو مفتی بنا رہا ہے۔ پس ان حالات میں اپنی ذات کی حفاظت کرتے ہوئے اپنے گناہوں کو نگاہ میں رکھو اور عوام سے الگ ہو جاؤ اور ان سے تعرض مت کرو۔

سوچئے کیا اس حدیث کا ترجمہ یہی بنتا ہے کیا انہیں نبی علیہ ﷺ کی وہ حدیث یاد نہیں۔

من كذب علي متعمداً فليتبواء مقعده من النار (الحديث)

جس نے مجھ پر عمداً جھوٹ باندھا وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔

تاویلات حدیث

یہ کتنی افسوسناک بات ہے کہ آئمہ کی تقلید کیلئے رسول اللہ ﷺ کی طرف وہ الفاظ منسوب کردیئے جائیں جو انہوں نے نہ کہے ہوں اور چونکہ زکریا صاحب کے نزدیک "ساری شریعت کا مدار تقلید پر ہی ہے" (مقالۃ القلوب ص:۱۷۱) اور یہ بات پہلے گزری کہ زکریا صاحب کے استاد اور خود زکریا صاحب احادیث کا جواب اور تاویل سکھاتے تھے۔ اسی لئے مفتی عزیز الرحمٰن صاحب زکریا صاحب کے ایک بزرگ کا واقعہ نقل کرتے ہیں:

"ادب و منطق کے علاوہ باقی کتابیں آپ (مولانا محمد یحییٰ صاحب) نے دہلی کے مدرسہ حسین بخش میں پڑھیں مگر حدیث پڑھنے کا خیال دل سے نکال دیا تھا کہ دہلی میں حدیث پڑھنے سے غیر مقلد ہو جاتا ہے اور ارادہ کیا تھا کہ اگر حدیث پڑھنی ہے تو حضرت گنگوہی سے پڑھنی ہے۔" (ولی کامل ص:۸۲)

کیونکہ دہلی میں حدیث پڑھائی جاتی تھی حدیث کے جواب نہیں سکھائے جاتے تھے لیکن گنگوہی صاحب کے ہاں تاویل و توجیح سے حدیث کو کھینچ تان کر حنفی مسلک کے مطابق کر دیا جاتا تھا اس

Www.IslamicBooks.Website

لئے گنگوہی صاحب کے ہاں جانا زیادہ پسندیدہ تھا۔ اسی لئے شروح حدیث کی کتابیں وہی پسند ہیں جو حنفی مسلک کو سہارا دیں۔ بے شک ان میں تاویل اور ضعیف احادیث کی ہی بھرمار کیوں نہ ہو۔ چنانچہ حضرت اقدس سہارنپوری بذل المجہود شرح ابی داؤد کے بارے میں کہتے ہیں:

''یہ کتاب یوں تو ابوداؤد کی شرح ہے مگر جملہ کتب صحاح کے مباحث دقیقہ وانیقہ کو حاوی ہے اور مسلک حنفی کی ترجیح میں محققانہ کلام۔ (الفرقان ماہنامہ لکھنؤ تذکرہ شیخ الحدیث ص:۱۹۲)

اسی طرح خلیل الرحمٰن ندوی اوجز المسالک کے بارے میں لکھتے ہیں کہ:

اس کتاب میں ''پھر مذہب احناف کو مدلل ومبرہن کیا گیا ہے''

(الفرقان ماہنامہ لکھنؤ تذکرہ شیخ الحدیث ص:۱۹۲)

اسی طرح مفتی عزیز الرحمٰن مولانا محمد یوسف امیر تبلیغ کی کتاب ''امانی الاحبار'' کے بارے میں لکھتے ہیں:

''کتاب کی خوبی کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ حدیث میں حنفی مسلک میں یہ نہایت عمدہ کتاب ہے۔'' (تذکرہ امیر تبلیغ:ص ۵۵)

اسی طرح خلیل الرحمٰن ندوی صاحب شیخ الحدیث کے ایک مسودے کے بارے میں لکھتے ہیں:

''گروہ طبع ہوجاتا تو علمی دنیا خصوصاً احناف پر احسان عظیم ہوتا'' (ماہنامہ الفرقان، لکھنؤ، تذکرہ شیخ الحدیث زکریا صاحب:ص ۲۳۸)

علمی دنیا سے مراد وہ سارے مسالک ہیں چاہے وہ اہلحدیث ہوں یا مالکی شافعی ہوں حنبلی یا حنفی۔ ہوسکتا ہے یہ احسان طریقت کے چاروں سلسلوں چشتی قادری سہروردی اور نقش بندی پر بھی ہو کیونکہ زکریا صاحب صوفیت کے سلاسل سے بھی منسلک تھے۔ معلوم نہیں کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ

Www.IslamicBooks.Website

زکریا صاحب اور ان کے ساتھیوں نے مالکی حنبلی اور شافعی ہونے کی بجائے حنفی ہونا پسند کیا ہے جبکہ ان کے نزدیک چاروں حق پر ہیں۔

افتراء علی اللہ

یہ شاید اس لئے کہ ان کے نزدیک بھی اللہ کی حمایت حنفیت کے ساتھ ہو۔ جیسا کہ زکریا صاحب فرماتے ہیں:

''ایک زمانہ میں حضرت شاہ ولی اللہؒ پر غیر مقلدیت کا غلبہ ہوا۔ آپ اللہ رب العزت کی بارگاہ میں متوجہ ہوئے تو آواز آئی یا جو بھی شکل ہوئی کہ اے ولی اللہ ہماری حمایت حنفیت کے ساتھ ہے۔ پس اللہ کا شکر ہے کہ تبلیغ کے بارے میں مجھے بھی بتایا گیا ہے کہ ہماری حمایت تبلیغ کے ساتھ ہے۔ (تبلیغی تحریک کی ابتداء اور ان کے بنیادی اصول ص: ۵۴)

اللہ کی حمایت حنفیت کے ساتھ ہونا جھوٹ ہے اور یہ بھی جھوٹ ہے کہ تبلیغ سے مراد تبلیغی جماعت ہے اور اللہ نے یہ کہا کہ ہماری حمایت تو تبلیغی جماعت کے ساتھ ہے۔ کیا زکریا صاحب پر وحی ہوئی یا اللہ نے کس طریقے سے بتلایا۔ کیا یہ جھوٹ کی انتہا نہیں ہے۔ کیا وحی کا منقطع ہو جانا حدیث سے ثابت نہیں ہے۔ زکریا صاحب کی اس بات اور درمختار کے مصنف کے اس جھوٹ کے ڈانڈے آپس میں ضرور ملتے ہیں۔ جس میں وہ کہتے ہیں کہ:۔

امام ابوحنیفہ نے پہلی رکعت بیت اللہ کے ستونوں کے درمیان داہنے پاؤں پر اور بایاں پاؤں داہنے کے پشت پر رکھا اور آدھا قرآن ختم کیا اور دوسری رکعت بائیں پاؤں پر اور داہنا پاؤں اس کی پشت پر رکھ کر باقی آدھا قرآن ختم کیا۔ "تو بیت اللہ کی جانب سے غیبی آواز آئی... ہم نے تجھ کو بخشا۔ اور جو تیرا تابع ہوا اس کو بخشا ان لوگوں میں سے جو تیرے مذہب پر ہیں قیامت تک۔ (ردالمحتار: ۱/۲۲)

Www.IslamicBooks.Website

اسی طرح حنفیت کیلئے زکریا صاحب کو جتنے بڑے بڑے جھوٹ مارنے پڑیں اس کیلئے تیار ہیں۔

حنفیت کے لئے جھوٹ

زکریا صاحب فرماتے ہیں:

"امام اعظم ابوحنیفہؒ نے پانچ لاکھ احادیث میں سے صرف پانچ کا انتخاب فرمایا ہے۔

(تیس مجالس ص:۱۰۱) اور اس کی وجہ احتیاط ہے۔ (تبلیغی نصاب ص:۹۹)

زکریا صاحب کو کیسے علم ہوا کہ امام صاحب کو ۵ لاکھ احادیث آتی تھیں۔ جبکہ امام صاحب کے شاگرد عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں:۔

کان یتیماً فی الحدیث. (قیام اللیل للمروزی)

امام صاحب حدیث کے معاملے میں یتیم تھے۔

اسی طرح حنفیت کے فروغ کیلئے رفع یدین ترک کرنے کے بارے میں ایک من گھڑت قصہ زکریا صاحب لکھتے ہیں:

''حضرت امام شافعیؒ امام ابوحنیفہؒ کے احترام میں اپنی تحقیق کے خلاف کسی وقت رفع الیدین چھوڑ سکتے ہیں۔'' (فتنہ مودودیت ۱۸)

یہ اشارہ اس جھوٹے قصے کی طرف ہے جس میں یہ بیان ہوتا ہے کہ:۔

امام شافعیؒ نے ایک دفعہ امام ابوحنیفہؒ کے مزار پر جا کر دو رکعت نفل ادا کئے۔ اور رفع یدین نہ کی کسی نے اعتراض کیا کہ آپ تو رفع الیدین کو سنت کہتے ہیں پھر آپ نے اسے ترک کیوں کیا تو امام شافعیؒ نے فرمایا مجھے اس قبر والے سے حیا آتی ہے"۔

کذاب نے امام ابوحنیفہؒ کا مزار اور مزار پر امام شافعیؒ کا نماز پڑھنا ثابت کیا اور زکریا صاحب نے

Www.IslamicBooks.Website

حنفیت کے فروغ کے لئے اسے اپنی کتاب میں لکھ مارا اور تحقیق کی ضرورت بھی محسوس نہ کی اور جبکہ خود زکریا صاحب تسلیم کرتے ہیں کہ:۔

"امام صاحب رضی اللہ عنہ کے مناقب کی احادیث محدثین کے یہاں تو کتب موضوعات میں ہیں اور احناف کے یہاں مناقب امام کی کتب میں ہیں جو بکثرت ہیں"۔ (ولی کامل ص:۳۴۶)

تقلید ابوحنیفہؒ

یہاں یہ بات بھی سمجھ میں آئی ہے کہ محدثین اور احناف ایک ساتھ نہیں چل سکتے کیونکہ محدثین نے امام ابوحنیفہؒ کے مناقب کی روایات پر (سنداً مجروح ہونے کی وجہ سے) موضوع (من گھڑت) کا حکم لگایا ہے۔ مگر زکریا صاحب محدثین کے اس حکم کو تسلیم کرنے کو تیار نہیں۔ وہ مناقب امام میں موضوع روایات اس لئے بیان کرنا پسند کرتے ہیں کہ انہیں امام اعظم ثابت کیا جائے اور پھر خود بمع دوسرے لوگوں کے ان کی تقلید کی جائے جو کہ ناجائز ہے۔ کیونکہ تقلید کی تعریف یہ ہے:

التقلید (العمل بقول الغیر من غیر حجة ..... فالرجوع الی النبی علیه الصلوة والسلام و الی الاجماع لیس منه، و کذا العامی الی المفتی والقاضی الی العدول لایجاب النص علیها (شرح مسلم الثبوت: ۲۵۰)

کسی غیر کی بات پر دلیل کے بغیر عمل کرنے کو تقلید کہتے ہیں تو نبی کریم ﷺ اور اجماع کی طرف رجوع کرنا تقلید میں سے نہیں اسی طرح عامی کا مفتی اور قاضی کا عادل گواہوں کی طرف رجوع کرنا تقلید نہیں اس لئے کہ ان کی طرف رجوع نص نے واجب قرار دیا ہے۔

اور زکریا صاحب کے نزدیک تقلید ضروری ہے جیسا کہ لکھتے ہیں:۔

Www.IslamicBooks.Website

بہر حال ہم لوگ جماعتی حیثیت سے اس زمانہ میں تقلید کو ضروری سمجھتے ہیں دیوبندی مسلک میں یہ دونوں چیزیں (تقلید اور شرعی تصوف) بڑی اہم ہیں۔ (فتنہ مودودیت ص:۱۲۶)

اس طرح زکریا صاحب کے ایک مرید زکریا صاحب کو لکھتے ہیں:

ہمارا اسلام ہمارا مسلک ہمارا اعتقاد تو واللہ العظیم بالکل تقلیدی ہے۔ (محبوب العارفین:۶۳)

ایک جگہ زکریا صاحب اپنے ایک مرید کو سمجھانے کے لئے خود ہی سوال اور خود ہی جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں۔

سوال۔ مذکورہ عربی طبقہ میں سے چند کی خاطر آپ نے تقلید چھوڑ دی یا کم از کم تقلید شخصی چھوڑنے میں حنفیت چھوڑ دی۔

جواب۔ نہیں بلکہ معقول اشکالات کا جواب دیا گیا یعنی نہ تقلید شخصی چھوڑی اور نہ حنفیت۔ (ذکر و اعتکاف کی اہمیت ص:۹۴)

اب مساجد میں آپ ان کی زبانوں سے نبی ﷺ کا طریقہ اور نبی ﷺ کی تعلیم ہی پھیلانے کا دعوی سنتے ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ نہ تو ان کا طریقہ نبی والا ہے اور نہ ہی تعلیم نبی ﷺ والی، اور اس کا ثبوت زکریا صاحب والیاس صاحب سے لیجئے۔

نبوت میں حصہ دار

مولانا منظور صاحب نعمانی مولانا الیاس صاحب کا یہ واقعہ ذکر کرتے ہیں۔

"ایک بار فرمایا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے۔ بعض لوگوں کو خواب میں ایسی ترقی ہوتی ہے کہ ریاضت و مجاہدہ سے نہیں ہوتی۔ کیونکہ ان کو خواب میں علوم صحیحہ القاء ہوتے ہیں۔ جو نبوت کا حصہ ہے۔ پھر ترقی کیوں نہ ہوگی..... پھر فرمایا آجکل خواب میں مجھ پر علوم صحیحہ کا القاء ہوتا ہے اس

Www.IslamicBooks.Website

لئے کوشش کرو کہ نیند زیادہ آئے (مولانا منظور نعمانی نے اس حکم کی تعمیل اس طرح کی)

تیل سے تفسیر

خشکی کی وجہ سے نیند کم ہونے لگی تھی تو میں نے حکیم صاحب اور ڈاکٹر صاحب کے مشورہ سے سر میں تیل کی مالش کرائی۔ جس سے نیند میں ترقی ہوگئی آپ نے فرمایا کہ اس تبلیغ کا طریقہ بھی مجھ پر خواب میں منکشف ہوا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد:

کنتم خیر امة اخرجت للناس تامرون بالمعروف و تنھون عن المنکر و تومنون بالله (الآیة)...

.....کی تفسیر خواب میں یہ القاء ہوئی کہ تم مثل انبیاء کے لوگوں کے واسطے ظاہر کئے گئے ہو اور اس مطلب کو "اخرجت" سے تعبیر کرنے میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ ایک جگہ جم کر کام نہ ہوگا بلکہ در بدر نکلنے کی ضرورت ہوگی۔

ایک جگہ منشی محمد عیسیٰ صاحب لکھتے ہیں:

"تبلیغی محنت من گھڑت اور کسی شخص یا جماعت کی اپنی اختراع نہیں۔ بلکہ امت کی عام بے دینی اور باطل طریقوں میں کامیابی کے ذہن کو حق کی طرف بدلنے اور صحیح راستے پر لانے کے لئے اللہ رب العزت نے اپنی عادت جاریہ کے تحت اس محنت کو ظاہر فرمایا۔ اور اس کام کو لینے کے لئے خود اللہ رب العزت نے ہی محض اپنے لطف و کرم اور امت پر شفقت کے تحت حضرت مولانا محمد الیاس صاحب نور اللہ مرقدہ کا انتخاب فرمایا اور اللہ ہی نے حضرت مولانا پر ایسے اصول اور طریقے منکشف فرمائے جو اس زمانہ کی

Www.IslamicBooks.Website

بے دینی اور گمراہی کا علاج بن سکیں۔ (تبلیغی تحریک کی ابتداء اور اس کے بنیادی

اصول ص:۵۴)

قارئین کرام! دیکھا آپ نے سر میں تیل کی مالش سے تبلیغ کا طریقہ القاء ہوا اور یہ آیت ۱۴۰۰ سال پہلے محمد ﷺ پر اتری اور اس آیت کی تفسیر چودھویں صدی میں الیاس صاحب پر القاء ہوئی اور "اخرجت" سے دربدر نکلنے کو تعبیر کیا گیا۔ اور پھر یہ دعویٰ کہ یہ سب کچھ اللہ نے کیا یعنی ان کے اس فریب کا بھانڈہ پھوٹ گیا کہ موجودہ طریقہ تبلیغ انبیاءؑ وصحابہؓ والا ہے۔

تعلیم تھانوی صاحب کی ، طریقہ الیاس صاحب والا

مولانا الیاس صاحب فرماتے ہیں۔

"حضرت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے بہت بڑا کام کیا ہے۔ بس میرا دل یہ چاہتا ہے کہ تعلیم تو ان کی ہو اور طریقہ تبلیغ میرا ہو کہ اس طرح ان کی تعلیم عام ہو جائے گی۔

(ملفوظات محمد الیاس ص:۵۰)

طریقہ تبلیغ میرا نہ کہ نبی ﷺ اور صحابہ کرامؓ کا۔ اور سنت اور راستہ تھانوی صاحب کا نہ کہ نبی ﷺ کا۔ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ فرماتے تعلیم قرآن وحدیث کی اور طریقہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرامؓ والا مگر تعلیم تھانوی صاحب کی اور طریقہ تبلیغ میرا۔

؎ ہیں کواکب کچھ نظر آتے ہیں کچھ

ایک جگہ مولانا الیاس صاحب فرماتے ہیں:

"اس کے اصول میں نے خود اپنے ارادے اور فہم سے نہیں بنائے بلکہ مجھے عطا فرمائے گئے ہیں اور مجھے حکم ہوا کہ ان کے مطابق کام کرو۔

(تبلیغی تحریک کی ابتداء اور اس کے بنیادی اصول:۵۷-۵۶)

Www.IslamicBooks.Website

محترم قارئین توجہ فرمایئے ! یہ اصول کس نے عطا فرمائے ۔اس کتاب کے پچھلے عنوان ’’تیل سے تفسیر‘‘ میں منشی محمد عیسیٰ کی عبارت دوبارہ پڑھ لیجئے ۔ واضح کیا ہوا؟

"اللہ رب العزت نے حضرت مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ پر اصولوں کو منکشف فرمایا۔

(تبلیغی تحریک کی ابتداء اور اس کے بنیادی اصول:۵۷۔۵۶)

یہ عطیہ خداوندی ہے اور اسکے مطابق عمل کرنے کا حکم ملا۔ لازمی بات ہے کہ حکم رب کی طرف سے ہی ملا ہے۔ اور اس حکم الٰہی میں کوئی تبدیلی بھی نہیں آسکتی جیسا میاں جی محمد عیسیٰ صاحب لکھتے ہیں۔

’’بس اصول وہ ہی ہیں جو اللہ نے حضرت مولانا محمد الیاس پر منکشف فرمادیئے حضرت مولانا محمد یوسف نے بھی ہمیشہ اس کا لحاظ فرمایا کہ حضرت جی کے مقابلے میں اپنی بات کو نہیں منواتے تھے۔ یہ کام امراء کے لئے ضروری ہے کہ ہر امیر ہر زمانے میں اس بات کو پیش نظر رکھے۔‘‘ (تبلیغ کا مقامی کام ص:۷،۱۲)

ایک جگہ سید ابوالحسن ندوی اس مضمون کو اس طرح بیان کرتے ہیں:۔

اللہ تعالیٰ نے یہ علم آپ کے قلب پر بڑی قوت سے منکشف کیا تھا۔ آپ اپنے رفقاء کو اس اصول پر مضبوطی سے قائم رہنے کے لئے ہدایتیں فرماتے تھے۔

(مولانا محمد الیاس اور ان کی دینی دعوت ص:۲۲۶)

ابوالحسن ندوی صاحب نے اسے وحی کی اس قسم میں شمار کیا۔ جس میں علم بڑی قوت کے ساتھ قلب پر منکشف ہوتا ہے۔ لیکن میاں جی محمد عیسیٰ صاحب کو کچھ تردد ہے لکھتے ہیں۔

’’حضرت مولانا محمد الیاس رحمۃ اللہ علیہ پر بذریعہ الہام یا انام کے منکشف ہوئے۔‘‘

(تبلیغی تحریک کی ابتداء اور اس کے بنیادی اصول ص:۳۳،۱۵۵)

اب تحریر ایک اور پلٹا کھاتی ہے اور خواب میں القاء شدہ اصول پر قرآن وسنت کے مطابق ہونے کی

Www.IslamicBooks.Website

مہر ثبت کی جاتی ہے میاں جی محمد عیسیٰ صاحب لکھتے ہیں۔

''ان پر ایسے اصول اور طریقے منکشف فرمائے کہ جو سراسر قرآن وحدیث کے مطابق ہیں اور ایسے محکم ہیں کہ ان کا بدل نہیں ہوسکتا اور ایسے مدلل ہیں کہ کوئی انکار نہیں کر سکتا۔

(تبلیغی تحریک کی ابتداء اور اس کے بنیادی اصول ص: ۱۵۵،۳۳)

ایسے مدلل ومحکم اصول اور طریقے جو قرآن وسنت کے مطابق ہیں جن میں تبدیلی ناممکن ہے اور ان پر مضبوطی سے قائم رہنے اور ان کے مطابق عمل کرنے کا حکم ملا ہے۔ دیکھا جائے کیا اس کے مطابق عمل بھی ہوا یا نہیں۔

وحی میں خیانت

یہ مولانا محمد الیاس کی زبانی سنیئے۔

''اللہ رب العزت نے اس کام کو جس قدر مجھ پر کھولا ہے اس کا سواں (۱۰۰) حصہ بھی تم سے نہیں کہہ سکا اور جتنا میں نے تم سے کہا ہے اس کے سواں (۱۰۰) حصہ پر تم عمل نہیں کر سکے۔'' (اب ذرا اس پر میاں جی صاحب کا تبصرہ بھی سن لیجئے) اس ملفوظ سے اندازہ لگائیں کہ اس محنت کے بارے میں اللہ رب العزت نے آپ پر کیا کیا کھولا ہوگا جس کو آپ ظاہر بھی نہ کر سکے" (تبلیغ کا مقامی کام ص:۱۹)

ایسے محکم اصول اور ایسی قوت سے قلب پر منکشف کیئے۔ لیکن اللہ کو اس کا کیا فائدہ ہوا کہ جس کو اصول بتلائے وہ سواں (۱۰۰) حصہ بھی نہ بتا سکے۔ اور بتانے والے کے ساتھی سواں (۱۰۰) حصہ پر بھی عمل نہ کر سکے یعنی عمل ہزارویں (۱۰۰۰) حصہ پر بھی نہ ہوا۔

Www.IslamicBooks.Website

نرالا طریقہ تبلیغ

قارئین کرام! اب تو آپ خوب سمجھ گئے ہوں گے کہ یہ طریقہ خود بڑے حضرت جی کا ہے ورنہ نبی ﷺ کا طریقہ تبلیغ جو وعظ کی صورت میں ہوتا تھا بڑے حضرت کو پسند نہیں اسلئے فرماتے ہیں:۔

یہ میں جانتا ہوں کہ تم تبلیغ میں حصہ لیتے ہو جلسوں میں تقریر کرتے ہو تمہاری تقریر سے نفع بھی ہوتا ہے مگر یہ وہ تبلیغ نہیں جو میں چاہتا ہوں۔(ملفوظات مولانا محمد الیاس ص:۳۷)

سوچئے اگر طریقہ تبلیغ نبی ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم والا ہوتا تو قرآن وحدیث میں اس کا ذکر ہوتا نہ کہ خواب میں القاء ہوتا۔ الیاس صاحب اور یوسف صاحب نے اپنے اس چودھویں صدی کے طریقے کو عام کرنے کے لئے نبی ﷺ پر بہتان باندھنے میں بھی کوئی جھجک محسوس نہ کی۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر بہتان

الیاس صاحب فرماتے ہیں۔

حضور ﷺ تہائی حصہ وقت کا گھر میں خرچ کرتے تھے اور تہائی تبلیغ کے لئے لوگوں کو بھیجنے میں اور تہائی تخلیہ میں۔(ارشادات ومکتوبات مولانا محمد الیاس ص:۵۵)

اسی طرح مولانا محمد یوسف صاحب فرماتے ہیں:

حضور اکرم ﷺ نے جب باہر ملکوں میں کام شروع کرنے کا ارادہ فرمایا تو پہلے تمام صحابہ کو تین دن تک ترغیب دی اور پھر فرمایا کہ جس طرز پر یہاں کام ہوا ہے بالکل اسی طرز پر باہر جا کر بھی کریں۔(مرقع یوسفی ۸۰)

تین دن تک ترغیب دینا اور تہائی وقت تبلیغ کے لئے لوگوں کو بھیجنے میں خرچ کرنا کس حدیث کی کتاب میں آیا۔ تبلیغی علماء کا یہ فریضہ ہے کہ وہ کم از کم اس کی نشاندہی تو کریں تاکہ ان کی اسناد کو پرکھا جاسکے۔

Www.IslamicBooks.Website

اسی طرح اللہ تعالیٰ یا اس کے رسول ﷺ نے کہاں حکم دیا ہے کہ:

تبلیغ میں جان کی قربانی یہ ہے کہ اللہ کے واسطے اپنے وطن کو چھوڑے۔"

(ملفوظات مولانا الیاس ص:۳۹)

اور اللہ تعالیٰ کا یہ حکم کہاں ہے کہ:

اصل فریضہ حضور ﷺ کا یہی تھا کہ دین کو لے کر گھروں سے نکل کھڑے ہونا۔(ارشادات ومکتوبات مولانا محمد الیاس ص:۸۵)

جب خود یہ تسلیم کرتے ہیں کہ یہ طریقہ مجھ پر خواب میں القاء ہوا اور اسی طرح "اخرجت" کی تفسیر القاء ہوئی۔ اور یہ طریق نبی ﷺ کا تھا تو پھر خواب میں القاء ہونے کا کیا معنی۔ احادیث کے صفحات پر دوسرے علماء کو کیوں نہیں ملا۔ پھر اس طریقے کو اپنی طرف کیوں منسوب کیا کہ تعلیم تھانوی صاحب کی اور طریقہ میرا۔ جبکہ ان کے بقول یہ طریقہ دراصل نبی ﷺ کا ہی تھا۔ کیا اس تثلیث جیسی گتھی کو کوئی سلجھائے گا۔

یہ بات واضح ہو جانے کے بعد کہ تبلیغی جماعت کا طریقہ خودساختہ ہے ذرا اب اس فریب کا بھی پردہ چاک کر لیجئے کہ تعلیم اور سنت محمد ﷺ کی یا اپنے اکابر کی۔

زکریا صاحب فرماتے ہیں۔

"اگر میں یوں کہوں کہ یہ بھی حضرت دہلوی (الیاس صاحب) کے ارشاد پر عمل ہے کہ تعلیم حضرت تھانوی کی ہو اور طریقہ کار میرا تو اسکا کون انکار کرے گا۔

(جماعت تبلیغ پر چند عمومی اعتراضات اور ان کے مفصل جوابات ص:۱۲۸،۱۳۸،۱۴۰)

ایک جگہ زکریا صاحب اس الزام (کہ مولانا تھانوی کی کتابیں نہ دیکھی جائیں) کو تبلیغی جماعت سے رفع کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

Www.IslamicBooks.Website

''یہ گول مول الزام تو دوسرے الزامات کی طرح سے قابل التفات نہیں کس کس سے تحقیق کیا جائے بالخصوص جبکہ تبلیغ کے نصاب میں حضرت تھانوی نوراللہ مرقدہ کے بہشتی زیور کو ہر شخص پڑھتا ہے پڑھنے کی تاکید کی جاتی ہے اور حضرت دہلوی کا مشہور ارشاد ہے جو بیسوں جگہ شائع ہو چکا ہے۔ کہ تعلیم حضرت تھانوی کی ہو اور طرز میرا ہو۔ (جماعت تبلیغ پر چند عمومی اعتراضات اور ان کے مفصل جوابات ص: ۱۲۸، ۱۳۸، ۱۴۰)

ایک جگہ زکریا صاحب الیاس صاحب کے بارے میں لکھتے ہیں۔

''حضرت دہلوی (الیاس صاحب) نوراللہ مرقدہ نے حضرت تھانوی قدس سرہ کے وصال کے بعد جو تعزیتی خطوط اپنے احباب کو لکھے ہیں ان میں حضرت نوراللہ مرقدہ کے ایصال ثواب کی تاکید و ترغیب اور تعلیمات کی توسیع کی کوشش لکھا ہے۔ حضرت (تھانوی) رحمۃ اللہ علیہ سے تعلق بڑھانے کی برکات سے استفادہ کرنے اور ساتھ ہی حضرت کے ترقی درجات کی کوششوں میں حصہ لینے اور حضرت کی روح کی مسرتوں کو بڑھانے کا سب سے اعلیٰ اور محکم ذریعہ یہ ہے کہ حضرت کی تعلیمات حقہ اور ہدایات پر استقامت کی جائے اور ان کو زیادہ سے زیادہ پھیلانے کی کوشش کی جائے۔'' (جماعت تبلیغ پر چند عمومی اعتراضات اور ان کے مفصل جوابات ص: ۱۲۸، ۱۳۸، ۱۴۰)

جتنا حضرت کی ہدایات پر کوئی چلے گا۔ اتنا ہی باقاعدہ۔

من دعی الی حسنة فله اجرها واجر من عمل بها

Www.IslamicBooks.Website

جس نے نیکی کی دعوت دی اسے اسکا اور اس پر عمل کرنے والوں کا اجر دیا جائے گا۔

جس طرح رسول اللہ ﷺ کے اسلام کی طرف دعوت دینے کا اجر حدیث میں آیا ہے آپ ﷺ فرماتے ہیں "جو کسی کو ہدایت کی دعوت دیتا ہے تو اسے اس ہدایت پر عمل کرنے والوں کے برابر ثواب ملے گا اور ان کے اجر میں کچھ بھی کم نہیں کیا جائے گا۔ (مسلم، مشکوٰۃ ص ۳۰) اسی طرح آپ ﷺ کی سنت کے بارے میں آپ ﷺ کا فرمان ہے "جس نے میری مردہ سنت کو زندہ کیا، تو اس کو اس سنت پر عمل کرنے والوں کے برابر ثواب ملے گا اور ان لوگوں کے اجر میں کمی نہیں ہو گی (ترمذی، مشکوٰۃ ص ۳۰)

جس طرح نبی ﷺ کے بقول انکے دین اور ان کی سنت پر چلنے کا ثواب ملے گا اسی طرح زکریا صاحب کے بقول حضرت تھانوی کی تعلیمات و ہدایت پر عمل کرنے اور پھیلانے پر اجر و ثواب ملے گا۔ اور تبلیغ کے اس موجودہ طریقے سے حضرت تھانوی کی تعلیمات کو ہی پھیلانا ہے۔ جیسا کہ الیاس صاحب فرماتے ہیں "حضرت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے بہت بڑا کام کیا ہے۔ بس میرا دل یہ چاہتا ہے کہ تعلیم ان کی ہو اور طریقہ تبلیغ میرا ہو کہ اس طرح ان کی تعلیم عام ہو جائے گی۔ (ملفوظات محمد الیاس: ص ۵۰)

کیونکہ تھانوی صاحب کٹر قسم کے حنفی تھے اور یہ طریقہ تبلیغ حنفیت کی گونگی تعلیم ہے۔

اشرف علی تھانوی کی تعلیم کے چند نمونے

۱۔ مسئلہ نمبر ۲۳۔ کتا، بلی، شیر وغیرہ جنگلی کھال بنانے سے پاک ہو جاتی ہے بسم اللہ پڑھ کر ذبح کرنے سے بھی کھال پاک ہو جاتی ہے چاہے بنائی ہوئی ہو یا نہ بنائی ہو البتہ ذبح کرنے سے ان کا گوشت پاک نہیں ہوتا اور اس کا کھانا بھی درست نہیں۔ ص: ۵۷ غسل کا بیان۔

۲۔ مسئلہ نمبر ۶۔ چھوٹی لڑکی سے اگر مرد نے صحبت کی جو ابھی جوان نہیں ہوئی تو اس پر غسل واجب

Www.IslamicBooks.Website

نہیں ہاں عادت ڈالنے کے لئے اس سے غسل کرانا چاہیے۔ص:۶۹

۳۔ مسئلہ نمبر ۲۶۔ ہاتھ میں اگر کوئی نجس چیز لگ گئی ہو تو اس کو کسی نے زبان سے تین بار چاٹ لیا تو پاک ہو جائے گا۔ص:۴۰ (ہاں چاٹنا منع ہے)

۴۔ مسئلہ نمبر ا۔ کسی کے لڑکا پیدا ہو رہا ہو لیکن ابھی سب نہیں نکلا آدھا اندر اور آدھا باہر ہے تو ہوش و حواس قائم ہیں تو فوراً نماز پڑھنا فرض ہے۔ص:۵۵

۵۔ مسئلہ نمبر ۹۔ اگر مرد بھی جوان ہے عورت بھی جوان تو وہ دونوں اپنا نکاح خود کرا سکتے ہیں۔

۶۔ مسئلہ نمبر ۳۔ بالغ یعنی جوان عورت خود مختار ہے چاہے نکاح کرے چاہے نہ کرے اور جس کے ساتھ جی چاہے کر لے کوئی شخص اس پر زبردستی نہیں کر سکتا اگر وہ خود اپنا نکاح کسی سے کر لے تو نکاح ہو جائے گا چاہے ولی کو خبر ہو چاہے نہ ہو اور ولی چاہے خوش ہے یا ناخوش ہر طرح نکاح درست ہے۔ص:۶

۷۔ مسئلہ نمبر ۱۰۔ خاوند پردیس میں ہے اور مدت ہوگئی برسیں گزر گئیں کہ گھر نہیں آیا اور یہاں لڑکا پیدا ہو گیا تب بھی وہ حرامی نہیں اسی شوہر کا ہے البتہ اگر وہ خبر پا کر انکار کرے گا تو لعان ہوگا اور یہ شبہ کے شوہر تو پردیس میں تھا کیسے صحبت کر سکتا ہے اس لیے صحیح نہیں کہ بذریعہ کرامت یا بذریعہ جن وغیرہ ایسا ہونا ممکن ہے تو شوہر کو جھوٹا نہ کہا جائے گا اور نہ ہی بچہ حرامی ہوگا۔ بہشتی زیور حصہ پنجم مکمل مدلل۔

۸۔ مسئلہ نمبر ۸۔ بجز خنزیر کے دوسرے مردار کی ہڈی اور بال سینگ پاک ہیں ان سے کام لینا بھی جائز ہے اور بیچنا بھی جائز ہے۔ص:۱۶

۹۔ مسئلہ نمبر۔ اگر مرید ہوگئی پیر سے کبھی کبھار کوئی غلطی ہوگئی تو توبہ سے معاف ہو سکتی ہے آخر وہ بھی انسان ہے خواہ مخواہ مریدی توڑ کر عقیدہ خراب کرنا نہ چاہیے۔ص:۶۱ حصہ نہم۔

۱۰۔ مسئلہ نمبر۔ محب محبوب کو ستانے کے لئے طٰہٰ کی آیت پڑھ کر میٹھی چیز پر پھونک دے اس کو کھلا

Www.IslamicBooks.Website

دے نیز تعویز عورت رحم پر رکھا جائے یعنی قرآن کی آیات لکھ کر فرعون، نمرود، ہامان، شداد، ابلیس وغیرہ کا نام لکھ کر تعویز جلانا وغیرہ وغیرہ۔ص:۷۸تا۸۶

۱۱۔ مسئلہ نمبر۳۔اگر صرف ایک پیر کی جگہ پاک ہو اور دوسرے پاؤں کو اٹھائے رہے تب بھی کافی ہے۔ص:۶۷

تھانوی صاحب حجت ھیں

یہ ہیں حضرت تھانوی کی وہ تعلیمات جنہیں مولانا الیاس لوگوں میں عام کرنا چاہتے تھے۔اب خود سوچئے کہ ان تعلیمات کا تو قرآن پاک واحادیث سے دور دور تک تعلق نہیں ہے تو پھر یہ کون سا دین ہے؟

اب یہ پڑھئے جیسے امتیوں پر محمد ﷺ کی بات حجت ہے اسی طرح تبلیغی جماعت کے بڑے حضرت جی اور زکریا صاحب وغیرہ پر اشرف علی تھانوی اور دوسرے علماء کی بات حجت ہے۔صوفی اقبال صاحب جبریہ تعلیم کے بارے میں ایک واقعہ نقل کرتے ہیں:

> حضرت تھانوی اور الیاس صاحب نے حضرت مدنی (جو کہ جبریہ تعلیم کے حق میں تھے) کی صدارت میں جبریہ تعلیم کے خلاف ایک جلسہ کروانا تھا اس کام کیلئے زکریا صاحب کو تیار کیا کہ وہ حضرت مدنی کے پاس جائیں۔ زکریا صاحب نے مسئلہ سمجھنے کے لئے یہ اشکال پیش کیا کہ اگر حفظ والوں کی بجائے ناظرہ والے اردو حساب بھی پڑھ لیں تو اس میں آپ کا کیا حرج ہے باقی واقعہ زکریا صاحب کی زبانی سنیئے:
>
> ”چچا جان (الیاس صاحب) نے فرمایا مناظرہ مت کرو چلو۔ میں نے

Www.IslamicBooks.Website

عرض کیا وہاں تو مجھے ہی بولنا پڑے گا پہلے کچھ سمجھ تو لوں۔ مولوی عبدالکریم نے فرمایا کہ حضرت تھانوی نے دونوں کا استثناء کرنے کیلئے فرمایا ہے میں نے عرض کیا کہ حضرت تھانوی کون بزرگ ہیں، کہاں رہتے ہیں۔ یہ سن کر ان کا چہرہ غصہ سے لال ہو گیا۔ یہاں سے اٹھ کر چچا جان سے کہنے لگے کہ اس کے تو عقائد خراب ہو گئے ہیں۔ چچا جان نے ان ہی کے سامنے مجھے یہ فقرہ سنایا۔ میں نے کہا تعجب ہے مولوی صاحب آپ اتنے اونچے ہو کر بھی یہ بات نہ سمجھے۔ حضرت زادمجدھم کا ارشاد میرے اور آپ کیلئے حجت ہے۔

(محبوب العارفین ص:۳۰)

قارئین دیکھا آپ نے عقائد خراب ہوں تو یہی حال ہوتا ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ کے فرمان کی بجائے تھانوی صاحب کے ارشاد کو حجت بنا رہے ہیں، جبکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا:۔

لو بدا لکم موسیٰ فاتبعتموہ و ترکتمونی لضللتم عن سواء السبیل (الحدیث)

اگر موسیٰؑ آجائیں تم مجھے چھوڑ کر ان کی پیروی کرو تو صراط مستقیم سے گمراہ ہو جاؤ گے۔

فرمایا: **لو کان موسیٰ حیا ما وسعہ، الا اتباعی** (رواہ احمد، مشکوٰۃ ص ۳۰)

اگر موسیٰؑ بھی زندہ ہوتے تو میری پیروی کے بغیر انہیں بھی کوئی چارہ نہ ہوتا۔

اسی طرح عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں:

Www.IslamicBooks.Website

لو ترکتم سنت نبیکم لضللتم او لکفرتم (الحدیث)

اگر تم نبی ﷺ کا طریقہ ترک کرو گے تو گمراہ ہو جاؤ گے یا کافر بن جاؤ گے۔

یہاں تو نبی ﷺ کی نافرمانی گمراہی ہے۔

من عصیٰ محمداً فقد عصی اللہ (بخاری مشکوٰۃ ص ۲۷)

جس نے محمد ﷺ کی نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔

اور وہاں تھانوی صاحب کی نافرمانی گمراہی ہے۔ یہاں تو یہ ترغیب ہے کہ:

فمن رغب عن سنتی فلیس منی (متفق علیہ مشکوۃ ص ٦٧)

جو میری سنت سے بے رغبتی کرے وہ مجھ سے نہیں۔

اور وہاں تھانوی کی سنت سے بے رغبتی کرنے والے کے عقائد خراب۔ اسی طرح ایک جگہ زکریا صاحب فرماتے ہیں:

''اسی طرح مریدوں کو اپنے شیخ کا ایسا اتباع کرنا چاہئے کہ اس پر اعتراض نہ کرے اور ادب وتعمیل حکم شیخ کو فرض سمجھے کسی طرح بھی انحراف کرنا مناسب نہیں" (صقالۃ القلوب ص:۱۷۲)

سوچئے کیا شیخ کا حکم بھی اللہ اور رسول کے حکم کی طرح فرض ہو گیا؟ کیا شیخ کے حکم کیلئے بھی آسمان سے ہی حکم اترا کہ اس کا حکم ماننا فرض اور نافرمانی حرام ہے۔ زکریا صاحب پر گمراہی کی مہر اس وقت لگتی ہے جب وہ تھانوی صاحب کی بات کو چیلنج کرتے ہیں۔ لیکن ان کے چچا کو یہ کہہ کر ایمان کی تجدید کرانی پڑتی ہے کہ تھانوی صاحب کا ارشاد میرے اور آپ کے لئے حجت ہے۔ ورنہ معلوم نہیں غصہ سے لال ہو کر اور عقائد کی خرابی کا فتویٰ چسپاں کرنے کے بعد زکریا صاحب پر کیا کیا آفتیں ٹوٹتیں۔

Www.IslamicBooks.Website

آپ اب سمجھ گئے ہوں گے کہ جس طرح مسلمان محمد ﷺ کی بات کو چیلنج کر کے گمراہ ہو جاتے ہیں اسی طرح تبلیغی جماعت کے ہاں تھانوی صاحب کی بات کو چیلنج کرنا گمراہی ہے اسی طرح جب ایک شخص وسیلہ والی دعا کے بارے میں استفتاء کرتے ہوئے یہ الفاظ لکھتا ہے:

''جواب دلائل کے ساتھ ہونا چاہئے۔ اور قرآن وحدیث وفقہ سے ثبوت ہو صرف علماء کے اقوال ہرگز نہیں مانے جائیں گے۔ بہت غور وفکر فرما کر قلم اٹھائیے گا۔

(کتب فضائل پر اشکالات اور ان کے جوابات ص: ۱۸۲،۱۷۸)

تو زکریا صاحب ان کا ان الفاظ میں جواب دیتے ہیں۔

''آپ نے لکھا ہے کہ صرف قرآن حدیث اور فقہ سے ثبوت ہو ورنہ علماء کے اقوال ہرگز نہ مانے جائیں گے۔ اس کے متعلق عرض ہے کہ آپ جیسے علامہ کو تو یہ حق ہو سکتا ہے کہ علماء کے اقوال کو ہرگز نہ مانیں لیکن مجھ جیسے کم علم کے لئے تو سب اہل حق معتمد علماء کا قول حجت ہے۔'' (کتب فضائل پر اشکالات اور ان کے جوابات ص: ۱۸۲،۱۷۸)

حالانکہ قرآن کہتا ہے:

اتبعوا ما انزل الیکم من ربکم ولا تتبعوا من دونہ اولیاء (الآیة)

اس کی پیروی کرو جو رب کی طرف سے تمہاری طرف نازل کیا گیا اس کے علاوہ اولیاء کی پیروی نہ کرو۔

حجت صرف قرآن وحدیث ہے لیکن زکریا صاحب کے ہاں ہر عالم کا قول حجت ہے۔ زکریا صاحب کے ہاں تعلیمات ان کے اکابر کی ہی مانی جاتی ہیں۔

Www.IslamicBooks.Website

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی برابری

زکریا صاحب اپنے عقائد کا اظہار ایک موقع پر ان الفاظ میں کرتے ہیں۔

''میں اپنے دونوں بزرگوں حضرت تھانوی اور حضرت مدنی کو آفتاب و ماہتاب سمجھتا ہوں ان دونوں میں جس کا اتباع کرو مفید ہوگا۔ ہمارے اکابر حضرت گنگوہی و حضرت نانوتوی نے جو دین قائم کیا تھا۔ اس کو مضبوطی سے تھام لو۔ اب قاسم ورشید پیدا ہونے سے رہے۔ بس ان کی اتباع میں لگ جاؤ۔'' (تیس مجالس ص:۱۳۲)

صرف ایک ہی بیان میں عقیدے کی کتنی خرابیاں ہیں ملاحظہ فرمائیں۔ آفتاب و ماہتاب مدنی اور تھانوی صاحب کو سمجھنا جبکہ مسلمانوں کے آفتاب کون ہیں۔ اللہ فرماتا ہے:

انا ارسلناک شاھداً ومبشراً ونذیراً وداعیا الی اللہ باذنہ وسراجاً منیراً (الایۃ)

اے نبی ﷺ ہم نے تجھے شاہد، مبشر، نذیر اور اللہ کی طرف بلانے والا اور منور آفتاب بنا کر بھیجا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

لنا شمس وللآفاق شمس

دنیا کا بھی ایک آفتاب ہے اور ایک ہمارا آفتاب ہے (یعنی محمد ﷺ)۔

جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے آپ ﷺ کے چہرے کی یوں تعریف کی:

وجھہ مثل السیف قال لا بل کان مثل الشمس والقمر (مسلم مشکوۃ:۵۱۵)

Www.IslamicBooks.Website

کہ ان کا چہرہ تو تلوار (کی دھار) جیسا ہے کہا نہیں بلکہ سورج چاند جیسا ہے۔

اسی طرح ابی عبیدہ نے ربیع بنت معوذ سے کہا:

صفی لنا رسول الله ﷺ قالت یا بنی لورایته، رایت الشمس طالعة (دارمی مشکوة، ص : ۵۱۷)

کہ ہمارے لئے رسول اللہ کی تعریف بیان کر۔ کہنے لگی اے بیٹے اگر تو رسول اللہ ﷺ کو دیکھتا تو ایسا جیسے سورج طلوع ہوتا ہے۔

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

قال مارایت شیأ احسن من رسول الله ﷺ کان الشمس تجری فی وجهه (ترمذی مشکوة :۵۱۸)

کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے حسین چیز نہیں دیکھی جیسے آپ ﷺ کے چہرے پر سورج تیر رہا ہے۔

یہ تو تھا صحابہ رضی اللہ عنہم کا نبی ﷺ کو آفتاب کہنا جیسا کہ زکریا صاحب نے تھانوی صاحب کو آفتاب کہا۔ لیجئے نبی ﷺ کو صحابہ رضی اللہ عنہم کا ماہتاب کہنا۔ جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

قال فجعلت انظر الی رسول الله ﷺ والی القمر وعلیه حلة حمراء فاذا هو احسن عندی من القمر (ترمذی: ۵۱۸ مشکوة)

کہتے ہیں میں نبی ﷺ کی طرف بھی دیکھتا اور چاند کی طرف بھی آپ ﷺ نے لال رنگ کا لباس پہنا ہوا تھا۔ آپ مجھے چاند سے زیادہ حسین نظر آئے۔

اسی طرح کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب نبی ﷺ خوش ہوتے تو آپ ﷺ کا چہرہ ایسے چمک اٹھتا:

Www.IslamicBooks.Website

حتی کان وجهه قطعة قمر (متفق علیه مشکوٰۃ :۵۱۸)

گویا کہ آپ ﷺ کا چہرہ چاند کا ٹکڑا ہے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم نبی ﷺ کو ماہتاب بتاتے ہیں اور زکریا صاحب اپنے مدنی صاحب کو ماہتاب کہتے ہیں۔فرق آپ خود کرلیں۔

زکریا صاحب فرماتے ہیں "دونوں میں جس کا اتباع کرو مفید ہوگا" حالانکہ اتباع صرف نبی ﷺ کا مفید ہے۔اسی لئے اللہ فرماتا ہے۔

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ (الآیة)

اے نبی ان سے کہہ دیں اگر تم اللہ سے محبت کرنا چاہتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تم سے محبت کرے گا۔

ایک جگہ فرمایا:

اتبعوا ما انزل الیکم من ربکم ولا تتبعوا من دونه اولیاء (الآیة)

اتباع اس کی کرو جو تمہارے رب کی طرف سے تمہاری طرف نازل کیا گیا۔اس کے علاوہ اولیاء کی اتباع نہ کرو۔

اسی طرح حضرت محمد ﷺ فرماتے ہیں:

من اطاعنی دخل الجنة و من عصانی فقد ابی

جو میری اطاعت کرے گا وہ تو جنت میں جائے گا جو میری نافرمانی کرے گا تو وہ جنت میں جانے سے انکار کرتا ہے۔

زکریا صاحب فرماتے ہیں: "حضرت نانوتوی اور گنگوہی نے جو دین قائم کیا" مگر سوچئے دین تو اللہ نے قائم کیا۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

ان الدین عند اللہ الاسلام (الآیة)

اللہ کے ہاں دین اسلام ہے۔

ومن یبتغ غیر الاسلام دیناً فلن یقبل منہ (الآیة)

جو اسلام کے علاوہ کوئی اور دین لے کر آئے وہ اس سے قبول نہیں کیا جائے گا۔

اب زکریا صاحب کا دین وہ ہے جو نانوتوی وگنگوہی نے قائم کیا اور مسلمانوں کا دین وہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے قائم کیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دیناً (الآیة)

آج میں نے تمہارے دین کو مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت کو پورا کر دیا اور تمہارے لئے اسلام کو بطور دین کے پسند کیا۔

زکریا صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت گنگوہی اور نانوتوی صاحب کے دین کو مضبوطی سے تھام لو۔ اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

عضوا علیھا بالنواجذ (ترمذی، مشکوٰۃ: ۳۰)

میرے طریقے کو دانتوں سے پکڑ لو۔

اسی لئے فرمایا کہ میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں۔

لن تضلوا ما تمسکتم بھما کتاب اللہ وسنۃ رسولہ (موطا امام مالک، مشکوٰۃ: ۳۱)

تم ہرگز گمراہ نہیں ہو سکتے اگر تم نے ان دونوں کو مضبوطی سے تھام لیا ایک اللہ کی کتاب اور دوسری اس کے رسول کی سنت۔

Www.IslamicBooks.Website

یہاں مضبوطی سے تھامنے کے لئے کتاب وسنت اور زکریا صاحب کے یہاں نانوتوی اور گنگوہی فرق واضح ہے۔

۵۔ اسی طرح یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ مسلمانوں کے لئے قیامت تک کوئی اور نبی نہیں آئے گا۔ آپ ﷺ آخری نبی ہیں۔ جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی (الحدیث)

میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

اس لئے قیامت تک کے لئے اتباع محمد ﷺ کی جائے گی لیکن اس کے باوجود زکریا صاحب گنگوہی اور نانوتوی کی اتباع پر ڈٹے ہوئے ہیں۔

گنگوھی کی سنت کی اتباع

اسی لئے مولانا تقی الدین ندوی صاحب یہ عنوان باندھ کر کہ (اکابر کے طریقہ کو لازم پکڑو) زکریا صاحب کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

ارشاد فرمایا: ہمارے بزرگوں کی ایک ایک ادا دانتوں سے پکڑنے کے قابل ہے جب سے میں نے سنا ہے کہ حضرت گنگوہی قدس سرہ تیس تاریخ کو "الم تر کیف" سے تراویح پڑھتے تھے۔ اگر آج چاند نہ ہوا ہوتا۔ تو میرا بھی ارادہ تھا کہ عبدالرحیم سے کہوں کہ الم تر کیف سے تراویح پڑھا دے۔ جبکہ اللہ کا فرمان ہے:

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ (الآیۃ)

تمہارے لئے تمہارے رسول ﷺ کی زندگی بہترین اسوہ ہے۔

اور زکریا صاحب کے لئے ان کے بزرگوں کی زندگی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے مجھ سے پہلے بھی جتنے انبیاء بھیجے ان کے حواری وصحابہ بنائے (ان کا کام کیا تھا):

Www.IslamicBooks.Website

یاخذون بسنتہ و یقتدون بامرہ (مشکوٰۃ)

جو اس کی سنت کو تھامتے اور اس کے حکم کی پیروی کرتے۔

اسی طرح زکریا صاحب اپنے بزرگوں کی سنت کو تھامتے ہیں زکریا صاحب کے مرید خاص صوفی اقبال صاحب تبلیغی جماعت کے عقائد کا اظہار ان الفاظ میں بھی کرتے ہیں۔

''آپ (حضرت گنگوہی) نے کئی مرتبہ بحیثیت تبلیغ یہ الفاظ زبان فیض ترجمان سے فرمائے تھے کہ "سن لو حق وہی ہے جو رشید احمد کی زبان سے نکلتا ہے اور میں بقسم کہتا ہوں کہ میں کچھ نہیں مگر اس زمانہ میں ہدایت و نجات موقوف ہے میرے اتباع پر۔" (صقالۃ القلوب ص:۱۹۰)

قارئین کرام توجہ فرمایئے! رشید احمد گنگوہی کتنا بڑا دعوی کر رہے ہیں کہ حق وہی ہے جو رشید احمد کی زبان سے نکلتا ہے جبکہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ذیشان موجود ہے کہ

:لا یخرج منھا الا حق (الحدیث)

ترجمہ: میری زبان سے حق ہی نکلتا ہے۔

اور حق نکلنے کی وجہ وہ صفت ہے کہ جو صرف آپ ﷺ کی تھی اور اس کی گواہی اللہ تعالیٰ نے دی۔

وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحی (الآیۃ)

نبی خواہشات سے کلام نہیں کرتا وہ وحی ہوتی ہے جو اس کی طرف کی جاتی ہے

اسی طرح گنگوہی صاحب کہیں ''ہدایت و نجات میری اتباع پر موقوف ہے'' اور رسول اللہ ﷺ فرمائیں: من اطاعنی دخل الجنۃ (الحدیث) جو میری اطاعت کرے گا وہ جنت میں جائے گا کیا ان تمام القاء، الہام، انام، انکشافات اور عطایات کے در پردہ کہیں مولانا محمد الیاس صاحب کو ان کے سوانح نگار صحابہ رضی اللہ عنہم و پیغمبر کے دوش بدوش تو بٹھانے کی سازش نہیں کر

Www.IslamicBooks.Website

رہے۔تحریرات سے تو واقعی نبوت کے منصب کی طرف پیش قدمی نظر آتی ہے۔

صحابہ کی برابری

ابوالحسن ندوی لکھتے ہیں:

''امی بی مولانا پر بہت شفیق تھیں۔ فرمایا کرتی تھیں کہ اختر (مولانا الیاس) مجھے تجھ سے صحابہؓ کی خوشبو آتی ہے (نہ جانے امی بی نے صحابہؓ کی خوشبو کہاں سونگھی) کبھی پیٹھ پر محبت سے ہاتھ رکھ کر فرماتیں کیا بات ہے کہ تیرے ساتھ مجھے صحابہؓ کی سی صورتیں چلتی پھرتی نظر آتی ہیں۔ مولانا محمد الیاس صاحب میں ابتداء سے صحابہ کرام کی والہانہ شان کی ایک ادا اور ان کی دینی بے قراری کی ایک جھلک تھی۔ جس کو دیکھ کر مولانا محمود الحسن صاحبؒ (شیخ الہند) بھی فرمایا کرتے تھے کہ جب میں مولوی الیاس کو دیکھتا ہوں تو مجھے صحابہ یاد آجاتے ہیں۔ (مولانا الیاس اور ان کی دینی دعوت ص:۳۵۱، ولی کامل ص ۱۱۱۔ تذکرہ امیر تبلیغ ص ۵۶)

ایک جگہ میاں جی محمد عیسیٰ صاحب لکھتے ہیں۔

''اہل بصیرت نے آپ میں سے صحابہ کی خوشبو محسوس کی۔'' (تبلیغ کا مقامی کام ص:۳۷)

اور یہ بات جوانی یا ادھیڑ پن کی نہیں بلکہ بچپنے کی ہے جیسا کہ میاں جی محمد عیسیٰ صاحب کی اس تحریر میں صراحت ملتی ہے۔ ''حضرت شیخ الہند نے جب پہلی بار (بچپن میں) آپ کو دیکھا تو فرمایا اس بچے سے مجھے صحابہ کی بو آتی ہے۔ (تبلیغ کا مقامی کام ص:۱۳۲) اور ان کے جسم سے یہ خوشبو حقیقی تھی۔

جیسا کہ میاں جی محمد عیسیٰ صاحب لکھتے ہیں:۔

آپ (امی بی) آخری عمر میں نابینا ہوگئی تھیں اسلئے دکھائی کچھ نہ دیتا تھا۔ حضرت کو

Www.IslamicBooks.Website

خوشبو سے ہی پہچان لیتی تھیں۔ (تبلیغی تحریک کی ابتداء اور اس کے بنیادی اصول ص ۳۴)

جس شخص کے بچپنے کا یہ عالم ہو کہ اس کے بدن سے صحابہ کی خوشبو آئے اور اس کی معیت میں صحابہ کی سی صورتیں چلیں تو ان کی جوانی کی منزل کے عروج کا اندازہ لگانا ہر ایک کا کام نہیں۔ ایوب قادری صاحب لکھتے ہیں؛

"حضرت مولانا محمد یوسف کو دیکھ کر معلوم ہوتا تھا کہ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین بھی کچھ اس طرح کے ہوں گے۔" (مرقع یوسفی ص:۵۴)

قادری صاحب نے تو یوسف صاحب کو ہی صحابہ جیسا بنایا تھا لیکن منشی محمد عیسیٰ صاحب نے تو ایک حضرت کی زبانی ساری جماعت کو ہی صحابہ کی سی جماعت قرار دے دیا۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

"(حضرت تھانوی نے) پھر اہل مجلس کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ کسی کو یہ دیکھنا ہو کہ حضرات صحابہؓ کیسے تھے تو ان لوگوں کو دیکھ لو۔" (تبلیغی تحریک کی ابتداء اور اس کے بنیادی اصول ص:۵۱)

ہمارا عقیدہ ہے کہ پوری کائنات کے افراد مل کر بھی ایک کم درجے کے صحابی کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ اور جیسا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ اگر یہ صحابہ ایک مد یا نصف جو اللہ کے راستے میں خرچ کریں تو تم احد پہاڑ جتنا سونا بھی خرچ کر کے ان کے مقابلے میں نہیں آسکتے۔ (متفق علیہ، مشکوۃ ۵۵۳)

لیکن یوسف صاحب (حضرت جی) اپنے مرید کو ایک حدیث سناتے ہیں جس کا تذکرہ وہ یوں کرتا ہے۔

"آپ سے حدیث سنی تھی جس کا مفہوم کچھ اس طرح ہے کہ ایک وقت ایسا آئے گا جب زنا عام ہو جائے گا اور کھلے عام زنا ہوگا اور جو شخص زنا کے خلاف یہ کہے گا کہ اللہ سے ڈر اور ذرا ہٹ کر آڑ میں کر لے تو اس شخص کا

Www.IslamicBooks.Website

ثواب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ثواب کے برابر ہوگا۔(تذکرہ امیر تبلیغ مولانا یوسف صاحب ص:۱۳۷)

کیا یہ صحیح حدیث کے الفاظ ہیں کہ صرف یہ بات کہنے سے بندہ صحابہ کے ثواب کے برابر پہنچ جاتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ یہ تو تھی صحابہ رضی اللہ عنہم کی برابری اور ذرا تنقیص بھی سن لیں۔

تنقیص صحابہؓ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کو مسلسل روزے رکھنے سے منع فرمایا۔ اور خود روزے رکھے۔ اس کی وجہ یہ بتلائی ان ربی یطعمنی و یسقینی (الحدیث) میرا رب مجھ کو کھلاتا پلاتا ہے۔ اب ذرا زکریا صاحب کی نانی کی روحانی بلندی بھی ملاحظ فرمائیں ابوالحسن ندوی صاحب لکھتے ہیں:

> (مولانا کی نانی کا) اخیر زمانہ میں یہ حال تھا کہ خود کھانا طلب نہیں فرماتی تھیں۔ کسی نے لا کر رکھ دیا۔ تو کھا لیا گھر بڑا تھا۔ اگر کام کی کثرت اور زیادتی مشغولیت کی وجہ سے خیال نہ آیا تو بھوکی بیٹھی رہتیں۔ ایک مرتبہ کسی نے کہا کہ آپ ایسے ضعف کی حالت میں کیسے بے کھائے رہتی ہیں۔ فرمایا الحمدللہ میں تسبیحات سے غذا حاصل کر لیتی ہوں۔(مولانا الیاس اور ان کی دینی دعوت ص ۵۰ ولی کامل ص:۱۱۱)

جہاں صحابہ رضی اللہ عنہم کی انتہا وہاں ان کی ابتداء ہوتی ہے۔ وہ تو خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم سمیت کھانا نہ ملے تو پیٹ پر پتھر باندھ لیتے تھے۔ اور یہ تسبیحات سے غذا حاصل کر لیتی ہیں یہ مقام صحابہؓ حاصل نہ کر سکے۔ کیا اس واقعہ سے صحابہؓ کی تنقیص کا پہلو نہیں نکلتا۔ سوچ لیجئے گا اسی طرح صلح حدیبیہ کے موقعہ پر کفار کی طرف سے گفتگو کے لئے آنے والے شخص نے واپس پہنچ کر کہا تھا۔ کہ تم ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ میں نے بڑے بڑے بادشاہوں کے دربار دیکھے ہیں، جو عزت اس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ماننے والے

Www.IslamicBooks.Website

اپنے نبی ﷺ کی کرتے ہیں وہ عزت کوئی درباری بھی اپنے بادشاہ کی نہیں کرتا۔ میں نے ان لوگوں کو ان کے نبی ﷺ کے وضو کے پانی کے قطروں کو فضاء ہی میں اچکتے دیکھا ہے کہ وہ اسے زمین پر گرنے ہی نہیں دیتے۔ اگر کسی کو کوئی بوند نہ ملے تو اپنے ساتھی کے ہاتھ کی تری سے اپنا ہاتھ گیلا کر لیتا ہے۔ حتیٰ کہ تھوک بھی زمین پر گرنے نہیں دیتے۔ یہ تھی محبت کی انتہاء جو صحابہ رضی اللہ عنہم اپنے نبی ﷺ سے کرتے تھے جس کا اعتراف وہ مکے کا مشرک بھی کر رہا ہے۔

بلغم پینا

اب ذرا اس تبلیغی قبیلے کے مرید کی پیر سے محبت ملاحظہ فرمالیجئے:

زکریا صاحب فرماتے ہیں:

> "کہ میں نے اپنے اکابر کی اپنے شیخ سے محبت واقعی عشق کے درجے سے بھی زیادہ پائی۔ اعلیٰ حضرت گنگوہی نور اللہ مرقدہ پان نہیں نوش فرمایا کرتے تھے۔ لیکن اگالدان رہتا تھا۔ کبھی کھانسی وغیرہ میں بلغم اس میں ہوتا تھا۔ سوکھ بھی جاتا تھا۔ حضرت شیخ الہند نور اللہ مرقدہ نے ایک مرتبہ اس اگالدان کو بہت چپکے سے کوئی نہ دیکھے اٹھایا اور باہر لیجا کر اس کو دھو کر پی لیا۔ (اکابر کا سلوک و احسان ص ۹۱)

دیکھا آپ نے اتنی محبت تو صحابہ رضی اللہ عنہم بھی اپنے نبی ﷺ سے نہ کرتے ہوں گے وہ بھی تھوک وغیرہ اپنے جسم پر ملتے تھے اور یہاں بلغم کے اگالدان تک پی لئے جاتے ہیں۔ کیا اس طرح صلح حدیبیہ کے واقعہ کا مقابلہ اس واقعہ سے کرنے میں صحابہ کی توہین تو نہیں ہوتی۔

منصب نبوت کی طرف پیش قدمی

یہ تو تھی صحابہ رضی اللہ عنہم تک رسائی اور تنقیص صحابہ اب لیجئے منصب نبوت کی طرف پیشقدمی۔ ابوالحسن ندوی صاحب لکھتے ہیں:

Www.IslamicBooks.Website

"مولانا (الیاس) فرماتے تھے۔ جب میں ذکر کرتا تھا تو مجھے ایک بوجھ محسوس ہوتا تھا۔ حضرت سے کہا تو حضرت تھرا گئے۔ اور فرمایا کہ مولانا محمد قاسم صاحب نے یہی شکایت حاجی صاحب (امداد اللہ مہاجر مکی) سے فرمائی تو حاجی صاحب نے فرمایا کہ اللہ آپ سے کوئی کام لے گا۔ (مولانا الیاس اور ان کی دینی دعوت ص:۵۵)

معلوم نہیں یہ ابوالحسن ندوی کے قلم کی لغزش ہے یا عمداً ایسے کیا گیا ہے کہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کے جواب کی نقل میں خیانت کی گئی ہے۔ وہ شاید اس کلام (جس کی تاویل ممکن نہ تھی) سے مولانا الیاس صاحب کو نبی کے دوش بدوش کھڑا دیکھ کر گھبرا گئے ہوں گے کہ مخالفین کا منہ کیسے بند کریں گے۔ لہذا اس جواب کو ہی گول مول کر گئے۔ تو لیجئے ہم قاسم نانوتوی صاحب کی شکایت اور حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کا جواب من وعن نقل کرتے ہیں۔ قاسم نانوتوی صاحب نے جب حاجی صاحب سے یہ شکایت کی کہ:

"جہاں تسبیح لے کر بیٹھا ایک مصیبت ہوتی ہے۔ اس قدر گرانی کہ جیسے سو سو من کے پتھر کسی نے رکھ دیئے زبان وقلب سب بستہ ہو جاتے ہیں۔ (سوانح قاسمی :۱/ ۲۵۸) اس پر حاجی صاحب نے یہ جواب دیا " یہ نبوت کا آپ کے قلب پر فیضان ہوتا ہے اور یہ ثقل ہے جو وحی کے وقت محسوس ہوتا تھا۔ تم سے حق تعالیٰ کو وہ کام لینا ہے جو نبیوں سے لیا جاتا ہے اور یہی واقعہ مولانا الیاس صاحب کو پیش آیا یعنی ان کے قلب پر بھی نبوت کا فیضان ہوتا تھا (جسے سن کر گنگوہی صاحب تھرا جاتے ہیں) اور مولانا محمد الیاس صاحب کو بھی نبی ﷺ کی طرح نزول وحی کی گرانی محسوس ہوا کرتی تھی اور وحی کا

Www.IslamicBooks.Website

اترنا پچھلے صفحات میں گزر گیا۔اب کمی کس چیز کی رہ گئی۔
الیاس صاحب صرف نزول کی سی گرانی میں مماثلت نہیں رکھتے بلکہ مولانا الیاس صاحب کی اکثر صفات نبی ﷺ سے ملتی جلتی ہیں۔

نبی سے سبقت

صوفی اقبال صاحب لکھتے ہیں۔

''ایک دفعہ حضرت (زکریا صاحب) نے ایک بزرگ سے جن کو مکاشفے میں بارگاہ نبوت میں حاضری نصیب ہوجاتی ہے اپنے ایک سفر کے ارادے کے متعلق استصواب کرایا تو وہاں (نبی ﷺ) سے ارشاد ہوا کہ ان کے (حضرت شیخ کے) دل میں جو خیال آتا ہے وہ اوپر (آسمان) ہی سے آتا ہے۔(مجالس ذکر ص:۱۲)

دوسری جگہ صوفی اقبال اس واقعے کو ذرا واضح الفاظ میں بیان کرتے ہیں۔

''ایک دفعہ ایک ذاکر شاغل صاحب حضوری نے حضرت شیخ (زکریا صاحب) کے متعلق حضور ﷺ سے سنا کہ ان کے دل میں جو خیال آتا ہے۔وہ اوپر (آسمان) سے آتا ہے۔'' (مجالس ذکر ص:۱۲)

پہلے حوالے میں صوفی اقبال نے نبی ﷺ کی بجائے ''وہاں'' اور اللہ کی بجائے ''اوپر'' کے لفظ استعمال کئے ہیں۔اب ذرا اور کھل گئے ہیں۔لکھتے ہیں:

ان کے دل میں جو آتا ہے انشاء اللہ اللہ ہی کی طرف سے آتا ہے لہذا اطمینان رکھو۔(حضرت شیخ کا اتباع سنت اور عشق رسول ص:۱۱۱)

انصاف کے دامن کو ذرا تھامئے اور سوچئے کیا یہ نبی سے بھی سبقت لے جانا نہیں۔محمد ﷺ کی

Www.IslamicBooks.Website

دو حیثیتیں ہیں ایک محمد رسول اللہ ﷺ کی کہ جس کے بارے میں قرآن کہتا ہے:

وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی (القرآن)

یہ نبی ﷺ خواہشات سے نہیں گفتگو کرتا بلکہ وہ وحی ہوتی ہے جو کی جاتی ہے

اور دوسری حیثیت محمد بن عبداللہ کی ہے کہ جس میں شہد کے حرام کرنے، جنگ بدر کے قیدیوں کا فدیہ لینے، حضرت زید رضی اللہ عنہ کو حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے علیحدہ نہ ہونے کا مشورہ دینے، بریرہ رضی اللہ عنہا لونڈی کو مغیث رضی اللہ عنہ سے نکاح فسخ نہ کرنے کا مشورہ دیتے ہیں یا جیسے تابیر نخل کا واقعہ آتا ہے آپ فرماتے ہیں:

اذا امرتکم بشیء من دینکم فخذوا به وا ذا امرتکم بشی من رائی فانما انا بشر (مسلم، مشکوۃ ص ٢٨)

”جب میں تم کو دین کے کسی معاملہ کا حکم دوں تو اسے بجالاؤ۔ اور جب میں اپنی رائے دوں تو میں انسان ہوں۔“

یہ ایسے امور ہیں جن کے بارے میں آپ کا یہ فرمانا انتم اعلم بامور دنیاکم (الحدیث) کہ دنیا کے معاملات تم مجھ سے زیادہ جانتے ہو۔ اور اب زکریا صاحب کی روحانی پرواز دیکھئے کہ ہر خیال وحی الٰہی ہوتا ہے۔ اور اللہ کی طرف سے آتا ہے جس میں غلطی کے امکان کا شائبہ تک نہیں ہوتا (اللہ رے غضب)

اور دل میں خیال کس واسطے سے آتا ہے مولانا منظور نعمانی صاحب لکھتے ہیں:

"یا تو من جانب اللہ حضرت شیخ کے قلب پر وارد ہوا" (تذکرہ شیخ الحدیث ص:١٤٠)

اسی طرح کی بات محمد یوسف صاحب کے بارے میں ہے:

”مولانا محمد یوسف کی تقاریر اکثر الہامی طرز کی ہوتی تھیں۔ (تذکرہ امیر تبلیغ ص:٢٦٩)

Www.IslamicBooks.Website

کیونکہ مولانا تقی الدین ندوی صاحب زکریا صاحب کی نبی والی صفت بیان کرتے ہیں جب فرشتے آکر نبی ﷺ کے بارے میں کہتے ہیں:

ان العين نائمة و القلب يقظان (بخاری ، مشکوٰۃ ص ۲۷)

ان کی آنکھیں سوتی ہیں اور دل جاگتا ہے۔

اور یہی صفت زکریا صاحب کی ہے لکھتے ہیں:

" کچھ دیر کے بعد کچھ دیر کے لئے آرام فرماتے مگر "تنام عيناى و لا ينام قلبى" کی طرح کیفیت رہتی۔" (تیس مجالس ص:۲۹)

شاید کہنے کا مطلب یہ ہے کہ نیند میں بھی چونکہ وحی الہٰی آسکتی ہے اور قلب پر وارد ہو سکتی ہے۔ اس لئے دل بیدار ہی رہتا ہے۔ اور شاید نبی ﷺ کی طرح سونے کے بعد ان کو بھی وضو کی ضرورت نہیں ہوتی ہوگی" اللہ رے یہ جراءت یہ تو نبوت کے مقابلے تھے زکریا صاحب کے، اب ان کے پیر کی بھی سن لیجئے

زکریا صاحب اپنے پیر مولانا عبدالقادر صاحب کے عطیات دینے کے بارے میں لکھتے ہیں "میرے دینے پر انکار نہ کیا کرو میں حکم سے دیتا ہوں" (اکابر علماء دیوبند اتباع شریعت کی روشنی میں ص:۷۱)

جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو مال زکوٰۃ میں سے دیتے ہوئے فرمایا تھا جبکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انکار کرتے ہوئے کہا تھا مجھ سے زیادہ غریب کو دے دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

خذه فتموله و تصدق به (متفق علیه مشکوٰۃ ص ۱۶۲)

اسے لے لو اور لے کر صدقہ کر دو۔

Www.IslamicBooks.Website

اسی طرح زکریا صاحب کے بزرگ نے کہہ دیا میرے دینے پر انکار نہ کیا کرو۔ وہ شاید اسی لئے کہ یہ بزرگ۔

وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی (الآیۃ) کے کامل نمونہ تھے۔

اللہ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ کر عمل کرنا

زکریا صاحب فرماتے ہیں۔

ہمارے بزرگوں میں امیر خاں صاحب امیر الروایات ہیں۔ وہ حج میں گئے وہاں ایک نقشبندی بزرگ سے بہت متاثر ہوئے ایک مرتبہ انہوں نے فرمایا کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت کے بغیر کوئی کام نہیں کیا جب امیر خاں واپس آئے۔ تو گنگوہ حاضر ہوئے۔ اور حضرت اقدس گنگوہی کا بدن دبا رہے تھے۔ حضرت کو یہ قصہ سنایا۔ مگر حضرت نے کوئی توجہ نہیں کی تو انہوں نے دوبارہ دریافت کیا۔ حضرت اقدس گنگوہی نے فرمایا کہ سنو دس سال پہلے تک تو میں حضرت حاجی صاحب سے (جو مکہ معظمہ میں تھے) دریافت کیا کرتا تھا اور اس کے بعد براہ راست حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کرتا ہوں یہ جو تم نے سنایا وہ اکابر نقشبندیہ کے دل بہلانے کے لئے ہے۔ (تیں مجالس ص:۲۱۱)

یہ تو تھی حضرت کی پرواز محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک اب ذرا حضرت کی پرواز کی بلندی بھی دیکھ لیں۔ حضرت گنگوہی کا ارشاد ہے کہ:

(فنا فی الشیخ کی حالت میں) کامل تین سال تک حضرت حاجی صاحب سے پوچھے بغیر کوئی قدم نہیں اٹھایا۔ اس کے بعد (فنا فی الرسول کی حالت میں)

Www.IslamicBooks.Website

کامل تین سال حضور ﷺ سے پوچھے بغیر کوئی حرکت نہیں کی اس کے بعد خاموش ہو گئے لیکن پوچھنے پر فرمایا کہ پھر آ گئے احسان کی حالت رہی بندہ نے اسی حالت کا ذکر کیا کہ پوچھ کر عمل کرتے ہیں۔ (محبوب العارفین ص ۵۷)

احسان کا معنی یہ ہے جیسا کہ جبرئیلؑ نے نبی ﷺ سے پوچھا تھا کہ احسان کیا ہے آپ ﷺ نے فرمایا:

ان تعبد اللہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک (بخاری، مشکوۃ ص ٦)

یہ کہ تو اللہ کی ایسے عبادت کرے کہ گویا تو اس کو دیکھ رہا ہے اور اگر یہ حالت نہ ہو تو یہ کہ وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔

لیکن اللہ تعالیٰ صوفی اقبال کا بھلا کرے کہ اس نے بات کھول دی کہ یہ عبادت کا مسئلہ نہیں بلکہ "پوچھ کر عمل کرنے کا مسئلہ تھا"

جو احسان (بیان کردہ) سے بلند تر ہے۔ جس کی ابتداء انبیاء کی انتہا سے شروع ہوتی ہے۔ کیونکہ نبی ﷺ کا اپنے لئے شہد کو حرام کرنا، جنگ بدر کے قیدیوں کو فدیہ لے کر چھوڑ دینا۔ جنگ تبوک میں منافقین کو جنگ میں نہ جانے کی اجازت دینا وغیرہ کام اپنی مرضی سے کئے۔ جس پر اللہ نے گرفت کی۔

لیکن تبلیغی جماعت کے اکابر کا ایک ایک عمل پوچھ کر ہوتا ہے۔ اور کیوں نہ ہو اس لئے کہ ان کی پرواز کی بلندی انبیاء سے بھی بلند ہے۔ یقین نہیں آتا تو ملاحظہ فرمائیے۔ رسول اللہ ﷺ نے جب جبرئیل سے جلدی جلدی آنے کو کہا تو قرآن کی یہ آیت اتری:

وما نتنزل الا بامر ربک (الآیۃ)

Www.IslamicBooks.Website

کہ ہم تو اللہ کے حکم سے اترتے ہیں۔

اور "انقطع الوحی" کے بعد جبرئیلؑ کسی شخص کے پاس نہیں آئے کیونکہ وحی تو اب اترتی نہ تھی۔ لیکن یہاں وحی تو دور کا مسئلہ رہ گیا۔ ان کے بزرگوں کے ہاں جبرئیل خدام کے طور پر کھڑے رہتے ہیں۔

جبرئیل خادم

زکریا صاحب لکھتے ہیں۔

"حسین بن حی کہتے ہیں کہ میرے بھائی کا جس رات میں انتقال ہوا انہوں نے مجھے آواز دے کر پانی مانگا میری نماز کی نیت بندھ رہی تھی۔ میں سلام پھیر کر پانی لے کر گیا وہ فرمانے لگے کہ میں تو پی چکا۔ میں نے کہا آپ نے کہاں سے پی لیا گھر میں تو میرے اور آپ کے سوا کوئی اور نہیں ہے۔ کہنے لگے حضرت جبریلؑ ابھی پانی لائے تھے وہ مجھے پانی پلا گئے اور یہ فرما گئے کہ تو اور تیرا بھائی ان لوگوں میں ہے جن پر حق تعالیٰ نے انعام فرما رکھا ہے۔

(موت کی یاد ص: ۵۱۔ فضائل صدقات ص ۶۶۳)

لیجئے جبریلؑ کو فوراً پہچان بھی لیا۔ شاید بچپن کے ساتھی ہوں۔ پانی بھی پلا گئے اور خوشخبری دے کر عشرہ مبشرہ والی لسٹ میں داخل کر گئے۔ اور یہی حالت چھوٹے حضرت جی کی تھی۔

الھام ھی الھام

مفتی عزیز الرحمٰن صاحب لکھتے ہیں۔ "اس وقت حضرت جی نے جوش میں آ کر اپنے عزم کا اظہار کیا۔ ایک وقت آئے گا تم عراق جاؤ گے، مصر جاؤ گے لیکن اس وقت یہ کام رجوع عام اختیار کر چکا ہوگا"... معلوم ایسا ہوتا ہے کہ یہ آواز الہامی تھی جس کو شرف قبولیت حاصل ہو چکا تھا۔ (تذکرہ

Www.IslamicBooks.Website

امیر تبلیغ مولانا محمد یوسف ص:۱۳۳)

ایک اور جگہ مولانا محمد یوسف (حضرت جی) کے بارے میں ہے۔

''اس کے ساتھ دوران گفتگو اور دوران تقریر میں ایسے معانی کا ورود ہوتا جس کو آورد اور تکلف یا نکتہ آفرینی سے کوئی علاقہ نہ تھا۔ بلکہ صاف معلوم ہوتا تھا کوئی اور طاقت ان سے یہ مضامین اور حقائق و معارف کروا رہی ہے۔ وہ صرف اس کے ناقل ہیں: گفتہ او گفتہ اللہ بود.........گرچہ از حلقوم عبداللہ بود۔ (حضرت جی کی یادگار تقریریں ص:۱۶۵)

ایک جگہ صوفی اقبال صاحب زکریا صاحب کے بارے میں لکھتے ہیں:

''ایک دفعہ حضرت نے ایک بزرگ سے جس کو مکاشفے میں بارگاہ نبوت میں حاضری نصیب ہو جاتی ہے اپنے ایک سفر کے ارادے کے متعلق استصواب کرایا تو وہاں سے ارشاد ہوا کہ ان کے دل میں جو خیال آتا ہے وہ اوپر ہی سے آتا ہے۔ سفر کے متعلق فرمایا کہ اس سے بڑا اور کیا کام ہوسکتا ہے۔'' (محبوب العارفین ص:۵۲)

خیال تک اوپر سے آنا

خیال تک اوپر سے آنا کیا نبی سے بھی سبقت لے جانا نہیں ہے ورنہ نبیؐ نے اپنے اوپر شہد حرام کیا تو اللہ تعالیٰ نے گرفت کی، جنگ تبوک کے موقع پر لوگوں کو اجازت دی تو اللہ نے وجہ پوچھی۔ نابینا صحابی ابن ام مکتومؓ سے بے رغبتی سی دکھائی تو اللہ نے ڈانٹا۔ لیکن یہاں تو خیال بھی آئے تو اوپر سے ہی اب خود ہی فیصلہ کریں کہ مقام کس کا اونچا۔ اور ان تمام خرافات کی وجہ کیا ہے۔ یہ بھی پڑھ لیجئے۔

Www.IslamicBooks.Website

مولانا الیاس کا اللہ سے خاص تعلق

مولانا محمد منظور نعمانی صاحب لکھتے ہیں۔

''اللہ کا خاص تعلق بیک وقت بہت سے بندوں سے بھی ہوتا ہے۔ لیکن خاص الخاص بس کسی کے ساتھ ہی ہوتا ہے۔ اور میرے خیال میں اس حضرت دہلوی (مولانا محمد الیاس) کے ساتھ اللہ کا تعلق خاص الخاص قسم کا ہے۔'' (ملفوظات شاہ محمد الیاس ص:٦)

اور یہ خاص الخاص تعلق بچپن سے ہی تھا اسی لئے حضرت میاں جی محمد عیسیٰ صاحب لکھتے ہیں:

''اللہ کی رحمت کو جوش آیا۔ اور انسانوں پر کرم فرمایا اور حضرت مولانا محمد الیاس نور اللہ مرقدہ کو روز اول سے ہی منتخب فرما کر پیدائش سے ہی تربیت کا غیبی انتظام جاری فرمادیا۔'' (تبلیغ کا مقامی کام ص ٣٧)

جس طرح انبیاء کی غیبی تربیت شروع سے ہی ہوتی ہے کہ کہیں نبوت والی چادر داغدار نہ ہو جائے۔ اسی طرح الیاس صاحب اس صفت میں انبیاء کے برابر ہوئے۔ اور یہ روز اول سے ہی انبیاء کی طرح غیبی انتظام تربیت کیوں ہوا اس لئے کہ انبیاء کی طرح ان سے بھی کام لینا تھا اس لئے مولانا الیاس صاحب فرماتے ہیں کہ:

''مدینہ منورہ کے اس قیام کے دوران میں مجھے اس کام کے لئے امر ہوا اور ارشاد ہوا کہ ہم تم سے کام لیں گے۔ (مولانا محمد الیاس اور انکی دینی دعوت ص:٩١)

اور خود مولانا الیاس کی زبانی یہ بھی سنتے جائیے کہ وہ مثل انبیاء کے ہیں فرماتے ہیں۔ اللہ کا یہ ارشاد:

کنتم خیر امة اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنهون عن المنکر وتومنون بالله ...... کی تفسیر خواب میں یہ القاء ہوئی کہ تم مثل

Www.IslamicBooks.Website

انبیاء کے لوگوں کے واسطے ظاہر کئے گئے ہو۔ (ملفوظات شاہ محمد الیاس ص: ۴۵)

الیاس صاحب مثل انبیاء کے لوگوں کے واسطے ظاہر کئے گئے اور ان سے کام لینا ہے لیکن یہ کس نے کہا کہ تم سے کام لینا ہے یہ بھی ذرا پڑھ کر ہی لیں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا الیاس صاحب کو حکم

"یہ روایت حاجی عبدالرحمٰن صاحب مرحوم حضرت جی کو اس کام کے کرنے کی ہمت نہ ہوتی تھی لیکن حضور اکرم ﷺ نے فرمایا تب اس کام کو اختیار کیا۔ (ارشادات و مکتوبات الیاس صاحب ص: ۳۵) اور نبی ﷺ کسی کے خواب میں آئے کہ تجھ سے کام لینا ہے اور کسی کو ویسے ہی قبر سے اشارہ کر دیا۔ زکریا صاحب فرماتے ہیں "ایک مرتبہ خواب میں مجھے جناب رسول اللہ ﷺ کی زیارت ہوئی حضرت گنگوہی نور اللہ مرقدہ حضور ﷺ کے قریب تشریف فرما ہیں۔ آپ نے حضور اکرم ﷺ سے شکایت کی کہ زکریا کو حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضری کا اشتیاق بہت ہو رہا ہے مگر میرا جی یوں چاہے کہ اس سے کچھ اور کام لیا جائے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ہاں اسکو یہاں آنے کا اشتیاق تو بہت ہے مگر میرا بھی یونہی جی چاہے کہ اس سے کچھ اور کام لیا جائے۔ اس خواب کے بعد میں بہت حیرت میں پڑ گیا۔ مگر کچھ دنوں بعد چچا جان کا واقعہ یاد آیا وہ یہ ہے کہ جب چچا جان (حضرت مولانا محمد الیاس صاحب) مدینہ منورہ آئے تو ان کا ارادہ یہاں ٹھہر جانے کا ہوا روضہ اقدس سے اشارہ ہوا کہ ہندوستان جاؤ تم سے کام لینا ہے۔ (مجالس ذکر ص: ۱۱، ذکر اعتکاف کی اہمیت ص: ۶)

Www.IslamicBooks.Website

رسول اللہ کی نظر انتخاب مولانا محمد الیاس اور پھر زکریا صاحب پر کیوں پڑی۔ اس لئے کہ بقول صوفی اقبال یہ حضرات ان صفات عالیہ کے حامل تھے لکھتے ہیں۔

''امام وقت ولی کامل جس کا سوچنا اللہ اور من اللہ تھا وہ عنایت الٰہی کے رخ کا ادراک کرنے والا تھا۔ ان جیسوں کے متعلق پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانی حنبلی فرماتے ہیں کہ اولیاء کے قلوب ارادہ خداوندی کا دروازہ ہوتے ہیں۔ اور بزرگوں نے فرمایا کہ ان کے افکار و توجہات توجہ الی اللہ سے متحد ہوتے ہیں اور ان کے قلوب نظر باری تعالیٰ اور تجلیات الٰہی کے محل ہوتے ہیں۔ (مجالس ذکر ص:۱۲)

جن کا سوچنا من اللہ اور وہ عنایت الٰہی کے رخ کے ادراک کرنے والے۔ جن کے قلوب ارادہ خداوندی کا دروازہ اور تجلیات الٰہی کے محل ہوں ان کا مقام کیسے نبی ﷺ سے کم ہوسکتا ہے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ یہ انہیں کسی طرح بھی نبی ﷺ سے کم نہیں سمجھتے۔ اسی لئے تو وہ آیت جس کو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے امام کائنات کی وفات پر تلاوت کر کے صحابہؓ کو آپ ﷺ کی وفات کا یقین دلایا تھا۔ وہی آیت الیاس صاحب کی وفات کی افواہ اور وفات کے موقع پر تلاوت کی گئی۔ ابوالحسن ندوی صاحب موت کی افواہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

''خبر کی تردید کی گئی مگر بروقت موثر نہیں ہوئی اور بڑا مجمع ہوگیا۔ یہ سنت بھی ادا ہوگئی۔ مولانا منظور صاحب نے مسجد کے نیچے درخت تلے موت کے مضمون پر ایک برمحل اور موثر تقریر کی۔'' (مولانا الیاس اور ان کی دینی دعوت ص:۱۸۹)

اسی طرح الیاس صاحب کی وفات کی منظر کشی کرتے ہیں:

''شیخ الحدیث صاحب اور مولانا محمد یوسف صاحب کو حکم ہوا کہ لوگوں کو نیچے

Www.IslamicBooks.Website

میدان میں جمع کیا جائے اوران سے خطاب کیا جائے۔''

وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل (الآية)

کے مضمون سے بڑھ کراس موقع کے لئے تعزیت اور موعظت کیا ہو سکتی تھی۔(مولانا الیاس اوران کی دینی دعوت ص:۱۸۹،۱۹۴)

سوچنے کا مقام ہے آخر مولانا الیاس صاحب کی وفات کے موقع پر بار بار اس آیت کی تلاوت کا کیا موقع تھا۔جبکہ موت کے بارے میں قرآن مجید میں بے شمار آیات موجود ہیں۔کیا اس سے اس شبہ کو تقویت نہیں ملتی کہ الیاس صاحب کے مریدین کی نظر میں ان کا مقام نبی ﷺ سے کسی طرح کم نہ تھا۔ورنہ کسی امام، محدث، مفسر اور ولی اللہ کی وفات پر ان کے معتقدین نے اس آیت کی بار بار تلاوت نہیں کی۔"فافہم"۔

یہ تو تھا مقام عالیہ مولانا محمد الیاس صاحب کا ان کے ماننے والوں کی نظر میں اب مولانا محمد یوسف صاحب کا مقام بھی مفتی عزیز الرحمٰن صاحب سے سن لیں۔لکھتے ہیں:

''میرا عقیدہ تو یہ ہے کہ ان بزرگانہ نظروں نے مولانا محمد یوسف صاحب کو یوسف ثانی بنا دیا تھا۔''(تذکرہ امیر تبلیغ ص:۴۶،۱۱۷)

نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں۔اب تک تو یہی سنا تھا مگر اب تو نظروں ہی سے امتی کو نبی بنا دیا جاتا ہے۔جیسا کہ ایک اور جگہ وضاحت کرتے ہیں۔

حضرت مولانا محمد یوسف صاحب اس وقت سب کچھ تھے لیکن وہ یوسف ثانی نہ تھے یوسف ثانی تو بعد میں بنے ہیں:''(تذکرہ امیر تبلیغ ص:۴۶،۱۱۷)

اب سوچئے کون تھے یوسف۔وہ تو نبی تھے۔یعقوبؑ کے بیٹے اور محمد ﷺ کے بھائی۔اور اب مولانا محمد یوسف صاحب یوسف ثانی بن گئے۔یہ تو تھی مقابلہ بازی الیاس صاحب اور یوسف

Www.IslamicBooks.Website

صاحب کی انبیاء سے۔ اب لیجئے زکریا صاحب نے ایک عام لڑکی کا مقابلہ نبی سے کروادیا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا لڑکی سے مقابلہ

''براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حدیبیہ کے دن ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چودہ دن رہے اور حدیبیہ میں ایک کنواں ہے، ہم نے اس کا پانی کھینچا ہم نے ایک قطرہ بھی نہ چھوڑا یہ خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کنویں کے پاس تشریف لائے اور اس کے کنارے پر بیٹھے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے برتن منگوایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا اور وضو کے بعد پانی اپنے منہ میں ڈالا۔ اور دعا کی اور آب دہن کو کنویں میں ڈالا پھر فرمایا اس کو ایک ساعت چھوڑ دو تو لوگوں نے خوب پانی پیا اور اپنی سواری کے جانوروں کو بھی کوچ کرنے تک پلایا۔'' (مشکوٰۃ ص ۵۳۲ بحوالہ بخاری)

اب ذرا زکریا صاحب کی بھی سن لیں لکھتے ہیں:

''دلائل الخیرات کی وجہ تالیف مشہور ہے کہ مولف کو سفر میں وضو کے لئے پانی کی ضرورت تھی۔ اور ڈول رسی کے نہ ہونے کی وجہ سے پریشان تھے۔ ایک لڑکی نے یہ حال دیکھ کر دریافت کیا اور کنویں کے اندر تھوک دیا۔ پانی کنارے تک ابل آیا۔ مولف نے حیران ہو کر وجہ پوچھی اس نے کہا یہ برکت ہے درود شریف کی۔'' (تبلیغی نصاب فضائل درود ص ۷۷۳)

فضائل درود کے لئے یہ اور اس طرح کے اور بہت سے من گھڑت واقعات ذکر کرنے کا اتنا شوق ہے کہ بیشک اس سے نبوت پر ڈاکہ ہی کیوں نہ پڑ جائے اور معجزے کی وقعت ہی کیوں نہ ختم ہو جائے، پرواہ نہیں۔ یہ تو تھے کار نبوت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مقابلے اب ان کی ذاتی صفات میں

Www.IslamicBooks.Website

شراکت کی جستجو ملاحظہ فرمائیے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات میں شراکت

مفتی عزیز الرحمٰن صاحب لکھتے ہیں:

"بائیں جانب پشت پر شانے کے قریب ایک مسہ تھا اور اس پر دو یا تین بال بھی تھے۔ (زکریا صاحب) اس کو دکھلا کر یوں فرمایا کرتے کہ آنحضرت ﷺ کے جسم اطہر پر مہر نبوت بھی اسی جگہ تھی۔" (ولی کامل ص:۱۲۶)

کہاں مہر نبوت کہاں مسہ۔ کہاں کی اینٹ کہاں کا روڑا۔ بھان متی نے کنبہ جوڑا۔ یا جیسے وہ لطیفہ کہ تیلی نے جاٹ کو کہا۔ جاٹ رے جاٹ تیرے سر پر کھاٹ۔ جاٹ نے جواب دیا۔ تیلی رے تیلی تیرے سر پر کولھو۔ تیلی نے اعتراض کیا کہ قافیہ ردیف تو ملے نہیں۔ جاٹ کہنے لگا ملیں نہ ملیں کولھو کا وزن تو اٹھائے گا نا۔ اسی طرح زکریا صاحب نے مسہ دکھا کر کہا نبی ﷺ کی مہر نبوت بھی اسی جگہ تھی۔ اسی طرح انبیاء کے بارے میں ہے:

ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء (الحدیث)

اللہ نے زمین پر انبیاء کے اجساد کو حرام کر دیا کہ وہ ان کو کھائے۔

اور یہاں زکریا صاحب کا مقام دیکھ لیں۔ مفتی عزیز الرحمٰن صاحب لکھتے ہیں:

"کئی سال گزرنے کے بعد ایک مرتبہ کثرت باراں کے سبب قدموں کی جانب سے قبر بیٹھ گئی اور روزن کھل گیا تو لوگوں نے دیکھا کہ کفن بعینہ اسی طرح صحیح وسالم اور صاف ستھرا ہے گویا ابھی دفن کیا گیا ہے۔" (ولی کامل ص ۱۲۷)

غور کا مقام ہے وہاں زمین کو انبیاء کے جسموں کو کھانے کی اجازت نہیں۔ اور یہاں جسم تو در کنار اور کفن کا کھانا تو کجا اس کی شکنیں تک خراب کرنے کی اجازت نہیں۔ کیا زکریا صاحب کا مقام

Www.IslamicBooks.Website

انبیاء علیہم السلام سے بھی بلند ہو گیا؟

تلک اذاً قسمة ضیزیٰ (الآیة)

لیجئے ایک اور جستجو، زکریا صاحب کو نبی کے برابر کرنے کی۔ صحابی بیان کرتا ہے کہ:

ولا شممت مسکاً ولا اطیب من رائحة النبی ﷺ (متفق علیه مشکوٰة ص ۵۱۷)

میں نے نبی ﷺ کے جسم سے اچھی خوشبو نہ مشک میں سونگھی اور نہ عنبر میں۔

اسی طرح ام سلیم رضی اللہ عنہا کا واقعہ آتا ہے کہ وہ آپ کا پسینہ جمع کرتیں اور پھر اپنی خوشبو میں ملاتیں۔ ایک دفعہ نبی ﷺ نے دیکھ کر کہا ام سلیم رضی اللہ عنہا یہ کیا۔ کہنے لگیں

عرقک نجعله فی طیبنا وهو اطیب الطیب (متفق علیه مشکوٰة ص ۵۱۷)

آپ کا پسینہ ہے جسے ہم اپنی خوشبو میں ملاتی ہیں کیونکہ اس پسینے کی خوشبو تمام خوشبوؤں سے اچھی ہے۔

اسی طرح حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔

ان النبی ﷺ لم یسلک طریقاً فیتبعه، احد الا عرف انه قد سلکه، من طیب عرقه او قال من ریح عرقه (دارمی، مشکوٰة ص ۵۱۷)

کہ رسول اللہ ﷺ جس راستے سے گزرتے کوئی آپ ﷺ کی تلاش میں اس راستے سے گزرتا تو آپ ﷺ کے پسینے کی خوشبو سے یہ جان لیتا کہ آپ ﷺ ادھر سے گزرے ہیں۔

Www.IslamicBooks.Website

یہ ہے رسول اللہ کی صفت اب ذرا زکریا صاحب کی صفت بھی ملاحظہ ہو۔ صوفی اقبال لکھتے ہیں۔

''حضرت اقدس کے خوشبو کے کثرت استعمال کو تو سب جانتے ہیں لیکن حسن کی وجہ سے بدن مبارک سے بھی خوشبو آتی تھی۔ چنانچہ حضرت کا مشلح (عربی چوغہ) اور کرتہ پر تو خوشبو لگانے کا دستور تھا۔ اندر کی بنیان پر خوشبو نہیں لگاتے تھے۔ مگر گرمیوں میں پسینے سے بھیگی ہوئی آٹھ روز کے بعد جب کمری بدلی جاتی ہے تو اس میں خوشبو مہکا کرتی ہے۔ مدینہ پاک کے قیام میں جب شروع میں حضرت کے کپڑے احقر کے گھر دھلتے تھے تو احقر کی اہلیہ کپڑوں کا مستعمل پانی نالی میں نہیں گراتی تھیں۔ بلکہ چھت پر جا کر دیواروں پر ڈال دیتی تھی۔ (حضرت شیخ کا اتباع سنت اور عشق رسول ص:۸۲)

صحابہ نبی ﷺ کے وضو کا پانی زمین پر گرنے نہ دیتے تھے اور یہ کپڑوں کا پانی گرنے نہیں دیتیں اور اس سے بڑی گستاخی اور کیا ہوسکتی ہے کہ اسی کتاب کے پچھلے صفحے پر یہ لکھا ہے۔ کہ "حضور ﷺ کے بدن مبارک سے خود بخود خوشبو مہکتی تھی" اور اگلے صفحے پر لکھتے ہیں (زکریا صاحب کے) حسن کی وجہ سے بدن مبارک سے بھی خوشبو آتی ہے۔

خرد کا نام جنوں رکھ دیا جنوں کا خرد
جو چاہے تیرا حسن کرشمہ ساز کرے

انبیاءؑ کی تنقیص

یہاں تک تو آپ نے انبیاء سے مقابلہ بازی پڑھی۔ اب ذرا تنقیص انبیاء کی طرف الیاس صاحب وغیرہم کی پیش قدمی ملاحظہ فرمائیے۔ مولانا محمد الیاس صاحب کارکنوں اور دوستوں کے

Www.IslamicBooks.Website

نام ایک مراسلے میں اس تبلیغی محنت کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں:

''اگرچہ تم کتنے ہی ضعیف ہو۔ ممکن ہے کہ حق تعالیٰ تم سے وہ کام لیں جو بڑے بڑے واعظوں سے نہ ہو سکے۔ اور اگر حق تعالیٰ کسی کام کو لینا نہیں چاہتے تو چاہے انبیاء بھی کتنی کوشش کر لیں۔ تب بھی ذرہ نہیں ہل سکتا اور اگر کرنا چاہیں تو تم جیسے ضعیف سے بھی وہ کام لے لیں جو انبیاء سے بھی نہ ہو سکے۔ غرض جبکہ ہمارے پاس تمہارے جیسے ضعیف ہیں تو حق اللہ تعالیٰ تمہیں سے سب کام لے لیں گے۔'' (مکاتیب الیاس ص:۱۰۶)

اس پیرائے میں انبیاء کے مقابلے میں اپنے کارکنان کی برتری ثابت کر کے انہیں اس زعم باطل میں مبتلا کیا گیا ہے کہ جو کام انبیاء کر سکنے سے معذور تھے وہ ہم کر گزرے اور اس بیان کے پیچھے اس شخص کا جذبہ کارفرما ہے جس کی تعلیمات کو پھیلانا الیاس صاحب اپنا مشن قرار دے چکے ہیں۔ نانوتوی صاحب لکھتے ہیں:

''انبیاء اپنی امت سے اگر ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں باقی رہا عمل اس میں بسا اوقات بظاہر امتی مساوی ہو جاتے ہیں بلکہ بڑھ جاتے ہیں۔ (تحذیر الناس ص:۵)

الیاس صاحب نے پہلے تمہید یہ باندھی کہ اللہ چاہے تو تم جیسے ضعیف سے کام لے لے۔ کام بھی انبیاء سے بڑھ کر پھر اللہ کی چاہت کو ایک طرف رکھ کر کہا کہ حق تعالیٰ تمہیں سے سب کام لے لیں گے۔ فقروں کا فرق مطالب میں بھی واضح فرق ظاہر کرتا ہے۔

اسی طرح دریائے نیل کو پار کرنا عصا سے دریا کے دو ٹکڑے ہو کر راستہ دینا معجزہ نبی ہے۔ جب موسیٰ علیہ السلام کے ساتھی کہنے لگے انا لمدر کون (الآیۃ) اے موسیٰ علیہ السلام ہم تو پکڑے گئے کیونکہ

Www.IslamicBooks.Website

فرعون تعاقب کرتا آرہا تھا اور آگے دریا نے راستہ روک لیا تھا۔ آپ نے فرمایا۔ کلا ان معی ربی سیھدین (الآیۃ) ہرگز نہیں میرا رب میرے ساتھ ہے وہ ضرور نجات دے گا۔ موسیٰ علیہ السلام بھی اسی انتظار میں ہیں کہ اللہ ضرور کوئی نجات کا راستہ نکالے گا جب تک اللہ نے وحی کے ذریعے موسیٰ علیہ السلام کو دریا پار کرنے کا طریقہ نہ بتلا دیا موسیٰ علیہ السلام نبی ہونے کے باوجود دریا پار نہ کر سکے۔ لیکن دریا پار کرنے کے ایک عجیب طریقے سے اس معجزے کو ایسے طریقے سے رد کیا کہ نبی کی شان ایک بزرگ سے بہت کم نظر آئے۔

دریا پار کرنے کا عجیب طریقہ

زکریا صاحب اپنے والد سے سنا ہوا ایک واقعہ سناتے ہیں۔

''جمنا جب طغیانی پر ہو تو عبور کرنا ناممکن ہوتا ہے۔ ایک شخص پانی پت کا رہنے والا جس پر خون کا مقدمہ کرنال میں تھا اور جمنا میں طغیانی کا نہایت زور وہ ایک ایک ملاح کی خوشامد کرتا رہا مگر ہر شخص کا ایک جواب کہ "اس میں تیرے ساتھ اپنے آپ کو ڈبوئیں گے" یہ بیچارہ غریب پریشان روتا پھر رہا تھا۔ ایک شخص نے اس کی بدحالی دیکھ کر کہا کہ اگر میرا نام نہ لے تو ترکیب میں بتلاؤں۔ جمنا کے قریب فلاں جگہ ایک جھونپڑی پڑی ہوئی ہے۔ اس میں ایک صاحب مجذوب قسم کے پڑے رہتے ہیں۔ ان کے جا کر سر ہو جا۔ خوشامد منت سماجت جو کچھ تجھ سے ہو سکے کسر نہ چھوڑنا۔ اور وہ جتنا بھی برا بھلا کہیں حتی کہ تجھے ماریں بھی تو منہ نہ موڑنا۔ چنانچہ یہ شخص ان کے پاس گیا اور ان سے خوشامد درامد کی اور انہوں نے اپنی عادت کے موافق خوب ملامت کی کہ میں کوئی خدا ہوں میں کیا کر سکتا ہوں مگر جب یہ

Www.IslamicBooks.Website

روتا ہی رہا (اور رونا تو بڑے کام کی چیز ہے۔ اللہ مجھے بھی نصیب فرمائے (زکریا)) تو ان بزرگ نے کہا کہ جمنا سے کہدے " کہ اس شخص نے جس نے عمر بھر نہ کچھ کھایا نہ بیوی کے پاس گیا اس نے بھیجا ہے کہ مجھے راستہ دے دے۔ چنانچہ یہ گیا اور جمنا نے راستہ دے دیا۔ (تبلیغ مجالس ص ۶۳، فضائل صدقات ص: ۵۲۸)

تنقیص نبی کے ساتھ ساتھ اور بزرگ کی برتری کے علاوہ ان الفاظ پر دوبارہ غور کریں۔ عبور کرنا ناممکن۔ مجذوب قسم کا صاحب۔ خوب ملامت کی۔ میں کوئی خدا ہوں میں کیا کرسکتا ہوں۔ جمنا سے کہدے۔ راستہ دے دیا..... ظاہری اسباب سے دریا عبور کرنا ناممکن۔ لیکن مجذوب قسم کا انسان جس کا اخلاق ایسا کہ پہلے ملامت کی۔ پھر اس عقیدے کا اظہار کیا کہ یہ کام صرف اللہ کا ہے۔ میں کوئی اللہ ہوں کہ یہ کروں پھر یہ کہہ کر کہ جمنا (بے شعور دریا) سے کہدے کہ راستہ دے دے اپنے اللہ ہونے کا اظہار بھی کر دیا کیونکہ یہ کام اللہ ہی کرسکتا ہے۔ ایک ہی واقعے میں اتنی گمراہیاں۔ پھر ایک اور اسی قسم کا واقعہ لکھ کر اپنے بزرگوں کی عظمت اور انبیاء کے معجزات کی تنقیص کی۔

زکریا صاحب فرماتے ہیں: حضرت شاہ صاحب نور اللہ مرقدہ نے فرمایا،

''کہ ایک بزرگ دریا کے کنارے پر رہتے تھے۔ دوسرے بزرگ دوسرے کنارے پر۔ ایک بزرگ نے (جو متاہل اور صاحب اولاد تھے) اپنی بیوی سے کہا کہ کھانے کا ایک خوان لگا کر دریا کے دوسرے کنارے جو دوسرے بزرگ رہتے ہیں ان کے پاس لے جاؤ اور ان کو کھانا کھلاؤ۔ بیوی نے کہا دریا گہرا ہے میں اس کو کس طرح پار کر کے دوسرے کنارے پر جاؤں گی۔ فرمایا کہ جب دریا میں قدم رکھنا تو میرا نام لے کر کہنا کہ اگر

Www.IslamicBooks.Website

میرے اور میرے شوہر میں وہ تعلق ہے جو زن و شوہر میں ہوا کرتا ہے تو مجھے
ڈبو دے ورنہ میں پار ہو جاؤں اس نے یہی کیا یہ کہنا تھا کہ دریا پایاب ہو گیا
اور گھٹنوں گھٹنوں پانی میں وہ دریا کے پار ہو گئیں۔ (تیس مجالس ص ۶۵، اکابر
کا سلوک واحسان ص:۳۱)

معجزہ نبی کی تنقیص کے علاوہ ان باتوں پر ذرا غور کریں۔

۱۔ شوہر کے ہوتے ہوئے بیوی کھانا لے کر بزرگ کے پاس کیوں گئی؟ جبکہ کوئی مجبوری نہ تھی۔ اور رسول اللہ ﷺ کا فرمان مرد اور عورت اجنبی اگر اکیلے ہوں تو تیسرا شیطان ہوتا ہے۔ جو گناہ پر اکساتا ہے۔ اس لئے آپ ﷺ نے اس سے منع فرمایا۔

۲۔ بزرگ شہر کو چھوڑ کر دریا کے کنارے کیا رہبانیت کی زندگی گزارتے تھے؟

۳۔ کیا دریا اتنا سمجھدار تھا کہ شوہر کی بیان کردہ بات سن کر گہرا دریا پایاب ہو گیا؟ کیا دریا اسی فقرے پر راستہ دیتے ہیں۔ کیا یہ فقرہ ہر ایک کے لئے مجرب ہے۔ کیا اسی فضولیات کا نام تبلیغی محنت ہے۔

جب نبی کی تنقیص سے دل نہ بھرا تو یہ فقرہ لکھ کر ''اس کا تو کام ہو گیا اس میں کوئی استبعاد نہیں پہلے انبیاء کے معجزات اس امت کی کرامات ہیں'' انبیاء کے خلاف اپنے دلی بغض اور اپنے بزرگوں کی عظمت کا اظہار کر دیا۔

تو کیا آج بھی عصا کا سانپ بننا۔ پتھر سے ۱۲ چشمے جاری ہونا۔ ہاتھ منور ہونا۔ مردوں کا زندہ کرنا اور برص کے مریض کو شفایاب کرنا وغیرہ اس امت کے بزرگوں سے ممکن ہے۔ کیا پچھلے انبیاء اللہ کے چنے ہوئے بندے نہ تھے۔ کیا آج بھی کوئی خلیل اللہ، صفیح اللہ، کلیم اللہ، نجیح اللہ اور روح اللہ بن

Www.IslamicBooks.Website

سکتا ہے۔ جس طرح سلیمانؑ کی ہوا پر حکومت تھی جس کی وجہ سے گھنٹوں کا سفر منٹوں میں طے ہو جاتا تھا۔ زکریا صاحب کے بقول اولیاء اللہ کی عیسائی محبوبہ کو ان سے ملانے کے لئے بھی کچھ اسی طرح کے سفر کے تیز ترین ذرائع موجود ہیں۔ فرماتے ہیں:

"شیخ مرشد ابو عبداللہ اندلسی کی نظر ان میں ایک (عیسائی) لڑکی پر پڑی جو اپنے خداداد حسن و جمال میں ہمجولیوں سے ممتاز ہونے کے ساتھ زیور ولباس سے آراستہ تھی۔ شیخ کی اس سے آنکھیں چار ہوتے ہی حالت دگرگوں ہونے لگی.... فرمایا پرسوں میں نے جس لڑکی کو دیکھا ہے۔ اسکی محبت مجھ پر اتنی غالب آچکی ہے کہ میرے تمام اعضاء جوارح پر اسی کا تسلط ہے اب کسی طرح ممکن نہیں کہ اس سرزمین کو چھوڑ دوں۔ منگنی کر کے شیخ نے سور (خنزیر) چرانے منظور کئے جیسے موسیٰ علیہ السلام نے بکریاں چرانی منظور کی تھیں۔"

جب شیخ صاحب اس سرزمین کو چھوڑتے ہیں تو محبوبہ کا حال سنیئے۔ غنودگی کی حالت میں محبوبہ، لے جانے والے شخص سے کچھ سوال کرتی ہے۔

میں (لڑکی): تو اچھا میں شیخ کے پاس کس طرح پہنچ سکتی ہوں؟

شخص: ذرا آنکھیں بند کر لو اور اپنا ہاتھ میرے ہاتھ میں دے دو۔

میں (لڑکی): بہت اچھا۔ یہ کہا اور کھڑی ہو گئی اور ہاتھ اس شخص کے ہاتھ میں دے دیا۔

شخص: میرا ہاتھ پکڑے ہوئے تھوڑی دور چل کر بولے "بس کھول دو"

میں نے آنکھیں کھولیں اور اپنے آپ کو دجلہ (ایک نہر ہے جو بغداد کے نیچے بہتی ہے) کے کنارے پایا۔ اب میں (لڑکی) متحیر ہوں اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھ رہی ہوں کہ میں چند منٹوں میں کہاں سے کہاں پہنچ گئی۔ (اکابر کا سلوک واحسان ص:۷۶)

Www.IslamicBooks.Website

عشق کے واقعہ سے قطع نظر توجہ اس فقرے کی طرف کریں چند منٹوں میں کہاں سے کہاں پہنچ گئی یہ تو تھی سلیمان علیہ السلام کے معجزے کی تنقیص اب لیجئے عیسیٰ علیہ السلام کی طرح معجزے کی باری۔

زکریا صاحب فرماتے ہیں:

''حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتوی ایک مرتبہ مراد آباد شریف لے گئے۔ وہاں ایک عورت اپنے ایک مادرزاد نابینا لڑکے کو دعا کے لئے لائی اور بہت عاجزی سے درخواست کی کہ "حضرت اس پر ہاتھ پھیر دیں۔ کہ اچھا ہو جائے" حضرت نے فرمایا یہ تو عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تھا۔ اس عورت نے عرض کیا کہ مجھے تو کچھ معلوم نہیں۔ آپ ہاتھ پھیر دیں۔ مگر مولانا وہاں سے اٹھ کر چلدیئے۔ راستہ میں عتاب (بذریعہ الہام) ہو گیا کہ تم کون اور عیسیٰؑ کون۔ کرنے والے ہم ہیں۔ چنانچہ مولانا واپس ہوئے اور مامی کنیم کہتے ہوئے اس پر ہاتھ پھیرا اور وہ اچھا ہو گیا۔ (تبین مجالس ص:۱۱۰)

یہ تو تھی تنقیص انبیاء کی ابتداء اب لیجئے انتہا بھی سن لیجئے۔ یہ تو آپ کو معلوم ہے کہ استقبال کے لئے آنے والوں کا رتبہ کم ہوتا ہے۔ کیونکہ جو شخص کسی بڑے مرتبے والے سے ملنے جائے تو اس کی رہائش پر ملتا ہے۔ اسی اصول کو ذہن میں رکھتے ہوئے واقعہ پڑھیئے۔ زکریا صاحب فرماتے ہیں:

''میں نے اپنی پھوپھی صاحبہ کو دیکھا کہ جب ان کا آخری وقت آیا تو مجھ سے چلّا کر فرمایا۔ کہ مجھے جلدی اٹھا کر بٹھا دو حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لا رہے ہیں۔ اس کے بعد ان کی روح پرواز کر گئی۔ میرے دادا مولانا اسمٰعیل صاحب کا انتقال ہوا تو نظام الدین سے دلی تک ساڑھے تین میل کا ہجوم لگ گیا تھا۔

Www.IslamicBooks.Website

ایک صاحب کشف بزرگ نے دیکھا کہ مولانا اسمٰعیل صاحب فرماتے ہیں کہ مجھے جلدی رخصت کرو میں بہت شرمندہ ہوں حضور ﷺ مع اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کے انتظار فرما رہے ہیں۔" (تیس مجالس ص:۱۳۴، محبوب العارفین ص:۱۵، مولانا الیاس اور ان کی دینی دعوت ص:۴۸، الفرقان ص:۸۹)

صاحب کشف بزرگ نے اسماعیل صاحب کا کلام کیسے سن لیا۔ جبکہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔ **ولو سمع لصعق** (مشکوٰۃ باب عذاب القبر) اگر کوئی مردے کی یہ آواز (کہ مجھے جلدی لے چلو یا مجھے کہاں لے جا رہے ہو) سن لے تو وہ بے ہوش ہو جائے۔ سوچئے کیا رسول اللہ ﷺ ان کے جنازے میں شرکت کے لئے آئے تھے یا اپنے ساتھ مدینہ منورہ لے جانے کے لئے انتظار فرما رہے تھے۔ یہ کیا تماشا ہے۔

لیجئے اسی قسم کا ایک اور واقعہ۔ زکریا صاحب فرماتے ہیں:

"میری حقیقی پھوپھی مرحوم سخت علالت کے بعد انتقال کر گئیں۔ ان کے انتقال کا بھی بڑا ہی عجیب واقعہ ہے۔ بہت سخت بیمار تھیں۔ اشارہ سے نماز پڑھتی تھیں۔ اسہال کبدی کئی دن سے تھے۔ کہ بوقت صبح یوم دوشنبہ ۲۴ شعبان ۴۲ھ کو انہوں نے ایک دم مجھے آواز دی میں جاگ ہی رہا تھا اور فرمایا کہ مجھے جلدی بٹھا اور پیچھے سہارا لگا دے۔ مجھے خیال ہوا کہ اذان کا وقت ہو گیا مبادا اس میں دیر ہو جائے۔ میں نے ایک دوسرے عزیز کو اشارہ کیا وہ جلدی سے بیٹھ گئے انہوں نے جلدی میں فرمایا کہ تو بیٹھ حضور ﷺ تشریف لے آئے اور ہاتھ سے کوٹھے کے دروازے کی طرف اشارہ کیا کہ حضور ﷺ تشریف لے آئے اور یہ کہتے ہی گردن پیچھے کو گر گئی۔ رحم

Www.IslamicBooks.Website

الله رحمة واسعة۔ (ولی کامل ص:۲۲،الفرقان ص:۱۴۱)

پچھلے تمام واقعات سے یہ بات اظہر من الشمس ہوگئی کہ تبلیغی جماعت کے بانیوں کا مقصد حنفیت پھیلانا تھا اور ان کے اعمال امام ابوحنیفہ کی تقلید میں تھے اس کے علاوہ یہ صحابہ رضی اللہ عنہم اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی برابری کے ساتھ تنقیص صحابہ رضی اللہ عنہم اور انبیاء کے مجرم بھی ہیں۔لہٰذا ان کی یہ بات غلط ثابت ہوئی کہ: نبی کے طریقے میں کامیابی اور غیر کے طریقے میں ناکامی کا یقین پیدا ہو جائے۔اب آیئے اس بات کی طرف کہ ان کے بقول اللہ سے سب کچھ ہونے کا یقین اور غیر سے کچھ بھی نہ ہونے کا یقین پیدا ہو جائے۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ ربوبیت کا عقیدہ تو مشرکین مکہ کا بھی تھا۔وہ بھی اس بات کے قائل تھے کہ زمین و آسمان کا خالق صرف اللہ ہی ہے۔اسی لئے اللہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ کہتا ہے کہ اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان مشرکین مکہ سے پوچھئے:

۱. من خلق السمٰوت والارض ليقولن الله (الآية)

کہ زمین آسمان کا خالق کون ہے پس وہ کہیں گے اللہ ہی نے پیدا کئے اسی طرح ان سے یہ پوچھئے۔

۲. قل لمن الارض و من فيها (الآية) زمین اور جو کچھ اس میں ہے وہ کس کا ہے؟

۳. قل من رب السمٰوت السبع و رب العرش العظيم (الآية)

ان سے پوچھئے سات آسمانوں اور عرش عظیم کا رب کون ہے؟

۴. قل من بيده ملكوت كل شيء (الآية) ان سے پوچھئے کس کے ہاتھ میں ہر چیز کی بادشاہت ہے۔

اللہ کہتا ہے ان مشرکین کا یہی جواب ہوگا۔

Www.IslamicBooks.Website

سیقولون الله (الآیة) کہ اللہ ہی (مالک، رب اور بادشاہ ہے)

مشرکین مکہ بھی الوہیت کا انکار نہیں کرتے تھے۔ بلکہ الوہیت میں شریک کرتے تھے۔ اب اگر تبلیغی جماعت والے بھی ربوبیت والا عقیدہ پھیلائیں کہ اللہ سے سب کچھ ہونے کا یقین اور الوہیت کا تذکرہ تک نہ کریں تو پھر ان کی توحید ویسی ہی ہے جیسی مشرکین مکہ کی جیسے اللہ کے ساتھ وہ شریک کرتے تھے اور جس طرح بریلوی شرک فی الذات، شرک فی الصفات اور شرک فی الاحکام تینوں طرح کے شرک میں ملوث ہیں یہی حال تبلیغی جماعت والوں کا ہے ثبوت کے لئے مندرجہ ذیل واقعات پڑھئے۔

وحدت الوجود اور تبلیغی جماعت

مولانا زکریا صاحب اپنی کتاب میں علامہ عبدالوہاب شعرانی کا قول نقل کرتے ہیں۔

''جاننا چاہئے کہ بندے کا اپنی حد سے تجاوز کرنے کا باعث یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی صورت پر پیدا کیا گیا ہے۔ اور چونکہ اللہ تمام صفات جلالیہ، تکبر، بزرگی، عزت وعظمت، شوکت وجلالت سے موصوف ہے تو اس کی صورت (انسان) میں بھی یہ امور ظلی طور پر سرایت کئے ہوئے ہیں (ام الامراض ص ۷)

یعنی انسان اللہ کی ہی صورت ہے اور یہی عقیدہ وحدت الوجود کی بنیاد ہے اور یہ شرک فی الذات ہے اور لیس کمثلہ شیء کے مخالف ہے۔ ایک جگہ پر زکریا صاحب عقیدہ وحدت الوجود کا اظہار ان الفاظ میں کرتے ہیں۔

''حق سبحانہ وتقدس جو حقیقتاً ہر جمال وحسن کا منبع ہیں۔ اور حقیقتاً دنیا میں کوئی بھی جمال ان کے علاوہ نہیں۔'' (تبلیغی نصاب فضائل قرآن ص ۳۰۰۔)

یعنی ہر جمال میں وہی ہے اور یہی عقیدہ زکریا صاحب کے مرشد (جن کی تعریف زکریا صاحب نے

Www.IslamicBooks.Website

اپنی کتاب آپ بیتی نمبر ۷ ص ۱۵۳ پر ان الفاظ میں کی ہے۔ "حاجی صاحب عالم گر تھے فرماتے ہیں:

"حضرت شیخ ان عکوس میں معائنہ اصل کرتے تھے پس یہ چیزیں ان کے واسطے بمنزلہ آئینے کے تھیں فرمایا کہ عورت مظہر مرد کی اور مرد مظہر حق (خدا) کا۔ عورت آئینہ مرد کی اور مرد آئینہ حق (خدا) کا پس عورت مظہر و آئینہ حق تعالیٰ ہے۔ اور اس میں جمال ایزدی (اللہ) ظاہر و نمایاں ہے ملاحظہ کرنا چاہئے۔" (شمائم امدادیہ حصہ دوم ص ۷۰)

یعنی عورت کے حسن کا دیدار اس لئے کرنا چاہئے کہ اس میں جمال ایزدی (اللہ) نمایاں وظاہر ہے اور پھر شیخ صاحب تو عکس میں اصل کا معائنہ کرتے تھے کیونکہ عکس ان کے لئے بمنزلہ آئینے کے ہوتے تھے۔ چنانچہ ان کے بقول عورت کا حسن عکس الٰہی ہے۔ اس لئے عورت کے حسن میں اللہ کو دیکھتے تھے۔ اسی طرح زکریا صاحب ایک جگہ وحدت الوجود کو تصوف کا ابتدائی دور قرار دیتے ہیں۔ (ذکر و اعتکاف کی اہمیت ص: ۹۵، ۹۹) تو چند صفحے آگے اپنے مرید کو سمجھاتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اب تو پورے تصوف کی زور سے دعوت دینے اور عمل کرنے کے لئے فضا سازگار ہوگئی ہے۔ (ذکر و اعتکاف کی اہمیت ص: ۹۵، ۹۹)

یعنی اب تقیہ کا نقاب نوچ دو اور کھل کر سامنے آجاؤ۔ حالات پلٹا کھا چکے ہیں۔ جس طرح ہم فرعون، ہامان، شداد کو کفار کا اولیاء اور لیڈر سمجھتے ہیں اسی طرح زکریا صاحب وحدت الوجودیوں کے لیڈر جنہوں نے رب کی ذات میں غیر کو شریک کر دیا ہے کو اولیاء اللہ میں شمار کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں:

> مشاہر اولیاء امت مثلاً۔ بایزید بسطامی (جو کہتے ہیں کہ ملکی اعظم من ملک الله میرا ملک اللہ کے ملک سے بڑا ہے اسی طرح کہا (سبحانی ما اعظم شانی) میں پاک ہوں میری شان کتنی بلند ہے۔ (شمائم امدیہ ص

Www.IslamicBooks.Website

۳۵) حاجی امداد اللہ مہاجر مکی (جن کے بقول خالق ومخلوق میں فرق کرنا شرک ہے (شمائم امدادیہ ص ۳۷) وغیرہ۔ (محبت ص:۵۵)

اسی طرح مولانا منظور نعمانی نے شاہ عبدالرسول کو بقول مولانا محمد میاں کے مشہور اولیاء میں شمار کیا ہے۔ (ماہنامہ الفرقان شیخ الحدیث نمبر ص:۲۶) وہ لوگ جن کے ایسے گندے عقیدے ہوں ان کو یہ اولیاء شمار کرتے ہیں۔ اور جن کے ناموں سے شرک ٹپکتا ہو۔ وہ ولی اللہ بن بیٹھیں۔ وہ اسی لئے کہ ان کے پیر ومرشد حاجی امداد اللہ صاحب جو لکھ چکے ہیں" کہ چونکہ آنحضرت ﷺ بحق ہیں عباد اللہ کو عباد الرسول کہہ سکتے ہیں" جبکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

قل یا عبادی الذین اسرفوا علی انفسھم (الآیۃ)

مرجع ضمیر متکلم آنحضرت ﷺ ہیں۔ (شمائم امدادیہ ص:۷۱)

ایک جگہ زکریا صاحب فرماتے ہیں:

"ھو الظاھر کو بھی دھیان میں لائے یعنی اس سے یہ تصور بندھ جائے کہ طالب کے ظاہر و باطن میں وہی ذات پاک اللہ ہی اللہ ہے اتنی بات جب قابو میں آجائے تو کبھی کبھی خیال کرے کہ جس طرح عالم اصغر (انسانی جسم) کے اندر و باہر اسی ذات کا ظہور ہے۔ اسی طرح تمام مخلوقات کے ظاہر و باطن میں انہیں اسماء مبارکہ ھو الظاھر ھو الباطن کا جلوہ ہے۔ (صقالۃ القلوب ص:۸۹)

ظاہر دے وچ پیر فریدن باطن دے وچ اللہ (نقل کفر کفر نہ باشد)

اس کلام اور حاجی امداد اللہ کے بیان میں کوئی فرق نہیں۔

جیسا کہ حاجی صاحب لکھتے ہیں انسان کا ظاہر عبد ہے اور باطن حق۔ (شمائم امدادیہ ص:۵۳) تفصیل کے لئے پڑھئے (دیوبندیت از سید طالب الرحمٰن)

اسی طرح زکریا صاحب مشہور وحدت الوجودیہ منصور حلاج کے بارے میں فرماتے ہیں:

Www.IslamicBooks.Website

دی گئی منصور کو پھانسی ادب کے ترک پر

تھا انا الحق حق مگر اک لفظ گستاخانہ تھا۔

(ولی کامل ص:۲۴۹)

اسی طرح زکریا صاحب قاسم نانوتوی کا کلام پیش کرتے ہیں۔

رہا جمال پہ تیرے حجاب بشریت

نہ جانا کون ہے کچھ بھی کسی نے جز ستار

(تبلیغی نصاب ص:۸۱۰)

یعنی نبی ﷺ پر حجاب بشریت تھا اندر سے کچھ اور تھے جسے اللہ ہی جانتا ہے۔

ایک جگہ زکریا صاحب کے مرید خاص صوفی اقبال لکھتے ہیں۔

عشق و معشوق عاشق اک کہہ کر

سر وحدت سمجھا دیا کس نے

(محبت ص:۷۰)

یہ وہی وحدت الوجود کا مرض ہے جس میں ان کے بڑے ہلاک ہو چکے ہیں۔ ایک موقع پر زکریا صاحب فرماتے ہیں۔

"ایک بزرگ نے کسی سے کہا کہ تم بایزید کی صحبت میں رہا کرو اس نے جواب دیا کہ میں تو خدا کی صحبت میں رہتا ہوں (یعنی ذکر اللہ کرتا ہوں) اس بزرگ نے فرمایا کہ بایزید کی صحبت تمہارے لئے خدا کی صحبت سے اچھی ہے۔" (صقالۃ القلوب ص:۱۲۶) یعنی بے واسطہ فیض حاصل کرنے کی بجائے بالواسطہ بہتر ہے۔

Www.IslamicBooks.Website

وحدت الوجود کا عروج

ایک اور جگہ مولانا زکریا صاحب فضائل صدقات میں اس سے واضح الفاظ میں عقیدہ وحدت الوجود کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

''اس جگہ دو واقعے اپنے اکابر کے نمونے کے لئے لکھنے کو دل چاہتا ہے۔ ایک تو وہ مکتوب گرامی جو شیخ المشائخ قطب الارشاد حضرت گنگوہی صاحب نے اپنے مرشد شیخ العرب والعجم حضرت حاجی امداد اللہ صاحب اعلی اللہ مراتبہ، کی خدمت میں لکھا جو مکاتیب رشیدیہ میں بھی طبع ہو چکا ہے۔ (خط کے مندرجہ ذیل الفاظ ملاحظہ فرمائیں)

پس زیادہ عرض کرنا گستاخی اور شوخ چشمی ہے۔ یا اللہ معاف فرمانا کہ حضرت کے ارشاد سے تحریر ہوا ہے۔ جھوٹا ہوں کچھ نہیں ہوں تیرا ہی ظل ہے۔ تیرا ہی وجود ہے میں کیا ہوں کچھ نہیں ہوں۔ اور وہ جو میں ہوں وہ تو ہے۔ اور میں اور تو خود شرک در شرک ہے۔

استغفر الله استغفر الله لا حول ولا قوة الا بالله

(فضائل صدقات حصہ دوم ص ٥٥٦)

سوچئے عیسائی عیسیٰؑ کو رب کا حصہ بنا کر مشرک، یہودی عزیرؑ کو رب کا بیٹا بنا کر مشرک اور بریلوی حضرت محمد ﷺ کو نور من نور اللہ کہہ کر مشرک لیکن تبلیغی جماعت والے اپنے دیوبندی عالم'' کو تیرا ہی ظل''، ''تیرا ہی وجود''، ''جو میں وہ تو''، ''میں اور تو خود شرک در شرک'' کہہ کر موحد کے موحد اور توحید کے ٹھیکیدار۔ کیا یہ شرک فی الذات نہیں۔

ایک جگہ زکریا صاحب لکھتے ہیں۔

Www.IslamicBooks.Website

خدایا دآوے جن کو دیکھ کر وہ نور کے پتلے

نبوت کے یہ وارث ہیں یہی ہیں ظل رحمانی

(اکابر علماء دیوبند ص ۱۰۴)

تبلیغی جماعت والے اسی لئے لا الہ الا اللہ کا ترجمہ "اللہ کے سوا کوئی الہ نہیں" کرنے کی بجائے ہر تقریر میں یہ ترجمہ کرتے ہیں۔ اللہ سے سب کچھ ہونے کا یقین اور غیر سے کچھ نہ ہونے کا یقین۔

مرنے کا وقت اور سرزمین کا علم

جس طرح بریلوی بزرگوں کی موت کے قائل نہیں اسی طرح تبلیغ جماعت والے بھی اسی کی تعلیم دیتے ہیں۔ ان کے نصاب میں اس قسم کے من گھڑت واقعات کثرت سے ہیں کہ ان کو سن کر ایک شخص نہ چاہتے ہوئے بھی بریلوی ذہن بنالیتا ہے۔ مثلاً حضرت زکریا صاحب لکھتے ہیں:

> "شیخ ابو یعقوب سنوسی کہتے ہیں کہ میرے پاس ایک مرید آیا اور کہنے لگا۔ میں کل ظہر کے وقت مر جاؤں گا۔ چنانچہ دوسرے دن ظہر کے وقت مسجد حرام میں آیا۔ طواف کیا اور تھوڑی دور جا کر مر گیا۔ میں نے اس کو غسل دیا اور دفن کیا جب میں نے اس کو قبر میں رکھا تو اس نے آنکھیں کھول دیں میں نے کہا کہ مرنے کے بعد بھی زندگی ہے۔ کہنے لگا میں زندہ ہوں اور اللہ کا ہر عاشق زندہ ہوتا ہے۔" (فضائل صدقات ص ۶۵۸) (موت کی یاد ص ۳۶)

اس ایک ہی واقعے میں شرک کے علاوہ کتنے غلط عقائد کو تسلیم کر لیا گیا۔ پہلے پیر تو کجا مرید کے بارے میں علم غیب کو تسلیم کیا گیا کہ اس نے اللہ کے غیوب میں نقب لگا کر معلوم کر لیا کہ اس کی موت کس دن آئے گی اور وقت کون سا ہوگا۔ وہ نوشتہ پڑھ لیا جو فرشتے اس وقت لکھتے ہیں۔ جبکہ

Www.IslamicBooks.Website

وہ اس دنیا میں آیا تک نہیں ہوتا۔ اسی طرح قبر میں رکھتے ہوئے آنکھیں کھولنا۔ کیا اس وقت ان کے زندہ ہونے پر دلالت نہیں کرتا تو پھر سوچئے غسل کسی غیر سے کروانا کوئی زندہ کیسے برداشت کرسکتا ہے۔ کیونکہ شرم وحیا بھی تو ایمان کا حصہ ہے۔ اور پھر جان بوجھ کر کندھوں پر سوار ہو کر لوگوں کو تکلیف دینا کہاں کی شریعت ہے اور نمازیوں سے اپنے حق میں یہ دعا کروانا کہ اللہ ہمارے اس مردے کو بخش دے۔ کیا شریعت سے ٹھٹھہ نہیں حالانکہ وہ زندہ تھا۔ اور پھر آنکھیں کھولنے کے بعد قبر سے باہر نہ نکلنا کیا خودکشی کے مترادف نہیں جو کہ اسلام میں حرام ہے اور پھر شیخ ابویعقوب سنوسی کے مرید کے زندہ ہونے کے بعد بھی اسے زندہ دفن کر دینا قتل کے زمرے میں نہیں آتا۔ جبکہ مومن کا قاتل جہنمی ہے۔ حالانکہ قیامت کے دن تو ایک چھوٹی سی بچی کے بارے میں بھی پوچھا جائے گا۔ اذاالمؤدة سئلت بای ذنب قتلت (الآیة) کہ کس جرم کے بدلے زندہ درگور کیا گیا۔ کیا ان سوالوں کا کسی کے پاس کوئی جواب ہے؟؟

شیخ ابویعقوب صاحب کے مرید تو قبر میں دفن ہونے کے وقت آنکھیں کھولتے ہیں۔ لیجئے ایک بزرگ کے مرید تو تختہ غسل پر ہی تماشے دکھانے لگ گئے۔ زکریا صاحب لکھتے ہیں کہ

> ”ایک بزرگ کہتے ہیں کہ میں نے ایک مرید کو غسل دیا اس نے میرا انگوٹھا پکڑ لیا۔ میں نے کہا کہ میرا انگوٹھا چھوڑ دے مجھے معلوم ہے کہ تو مرا نہیں۔
>
> (فضائل صدقات ٦٥٨) (موت کی یاد ص ٤٦)

لگتا ہے اس مرید میں شرم وحیا کا مادہ تھا۔ اس لئے انگوٹھا پکڑ لیا کہ یہ تم کیا کر رہے ہو لیکن معلوم نہیں پھر خود کیوں نہ نہائے اور نہلانے والے کو زدوکوب کرنے کی بجائے اس کا پکڑا ہوا انگوٹھا تک چھوڑ دیا۔ اس بیان میں جھوٹ موٹ مرنے والے کو یہ بیان داغنے کی بھی ضرورت محسوس نہ ہوئی۔ کہ میں زندہ ہوں بلکہ نہلانے والے نے خود بتلا دیا کہ مجھے معلوم ہے کہ تو مرا نہیں۔ کوئی ان سے

Www.IslamicBooks.Website

اس وقت یہ پوچھنے والا نہ تھا کہ پھر اس کو نہلا کیوں رہے ہو۔ اور پھر خود ہی منتقل کیوں نہیں ہو جاتے کیا چلنے پھرنے کی طاقت نہیں صرف انگوٹھے پکڑنے ہی کی سکت ہے۔ اور پھر ایک جگہ سے دوسری جگہ پر منتقل ہونے کی ضرورت پیش کیوں آئی اور اتنے دن قید خانے میں (الدنیا سجن المومن (الحدیث) "دنیا مومن کے لئے قید خانہ ہے۔" کیوں مقید رہے۔ کوئی ہے تبلیغی جماعت کا عالم جو اس گتھی کو سلجھائے؟

یہ تو بزرگوں کے مریدان کا حال تھا۔ لیجئے بزرگوں کے والدین کا تذکرہ بھی پڑھ لیں۔ زکریا صاحب لکھتے ہیں:

> شیخ ابن الجلاء مشہور بزرگ تھے۔ وہ فرماتے ہیں کہ جب میرے والد کا انتقال ہوا اور ان کو نہلانے کیلئے تختہ پر رکھا تو وہ ہنسنے لگے۔ نہلانے والے چھوڑ کر چل دیئے کسی کو ہمت ان کو نہلانے کی نہ پڑتی تھی ایک اور بزرگ آئے انہوں نے غسل دیا۔ (موت کی یاد ص ۴۶) (فضائل صدقات ص ۶۵۸)

معلوم نہیں وہ انتقال نامی کیا چیز ہے۔ شاید ڈیرے والوں کی طرح بمع روح کے نقل مکانی ہوگی۔ مرید نے تو انگوٹھا پکڑ کر شاید نہلانے سے منع کیا۔ لیکن بزرگ کے والد تو تختہ غسل پر پہنچتے ہی ہنسنا شروع ہو گئے۔ یہ مقام ہنسنے کا نہیں رونے کا تھا۔ کہ اب لوگ ستر پوشی کی بجائے ستر کھول دیں گے۔ ہنسنے کی وجہ معلوم نہیں ہو سکی۔ شاید اس لئے ہنس رہے ہوں کہ نہلانے والے کتنے بے وقوف ہیں۔ کہ میں زندہ ہوں اور یہ مجھے مردہ سمجھ کر نہلا رہے ہیں۔ پھر تو ان بزرگ کے والد صاحب آنکھ مار کر گھر والوں کے رونے پیٹنے کو بند کروا دیتے کہ خاموش رہو میں تو ڈرامہ رچا رہا ہوں۔ صرف لوگوں کو ڈرانا مقصود ہے اور ڈرنے والے واقعی ڈر کر چلے گئے۔ تو دوسرے بزرگ آ گئے اب ان سے کیوں نہائے۔ شاید لنگوٹی یار ہوں بچپنے کے۔ ان سے ستر پوشی کیسی۔ اگر اس قسم

Www.IslamicBooks.Website

کی خرافات پڑھتے پڑھتے چڑ چڑا پن پیدا نہیں ہو گیا تو ذرا یہ واقعہ بھی پڑھ لیجئے:۔

زکریا صاحب لکھتے ہیں:

ابوسعید خزار کہتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ مکہ مکرمہ میں تھا۔ باب بنی شیبہ سے نکل رہا تھا۔ دروازہ سے باہر میں نے ایک نہایت خوبصورت آدمی کو مرے ہوئے پڑا دیکھا۔ میں جو اس کو غور سے دیکھنے لگا تو وہ میری طرف دیکھ کر ہنسنے لگا۔ اور کہنے لگا ابوسعید تمہیں معلوم نہیں کہ (محبت والے) دوست مرا نہیں کرتے۔ ایک عالم سے دوسرے عالم میں منتقل ہو جاتے ہیں۔

(فضائل صدقات ص ۶۶۹)

مردے کی وجاہت

زکریا صاحب لکھتے ہیں۔

ابوعلی روزباری کہتے ہیں۔ کہ ایک فقیر میرے پاس عید کے دن بہت خستہ حال پرانے کپڑے پہنے آیا کہنے لگا یہاں کوئی پاک صاف جگہ ایسی ہے جہاں غریب مر جائے۔ میں نے لاپرواہی سے لغو سمجھ کر کہہ دیا کہ اندر آجا اور جہاں چاہے پڑ کے مر جا وہ اندر آیا اور وضو کی چند رکعت نماز پڑھی اور لیٹ کر مر گیا۔ میں نے اس کی تجہیز و تکفین کی اور جب دفن کرنے لگا۔ تو خیال آیا۔ کہ اس کے منہ سے کفن ہٹا کر اس کا منہ زمین پر رکھ دوں۔ تاکہ حق تعالیٰ شانہ اس کی غربت پر رحم فرمائے۔ میں نے اس کا منہ کھولا۔ اس نے آنکھیں کھول دیں میں نے پوچھا میرے سردار کیا موت کے بعد بھی زندگی ہے۔ کہنے لگا میں زندہ ہوں اور اللہ تعالیٰ کا ہر عاشق زندہ ہوتا ہے

Www.IslamicBooks.Website

میں کل قیامت میں اپنی وجاہت سے تیری مدد کروں گا۔ (فضائل صدقات ص ۶۶۷، موت کی یاد ص ۵۶)

دیکھ لیا آپ نے کیسے سوچے سمجھے منصوبے کے تحت مرتے ہیں پہلے جگہ پوچھتے ہیں کہ یہ جگہ پاک ہے اور پھر نماز پڑھتے ہیں اسی طرح موت کے مقرر وقت جسے قرآن "اجل مسمیٰ" کہتا ہے اس کے علم کے ساتھ ساتھ سرزمین موت کا علم بھی ہو گیا اللہ تعالیٰ جس کا معلوم ہونا مخلوق کے لئے نفی کر رہا ہے۔(وماتدری نفس بای ارض تموت (الآیۃ) کہ کوئی شخص بھی یہ نہیں جانتا کہ وہ کس سرزمین پر مرے گا) اور پھر جب دفن کرتے وقت اس کا منہ کھولا اس نے آنکھیں کھول دیں۔ حیرت زدہ ہو کر جب انہوں نے اس زندگی کا پوچھا تو فرمادیا کہ صرف میں ہی نہیں اللہ کا ہر عاشق زندہ ہوتا ہے۔ کہاں گئی رب کی یہ بات۔ کل نفس ذائقۃ الموت (الآیۃ) کہ ہر نفس نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔ اس آیت کا کیا کیا جائے جس میں اللہ نے یہ فرمایا ہے کل شی ھالک الا وجھہ، ہر چیز ہلاک ہونیوالی ہے سوائے رب کی ذات کے اس آیت کی کیا تاویل کی جائے گی جس میں یہ ارشاد ہوا: وما جعلنا لبشر من قبلک الخلد أفان مت فھم الخلدون (الآیۃ) اے نبی ﷺ ہم نے آپ ﷺ سے پہلے کسی بشر کو ہمیشہ ہمیشہ زندہ نہیں رکھا اگر آپ کو موت آئی تو کیا یہ ہمیشہ زندہ رہیں گے اگر قرآن کی کوئی یہ تاویل کرے کہ اس میں سے عاشق مستثنیٰ ہیں۔ تو ہمیں یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ نبی ﷺ ان عاشقین کی لسٹ میں نہیں آتے کہ جو زندہ رہتے ہیں۔ کیونکہ اللہ خاص کر محمد ﷺ کے بارے میں ہی فرماتا ہے۔ انک میت و انھم میتون (آلایۃ) اے نبی ﷺ آپ بھی فوت ہونے والے ہیں اور یہ بھی۔ اور ایک جگہ یوں فرمایا۔

وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل افان مات او قتل (الآیۃ)؛

Www.IslamicBooks.Website

"محمد ﷺ تو رسول ہی ہیں ان سے پہلے بھی رسول گزرے اگر یہ مر جائیں یا شہید کر دیئے جائیں۔" اور تبلیغی جماعت کے پیر تو پیر مریدوں کا یہ حال ہے کہ جب مرید بزرگ کا انگوٹھا پکڑتا ہے تو بزرگ یہ کہہ کر چھڑا لیتا ہے کہ مجھے معلوم ہے کہ تو زندہ ہے۔ لیکن وہاں نبی ﷺ کے بعد کائنات میں سب سے افضل انسان اپنے پیر و مرشد کے بارے میں یہ اعلان کر رہا ہے "فان محمداً قد مات" بے شک محمد ﷺ وفات پا چکے ہیں۔ یہاں تو مرنے والے کبھی بول پڑتے ہیں۔ کبھی ہنس پڑتے ہیں اور کبھی انگوٹھے پکڑ لیتے ہیں۔ اور کبھی آنکھیں کھول دیتے ہیں۔ لیکن وہاں تو امام الانبیاء نے ایک دفعہ بھی نہ بول کر نہ آنکھیں کھول کر نہ ہنس کر اور نہ ہی حضرت فاطمہؓ کے سر پر ہاتھ پھیر کر انہیں دلاسا دیا جبکہ ان کی زبان یہ کلمات ادا کر رہی تھی "یا ابتاہ" اے ابا۔ حضرت فاطمہؓ چھ مہینے تک زندہ رہیں لیکن کسی نے ان کو مسکراتے تک نہیں دیکھا۔ جس واقعے نے ان کے چہروں سے مسکراہٹ تک چھین لی لیکن ان کو یہ عقیدہ معلوم نہیں ہو سکا کہ اللہ کا ہر عاشق زندہ ہوتا ہے۔ یاللعجب۔ سوچئے بریلوی تو حیات النبی اور اولیاء کی حیات کے قائل ہونے کی وجہ سے مشرک اور یہ ہر مُردہ عاشق کی زندگی کے قائل ہوں تو موحد "تلک اذاً قسمة ضیزیٰ" اور تعجب اس فقیر پر بھی ہے کہ کیسے دھڑلے سے یہ بات کہتا ہے کہ میں کل قیامت کے دن اپنی وجاہت سے تیری مدد کروں گا۔ جس دن انبیاء اللہ کے سامنے سفارش کے لئے نہ جا سکیں گے۔ نفسا نفسی کا عالم ہوگا۔ جس دن آدمی اپنے بھائی، ماں، باپ، بیوی اور اولاد سے بھاگے گا۔ اس دن یہ فقیر اپنی وجاہت سے مدد کرے گا جبکہ اللہ کی طرف سے یہ اعلان ہو رہا ہوگا۔

لمن الملک الیوم لله الواحد القهار (الآیة)

آج کس کی بادشاہی ہے۔ اللہ واحد قہار کی بادشاہی ہے۔ یہ اپنی وجاہت سے مدد کرے گا جبکہ

Www.IslamicBooks.Website

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

من یشفع عندہ الا باذنہ (الآیۃ) اللہ کی اجازت کے بغیر کون ہے جو سفارش کرے یہ حضرت تو مدد کریں گے۔ اور رب یہ کہتا ہے کہ کوئی بولنے کی جرات نہ کرے گا۔

یوم یقوم الروح والملئکۃ صفاً لایتکلمون الا من اذن لہ الرحمن وقال صوابا (الآیۃ)

جس دن فرشتے اور جبرئیل صف باندھے کھڑے ہوں گے کوئی بات نہیں کر سکے گا مگر جس کو رب اجازت دے اور وہ بات بھی صحیح کرے گا۔

مردہ زندہ اور زندہ مردہ

اور کیسے کیسے مضحکہ خیز واقعات گھڑ لئے گئے کہ ”قبر والے زندہ ہوتے ہیں اور دنیا والے مردہ" اسی کہانی پر مبنی ایک واقعہ پڑھئے۔ زکریا صاحب لکھتے ہیں۔

”شیخ نجم الدین اصفہانی مکہ مکرمہ میں ایک بزرگ کے جنازے میں شریک ہوئے۔ جب لوگ ان کو دفن کر چکے۔ تو تلقین کرنے والے نے قبر کے پاس بیٹھ کر تلقین کی، شیخ نجم الدین ہنسنے لگے۔ اور ان کی عادت ہنسنے کی بالکل نہ تھی۔ بعض خدام نے ہنسی کی وجہ پوچھی، تو شیخ نے جھڑک دیا کئی دن بعد فرمایا۔ کہ میں اس لئے ہنسا تھا کہ جب تلقین کرنے والا قبر پر تلقین کے لئے بیٹھا تو میں نے ان بزرگ کو جو دفن کئے گئے تھے۔ یہ کہتے ہوئے سنا۔ دیکھو جی حیرت کی بات ہے ایک مردہ زندہ کو تلقین کر رہا ہے۔“ (فضائل حج، ص: ۱۰۲۰)

اس واقعہ پر ذرا زکریا صاحب کا عقیدہ بھی ملاحظہ فرمائیے:

Www.IslamicBooks.Website

''ان بزرگ کا یہ ارشاد کہ مردہ زندہ کو تلقین کر رہا ہے۔ ظاہر ہے کہ مرنے والا اللہ کے عشق کی وجہ سے زندہ ہے اور جو تلقین کر رہا تھا وہ اس دولت سے خالی ہوگا۔ (فضائل حج ص: ۱۰۲۰)

یعنی قبر والے زندہ اور دنیا والے مردہ۔ عجب دستور ہے تیری اس تحریک کا۔ اسی طریقے سے اللہ کے علاوہ کسی انسان کو علم نہیں کہ وہ کب مرے گا لیکن تبلیغوں کا تو باوا آدم ہی نرالا ہے اس بارے میں بھی ان کا عقیدہ پڑھ لیجئے۔

مرنے کا علم

زکریا صاحب لکھتے ہیں۔

''ابوالحسن مالکی کہتے ہیں کہ میں حضرت خیر نور باف کے ساتھ کئی سال رہا۔ انہوں نے اپنے انتقال سے آٹھ یوم پہلے کہا کہ میں جمعرات کی شام کو مغرب کے وقت مروں گا۔ اور جمعہ کی نماز کے بعد دفن کیا جاؤں گا۔ بھول نہ جانا۔ لیکن میں بھول گیا۔ جمعہ کی صبح کو ایک شخص نے مجھے ان کے انتقال کی خبر سنائی۔ میں فوراً گیا کہ جنازہ میں شرکت کروں راستے میں لوگ ملے جو ان کے گھر سے واپس آرہے تھے اور یہ کہہ رہے تھے کہ جمعہ کے بعد دفن ہوں گے۔ مگر میں ان کے گھر پہنچ گیا میں نے وہاں جا کر ان کے انتقال کی کیفیت پوچھی تو مجھ سے ایک شخص نے جو انتقال کے وقت ان کے پاس موجود تھے۔ بتایا کہ رات مغرب کی نماز کے قریب ان کو غشی سی ہوئی۔ اس کے بعد ذرا افاقہ سا ہوا تو گھر کے ایک کونے کی طرف منہ کر کے کہنے لگے کہ تھوڑی دیر ٹھہر جاؤ۔ تمہیں بھی ایک کام کا حکم ہے اور مجھے بھی ایک کام کا

Www.IslamicBooks.Website

حکم ہے۔ لیکن تمہیں جس کام کا حکم ہے وہ تو فوت نہیں ہوگا۔ اور مجھے جس کام کا حکم ہے وہ رہ جائے گا۔ اس لئے تھوڑی دیر ٹھہر جاؤ میں اس کو پورا کرلوں۔ جس کا مجھے حکم ہے اس کے بعد انھوں نے پانی منگایا تازہ وضو کیا نماز پڑھی اور اس کے بعد آنکھیں بند کر کے پاؤں پسار کر لیٹ گئے۔ اور چل دیئے۔ کسی نے ان کو خواب میں دیکھا پوچھا کیا حال ہے کہنے لگے بس یہ نہ پوچھ تمہاری سڑی ہوئی بودار دنیا سے خلاصی مل گئی (فضائل صدقات عکسی ۶۶۸ حصہ دوم) (موت کی یاد ص ۵۷)

صرف مرنے اور دفن ہونے کا علم ہی نہیں، بلکہ فرشتوں کو یہ حکم سنا رہے ہیں کہ تھوڑی دیر کے لئے رک جاؤ جبکہ اللہ فرماتا ہے: اذا جاء اجلهم لا يستاخرون ساعة ولا يستقدمون (الآية) جب ان کی موت کا وقت آگیا تو ایک لمحے کے لئے نہ آگے ہوسکتا ہے۔ اور نہ پیچھے۔ یہاں پر تازہ پانی منگوا کر بڑے مزے سے وضو کیا نماز پڑھی اور آرام سے پاؤں پسارے اور چل دیئے۔ کیا غضب کی منصوبہ بندی ہے۔ ایک اسی قسم کا واقعہ اور پڑھ لیجئے۔ زکریا صاحب فرماتے ہیں۔

"ہمارے اکابر میں حضرت حافظ محمد ضامن صاحب شہید تھانوی کے صاحبزادہ حافظ محمد یوسف صاحب بڑے صاحب تصرف بزرگ تھے۔ ان کے تصرفات اور زود اثر تعویذوں کے بہت قصے میں نے اپنے اکابر سے جنہوں نے ان کی زیارت کی اور ان کے تصرفات دیکھے بکثرت سنے ہیں یہ قصہ میں نے اپنے ماموں مولوی محمود صاحب رامپوری سے سنا ہے کہ انہوں نے انتقال سے ایک دن قبل مولوی محمود صاحب سے فرمایا کہ ہمیں بہت سے چٹکلے معلوم ہیں ایک تمہیں بھی بتا دیں گے گھر بیٹھے دو سو روپیہ

Www.IslamicBooks.Website

ماہوار ملتے رہیں گے۔ کسی وقت پوچھ لینا میں نے کہا بہتر ہے خیال کیا کہ کسی دن فرصت کے وقت پوچھ لوں گا۔ شام کو عصر کی نماز کے وقت جب تکبیر ہو رہی تھی۔ صف سے ذرا منہ آگے نکال کر میری طرف چپکے سے اشارہ کر کے فرمایا کہ وہ بات یاد رکھنا پھر ہم چلے جائیں گے۔ مجھے بڑی حیرت ہوئی یہ کیا وقت اس کا تھا۔ دوسرے دن صبح کو دیوبند وغیرہ متعدد جگہ احباب کو خطوط لکھوائے جس میں مختلف امور کے ساتھ یہ لفظ بھی تھا کہ میرا آج سفر کا ارادہ ہے۔ ہم لوگ یہ سمجھتے رہے کہ اکثر بھوپال قیام رہتا ہے۔ وہاں تشریف لے جانے کا ارادہ ہوگا یا کہیں اور رعب کی وجہ سے ہر شخص ہر وقت بات کرنے کی جراءت نہ کرتا تھا۔ اگرچہ طبع مبارک میں مزاح بیحد تھا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی جلال بھی بہت تھا۔ شام کو عصر کی نماز پڑھ کر جب ہم سب گھر کی طرف چلے وہ اکثر اوقات مسجد میں ہی تشریف رکھا کرتے تھے۔ اس لئے مسجد میں رہ گئے۔ چند ہی قدم باہر چلے تھے کہ ایک شخص پیچھے سے دوڑا ہوا آیا کہ حضرت کا انتقال ہو گیا ہے (فضائل حج عکسی ۱۰۴۶)

دیکھا صاحب تصرف کا تصرف کہ گھر بیٹھے ۲۰۰ روپے ماہوار ملنا پھر موت کے آنے کا وقت معلوم ہونا۔ معلوم نہیں موت بھی اپنے تصرف سے ہی نہ آئی ہو۔ ان ھذا لشی عجاب. موت آنے کا علم پہلے سے ہو گیا اس عقیدے پر مبنی ایک اور واقعہ پڑھئے۔ زکریا صاحب لکھتے ہیں:

محمد بن قاسم کہتے ہیں کہ مجھ سے میرے شیخ محمد بن اسلم طوسی نے انتقال سے چار دن پہلے فرمایا کہ آؤ تمہیں خوشخبری سناؤں کہ تمہارے ساتھی کے (یعنی میرے) ساتھ حق تعالیٰ شانہ نے کس قدر احسان کیا کہ میری موت کا وقت

Www.IslamicBooks.Website

آ گیا.... (وصیت) فرما کر چوتھے دن انتقال ہو گیا۔ (فضائل صدقات: ٦٧٠)

عاشق و معشوق کی موت

زکریا صاحب اسی طرح حضرت شیخ ابوعبداللہ اندلسی کا وہ واقعہ بیان کرتے ہیں کہ جس میں وہ ایک عیسائی لڑکی کی زلف کے اسیر ہو گئے اور اس لڑکی کی شیخ سے جدائی کی وجہ سے یہ حالت ہو گئی کہ نہ بھوک رہی نہ پیاس نیند تو کہاں بے چینی اور بے قراری اپنی حد کو پہنچ گئی آخر خضر علیہ السلام اس لڑکی کو شیخ صاحب کے پاس پہنچاتے ہیں اور شیخ صاحب اسے عبادت کرنے کا حکم دیتے ہیں اور محنت کر کے موت کی دہلیز تک جا پہنچتی ہے۔ آگے کے الفاظ زکریا صاحب سے سنیں:

شیخ یہ سن کر فوراً تشریف لائے۔ جان بلب لڑکی حسرت بھری نگاہوں سے شیخ کی طرف دیکھنا چاہتی ہے مگر آنسوؤں میں ڈبڈبائی ہوئی آنکھیں اسے ایک نظر بھر دیکھنے کی مہلت نہیں دیتیں۔ آنسوؤں کا ایک تار بندھا ہوا ہے۔ مگر ضعف سے بولنے کی اجازت نہیں۔ لیکن اس کی زبان بے زبانی یہ کہہ رہی ہے "آخر شیخ کو بلا بھیجا کہ موت سے پہلے ایک مرتبہ میرے پاس ہو جائیں۔: ؎

دم آخر ہے ظالم دیکھ لینے دے نظر بھر کر
سدا پھر دیدہ تر کرتے رہنا اشک افشانی

آخر لڑکھڑاتی ہوئی زبان اور بیٹھی ہوئی آواز سے اتنا لفظ کہا "السلام علیکم" شیخ (شفقت آمیز آواز سے) تم گھبراؤ نہیں انشاء اللہ عنقریب ہماری ملاقات جنت میں ہونے والی ہے۔ لڑکی شیخ کے ناصحانہ کلمات سے متاثر ہو کر خاموش ہو گئی۔ اور اب یہ خاموشی ممتد ہوئی کہ یہ مہر سکوت صبح قیامت سے

Www.IslamicBooks.Website

پہلے نہ ٹوٹے گی اس پر کچھ دیر نہیں گزری تھی کہ مسافر آخرت نے اس دار فانی کو خیر باد کہا۔ شیخ اس کی وفات پر آبدیدہ ہیں مگر ان کی حیات بھی دنیا میں چند روز سے زائد نہیں رہی۔ حضرت شبلی کا بیان ہے کہ چند ہی روز کے بعد شیخ اس عالم فانی سے رخصت ہوئے۔ کچھ دنوں کے بعد شیخ نے خواب میں دیکھا کہ جنت کے ایک پر فضاء باغ میں مقیم ہیں اور ستر حوروں سے آپ کا نکاح ہوا ہے جن میں پہلی وہ عورت جس کے ساتھ نکاح ہوا یہی لڑکی ہے۔ اور اب وہ دونوں ابد الآباد جنت کی بیش قیمت نعمتوں میں خوش و خرم ہیں۔ (اکابر کا سلوک واحسان ص:۷۷)

قارئین! دیکھا آپ نے یہ وعدہ کہ ہم عنقریب جنت میں ملیں گے کیسے وفا کیا کہ اس کے مرتے ہی چند روز میں خود بھی اس کے پیچھے کوچ کر گئے۔ عنقریب کا جو وعدہ تھا۔ معلوم ایسے ہوتا ہے کہ ایک تو شیخ صاحب کو یہ علم تھا کہ میں بھی عنقریب مرنے والا ہوں اور دوسرا یہ علم تھا کہ ہم دونوں جنت میں بھی جانے والے ہیں اور شادی رچانے والے ہیں۔ ایک تیر میں دو شکار۔ پھر زکریا صاحب کا قلم اس واقعے کے بعد پتہ ہے کیا لکھتا ہے؟

ذلک فضل الله یوتیه من یشاء والله ذو الفضل العظیم

(یہ اللہ کا فضل ہے وہ جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے)

یہ اس واقعے کی سچائی پر مہر ہے زکریا صاحب کی طرف سے۔ جس واقعہ میں عالم الغیب اللہ کی بجائے غیر اللہ کو تسلیم کیا گیا ہے۔ اور شیخ صاحب آخر نا محرم ہونے کے باوجود اس لڑکی کو دیکھنے کیوں گئے یہ کونسی شریعت میں جائز ہے۔ اور اس لڑکی نے آپ کو کیوں بلایا۔ یہ عشق و معشوقی کے چکر اور ولایت کے دعویدار، دین کے علمبردار، تبلیغ کے ٹھیکیدار، قرآن و حدیث سے متصادم واقعات کے پرستار۔ لیجئے مرضی کی موت کا ایک واقعہ پڑھیے۔

Www.IslamicBooks.Website

مرضی کی موت

مولانا محمد یوسف اور مولانا انعام الحسن کا مکالمہ۔ مولانا محمد عیسیٰ صاحب نقل کرتے ہیں۔

حضرت جی (مولانا محمد یوسف).....بس بھائی ہمارا کام ختم ہوگیا اب رہنے کی ضرورت نہیں۔

حضرت مولانا انعام الحسن صاحب..... نہیں ابھی کام باقی ہے.....

حضرت جی.....اچھا میری عمر کیا ہوگی؟

حضرت مولانا انعام الحسن صاحب۔ اڑتالیس سال۔

حضرت جی..... بس اڑتالیس سال ہی کافی ہے۔

حضرت مولانا..... نہیں ابھی رہنے کی ضرورت ہے۔

حضرت جی..... ہماری تو اڑتالیس ہی کافی ہے۔

قریشی اور مفتی صاحبان نے عرض کیا ایسی جلدی کیا ہے۔ مرنا تو سب کو ہی ہے لیکن ابھی کام باقی ہے۔اس لئے آپ کی ابھی ضرورت باقی ہے۔

حضرت جی..... اچھا مشورہ کر کے بتاؤ میں کتنے دن اور زندہ رہوں۔

حضرت مولانا.....اگر یہ مشورہ کی بات ہوتی تو سب ہی مشورہ کر کے طے کر لیتے۔اپنی اپنی باری پر سب چلے جاتے ہیں۔

حضرت جی۔بس تو ہمارے لئے اڑتالیس سال ہی کافی ہیں۔ پالیسی مکمل ہو چکی اب تو جو زندہ رہے گا کام کرے گا۔ میرے زندہ رہنے کی ضرورت نہیں.....اصل یہ ہی ہے کہ ہماری منزل ہی پوری ہو چکی.....لہذا سچ مچ اگلے دن حضرت جی اس دار فانی سے دارالبقاء کو رحلت فرما چکے۔(تبلیغ کا مقامی کام ص:۱۵۳۔)

Www.IslamicBooks.Website

قارئین! دیکھا کیسی منصوبہ بندی ہے کہ اب ہماری منزل پوری ہو چکی ہے اور چونکہ پالیسی مکمل ہے لہذا زندہ رہنے کی ضرورت نہیں۔اس کو کہتے ہیں موت کا علم موت سے پہلے۔

انسان جب دارفانی سے کوچ کرتا ہے تو اس کی اگلی منزل برزخ ہوتی ہے۔جس کا تذکرہ اللہ تعالیٰ یوں کرتا ہے۔

وَمِن وَرَائِهِم بَرْزَخٌ الى يوم يُبْعَثُون. (الآیۃ) اوران کے پیچھے قیامت تک برزخ ہے۔

برزخ ایسا جہان ہے جہاں کی زندگی کا تعلق دنیا سے نہیں ہوتا۔یعنی انسان اور جن اس برزخی زندگی کو نہ دیکھ سکتے ہیں۔اور نہ ہی سن سکتے ہیں۔جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اگر میں اللہ سے دعا کروں اور وہ تمہیں سنا دے تو تم قبر میں مردوں کو دفن نہ کرو۔

یعنی صحابہ رضی اللہ عنہم بھی کامل ولی ہونے کے باوجود اس برزخی زندگی کے بھید کو نہ پا سکے۔لیکن تبلیغی بھائیوں کے نزدیک برزخی زندگی کا تعلق دنیاوی زندگی سے ہے۔اور برزخی زندگی والا انسان دنیاوی لحاظ سے زندہ رہتا ہے۔جیسا کہ درج ذیل واقعات اس بات پر دلالت کرتے ہیں۔زکریا صاحب لکھتے ہیں:

> ''ابوسنان کہتے ہیں خدا کی قسم میں ان لوگوں میں تھا۔جنہوں نے ثابت کو دفن کیا۔دفن کرتے ہوئے لحد کی ایک اینٹ گر گئی تو میں نے دیکھا کہ وہ کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں۔میں نے اپنے ساتھی سے کہا دیکھو یہ کیا ہو رہا ہے۔اس نے مجھے کہا چپ ہو جاؤ.....(ثابت) صبح کو ہمیشہ یہ دعا کیا کرتے تھے کہ یا اللہ اگر تو کسی کو یہ دولت عطا کرے کہ وہ قبر میں نماز پڑھے تو مجھے بھی عطا فرما۔(تبلیغی نصاب ص:۳۸۵)

اسی طرح زکریا صاحب فرماتے ہیں۔

Www.IslamicBooks.Website

''ایک بزرگ کی خواہش تھی کہ قبر میں مجھے تلاوت کا موقعہ ملے چنانچہ ان کی قبر سے تلاوت کی آواز سنی گئی۔ (تمیں مجالس ص:۲۲۰)

زکریا صاحب لکھتے ہیں کہ

سعید بن المسیب کہتے ہیں کہ مسجد نبوی میں۔ ''میں ہر نماز کے وقت آذان اور تکبیر کی آواز منبر شریف میں سے سنا کرتا تھا۔ (فضائل حج ص:۱۵۹)

تبلیغی جماعت کے اکابرین کی تحریریں یہ ثابت کرتی ہیں کہ ان کے نزدیک برزخی زندگی اور دنیاوی زندگی میں کوئی فرق نہیں ہے۔ ان کے مرنے والے قبروں میں زندہ ہیں اور دنیاوی زندگی کی طرح اعمال سرانجام دیتے ہیں۔ یہ واقعہ بھی اسی نظریے کو واضح کرتا ہے۔ مفتی عزیز الرحمٰن صاحب لکھتے ہیں:۔

''ایک صاحب (جو حضرت شیخ الحدیث دامت برکاتھم کے معتقد تھے) نے ایک دفعہ حضرت گنگوہی کے مزار پر مراقبہ کیا تو دیکھا کہ حضرت گنگوہی "الکوکب الدری" کا مطالعہ فرمارہے ہیں۔'' (ولی کامل ص:۱۷۶)

ان کا مراقبہ تو علم غیب کا پردہ بھی چاک کر دیتا ہے جو صحابہ رضی اللہ عنہم کی استطاعت سے بھی باہر تھا۔ اور دنیا کی کتابیں قبر میں پہنچا کر ثابت کر دیا کہ بریلویوں کا ختم والا سلسلہ صحیح ہے کیونکہ چیزیں قبر میں پہنچ سکتی ہیں۔ زکریا صاحب ایک اور ایمان شکن واقعہ تحریر فرماتے ہیں۔

''ایک بزرگ جو میرے والد کے دوست اور مخلص خدام میں تھے جو بڑے صاحب کشف تھے۔ کشف قبور میں بہت بڑھے ہوئے تھے۔ وہ والد صاحب کے انتقال کے دوسرے دن ان کی قبر پر حاضر ہوئے، والد صاحب نے ان سے تین باتیں فرمائیں۔

Www.IslamicBooks.Website

۱۔والد صاحب کے مخالفین بہت تھے۔فرمایا کہ مولوی زکریا سے کہہ دیجئے کہ ان کی فکر نہ کرو۔یہ خود اپنا نقصان اٹھائیں گے۔

۲۔والد صاحب پر قرض بہت تھا،اس کے مانگنے والے بہت تھے۔والد صاحب نے فرمایا، کہ اس کی فکر نہ کرو(الحمد للہ سب ادا ہو گیا)۔

۳۔بزرگوں سے ڈرتے رہنا،ان کی الٹی بھی سیدھی ہوتی ہیں۔(تیں مجالس ص:۱۸۵)۔

سوچئے اور غور کیجئے زکریا صاحب کا یہ عقیدہ کیا قرآن پاک کے خلاف نہیں ہے؟اور کیا یہ قرآن پاک کی اس آیت کا مذاق اڑانا نہیں ہے کہ:

"وما یستوی الاحیاء ولا الاموات" (الآیة) "اور مردہ اور زندہ برابر نہیں۔"

لیکن یہاں کسر کونسی رہ گئی ہے۔بلکہ نصیحت کی وجہ سے مردہ نمبر لے گیا۔زکریا صاحب قبر کے حالات کا چشم دید واقعہ ذکر کرتے ہیں۔

ایک کفن چور تھا۔وہ قبریں کھود کر کفن چرایا کرتا تھا۔اس نے ایک قبر کھودی۔ تو اس نے ایک شخص کو اونچے تخت پر بیٹھے ہوئے دیکھا۔قرآن پاک ان کے سامنے رکھا ہوا اور وہ قرآن شریف پڑھ رہے ہیں۔اور ان کے تخت کے نیچے ایک نہر چل رہی ہے اس شخص پر ایسی دہشت طاری ہوئی۔کہ بے ہوش ہو کر گر پڑا۔لوگوں نے اس کو قبر سے نکالا تین دن بعد ہوش آیا۔لوگوں نے قصہ پوچھا اس نے سارا حال سنایا۔بعض لوگوں نے اس قبر کو دیکھنے کی تمنا کی اس سے پوچھا کہ قبر بتادے۔اس نے ارادہ بھی کیا

Www.IslamicBooks.Website

کہ ان کو لیجا کر قبر دکھاؤں۔ رات کو خواب میں ان قبر والے بزرگ کو دیکھا کہہ رہے ہیں۔ اگر تو نے میری قبر بتائی تو ایسی آفتوں میں پھنس جائے گا کہ یاد کریگا اس نے عہد کیا کہ نہیں بتلاؤں گا۔ (موت کی یاد ص: ۴۵، فضائل صدقات ص: ۶۵۷)

ایک ہی واقعہ میں عقیدے کی بے شمار خرابیاں موجود ہیں۔

(۱) کفن چور کی بات پر اتنا ایمان کہ نبی ﷺ کی بات کو ٹھکرا دیا۔ کیونکہ نبی ﷺ نے فرمایا قبر میں مردے پر صبح شام جنت دوزخ پیش کی جاتی ہے۔ (مشکوٰۃ) اور یہاں تخت بھی ہے اور نہر بھی جاری ہے۔

(۲) آپؐ نے فرمایا جنت کی طرف سے ایک کھڑکی کھول دی جاتی ہے۔ اور یہاں اسے جنت میں پہنچا دیا گیا ہے۔

(۳) فرشتے سوال و جواب کے بعد نیک آدمی کو کہتے ہیں۔

نم کنومة العروس (مشکوٰۃ) ایسے سو جا جیسے دلہن سوتی ہے

اور یہاں اسے قرآن پڑھتا دکھلایا گیا۔

(۴) بزرگوں کو عالم الغیب مان لیا گیا ورنہ اسے کیسے پتہ چلا کہ اس کی قبر بتلائی جا رہی ہے۔

(۵) بزرگ کا خواب میں آکر یہ دھمکی دینا کہ اگر قبر بتلائی تو آفات میں پھنس جائے گا۔ معلوم ہوتا ہے کہ بزرگ نے یہ اس لئے کہا کہ تمام لوگ قبر کے عذاب و ثواب پر مطلع نہ ہو جائیں جبکہ نبی ﷺ کے معجزے کے علاوہ کوئی ولی، بزرگ، صحابی بھی قبر کے عذاب و ثواب پر مطلع نہیں ہو سکتا۔ جیسا

Www.IslamicBooks.Website

کہ پہلے حدیث بیان کی جاچکی۔

(٦) اور پھر صاحب قبر کو آفات و تکالیف دینے والا تسلیم کیا ہے۔ کہ مردہ زندہ انسان کو آفات میں پھنسا سکتا ہے۔ حالانکہ مشکل ڈالنے اور دور کرنے والا صرف اللہ تعالی ہے یہاں مردے کی طاقت کو ایسے رنگ میں پیش کیا گیا ہے۔ کہ خود بخود قبر پر عقیدت سے سر جھک جاتا ہے اور اس سے فریاد کرنے کو دل چاہتا ہے۔

جیسا کہ زکریا صاحب نے نبی ﷺ کی قبر پر درخواست کی۔ لکھتے ہیں:

اس طرح جب چالیس روز ہو گئے تو میں نے جا کر روضہ پاک پر عرض کیا کہ حضرت ہم میں کئی حج بدل پر آئے ہیں دشواری ہو رہی ہے چنانچہ شام کو ہمارے بدو کو ایک اونٹ مل گیا۔ (تبلیغی مجالس ص:۴۴)

فریادی کی نظر میں تو یہ صاحب قبر کی ہی مشکل کشائی بنتی ہے۔

لیجئے "اموات غیر احیاء" کی ایک اور مخالفت۔ زکریا صاحب لکھتے ہیں۔

جب کسی قبر پر حاضری ہو تو میت کے پاؤں کی طرف جائے۔ تا کہ میت کو اگر حق تعالی آنے والے کا کشف عطا فرمائے۔ تو دیکھنے میں سہولت رہے۔ اس لئے کہ جب میت قبر میں دائیں کروٹ لیٹی ہے۔ تو اس کی نظر قدموں کی طرف ہوتی ہے اگر کوئی سرہانے کی جانب سے آئے تو میت کو دیکھنے میں تعب اور مشقت ہوتی ہے۔ (فضائل صدقات ص:۹۱۵)

ایک طرف میت کہنا اور دوسری طرف آنکھیں ملانا۔ یہ واقعہ تو میت کے دیکھنے کا تھا لیجئے میت کا خواب میں مصافحہ کرنا اور اس کا اثر بھی دیکھئے۔

Www.IslamicBooks.Website

زکریا صاحب لکھتے ہیں کہ

''ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ بہت ہی نیک لڑکے کا انتقال ہوا رات خواب میں نظر آیا پوچھا کہ تیرے رب نے تیرے ساتھ کیا سلوک کیا، کہا کہ میرے زمانے کے تمام آدمیوں میں میری سفارش قبول فرمائی ابراہیم کہتے ہیں اس کے بعد اس لڑکے نے خواب میں مجھ سے رخصتی مصافحہ کیا اور میں نیند سے بیدار ہو گیا۔ میں حج سے فارغ ہو کر واپس ہوا لیکن راستہ میں سارے قافلے والے یہ کہتے تھے۔ کہ ابراہیم تیرے ہاتھ کی مہک سے ہر شخص حیران ہے۔ کہ کیسی خوشبو آ رہی ہے۔ اور اس واقعے کے نقل کرنے والے کہتے ہیں۔ کہ مرنے تک ابراہیم کے ہاتھوں میں سے وہ خوشبو آتی رہی۔ (فضائل صدقات ص:۱۰۰۳)

خواب کی دنیا کی کہانی تو آپ نے پڑھ لی، روحوں سے ملاقات بھی پڑھئے۔ زکریا صاحب یہ باب باندھ کر واقعہ لکھتے ہیں۔

ہندوستان میں انبیاء علیہم السلام کے مزار (کا انکشاف)

حضرت تھانوی نے فرمایا، ہندوستان میں بھی بعض انبیاء علیہم السلام کے مزار ہیں 'براس' جو ایک جگہ ہے۔ انبالہ سے آگے بنجارے کی سرائے اسٹیشن سے اتر کر وہاں ایک احاطہ ہے۔ اس میں مزار ہیں نشان کل قبروں کے نہیں۔ حضرت مجدد صاحب کو مکشوف ہوا کہ یہاں انبیاء علیہم السلام کے مزار ہیں۔ ہم بھی مولانا رفیع الدین صاحب مرحوم مہتمم مدرسہ دیوبند کے ساتھ گئے تھے۔ مولانا نے مراقبہ کیا۔ ان حضرات کی ارواح سے ملاقات

Www.IslamicBooks.Website

ہوئی گنتی میں تیرہ حضرات ہیں ان میں ایک باپ بیٹے بھی ہیں۔ باپ کا نام ابراہیم ہے۔ بیٹے کا نام حذر (نا معلوم بالضاد یا بالذال) مولانا نے ان سے بعثت کا زمانہ پوچھا تو ایک راجہ (کرن) کا نام لیا۔ تقریباً اب سے دو ہزار برس پہلے۔ (آپ بیتی نمبر ۷ ص: ۱۲۶)

روحوں کی دنیا کی سیر کے بعد مٹی کے ڈھیر (قبر) سے گفتگو سنئے زکریا صاحب لکھتے ہیں۔

حضرت عمر بن عبد العزیزؒ ایک مرتبہ ایک جنازہ کے ساتھ تشریف لے گئے اور قبرستان میں پہنچ کر علیحدہ ایک جگہ بیٹھ کر کچھ سوچنے لگے۔ کسی نے عرض کیا امیر المؤمنین آپ اس جنازے کے ولی تھے۔ آپ ہی علیحدہ بیٹھ گئے فر مایا ہاں مجھے ایک قبر نے آواز دے دی۔ اور مجھ سے یوں کہا اے عمر بن عبد العزیز! تو مجھ سے تو نہیں پوچھتا کہ میں ان آنے والوں کے ساتھ کیا کیا کرتی ہوں میں نے کہا ضرور بتا۔ اس نے کہا کہ میں ان کے بدن کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیتی ہوں۔ وغیرہ وغیرہ۔ (فضائل صدقات ص: ۵۳۹، ۲۵۵)

یہ گفتگو صرف عمر بن عبد العزیز کو ہی سنائی دی گئی یا کسی اور نے بھی سنی۔ پھر اس واقعہ کے راوی کون ہیں، اس کی سند کیسی ہے یا یہ بے سند بات ہے۔ یہ مختلف سوالات ذہن میں ابھرتے ہیں۔ کوئی ہے جو ان سوالات کا جواب دے۔

جنتی دوزخی کا علم

اس طرح زکریا صاحب، فقیر ابو اللیث کا بیان کردہ واقعہ لکھتے ہیں۔

کہ ایک شخص نے ایک نیک خراسانی کے پاس امانت رکھی۔ خراسانی کا انتقال ہو گیا جب وہ شخص امانت لینے آیا تو علماء سے مسئلہ پوچھا تو انہوں نے یہ ترکیب بتلائی۔

Www.IslamicBooks.Website

جب آدھی یا تہائی رات گزر جائے تو زمزم کے کنوئیں پر جا کر اس کا نام لے کر پکار کے اس سے دریافت کر اس نے تین دن تک ایسا ہی کیا۔ وہاں سے کوئی جواب نہ ملا اس نے پھر جا کر ان علماء سے تذکرہ کیا انہوں نے انا للہ پڑھا اور کہا کہ ہمیں تو یہ ڈر ہو گیا کہ شاید وہ جنت میں نہ ہو۔ تو فلاں جگہ جا وہاں ایک وادی ہے جس کا نام برہوت ہے اس میں ایک کنواں ہے اس کنوئیں پر آواز دے اس نے ایسا ہی کیا۔ وہاں سے پہلی ہی آواز میں جواب ملا کہ تیرا مال ویسا ہی محفوظ ہے فلاں جگہ سے زمین کھود کر نکال لے۔

(فضائل صدقات ص:۵۳۹،۲۵۵)

قارئین دیکھا جنت اور دوزخ میں داخلہ پتہ کرنے کا آسان ترین طریقہ۔ مگر قرآن سے تمسخر اموات غیر احیاء وما یشعرون ایان یبعثون. (الآیۃ) یہ مردہ ہیں زندہ نہیں ان مردوں کو تو اپنے اٹھائے جانے کا بھی علم نہیں۔ کہاں تو اللہ تعالی کا یہ فرمان کہ انہیں اپنے اٹھائے جانے کا علم بھی نہیں اور کہاں زکریا صاحب کا یہ عقیدہ کہ مردوں کو زندہ لوگوں کے اعمال تک کا علم ہوتا ہے۔ جیسا کہ زکریا صاحب اس لڑکے کا یہ قول نقل کرتے ہیں کہ جس کا عبادت کرتے ہوئے صرف ہڈی چمڑہ رہ گیا تھا اور اس کے ساتھی عبادت کرتے ہوئے اللہ کو پیارے ہو گئے جب اس کو عبادت میں کمی کا مشورہ دینے کے لئے محمد بن سماک آئے تو وہ کہنے لگا۔

میرا عمل دن میں دو بار ان (مرے ہوئے ساتھیوں) پر ظاہر ہوتا ہو گا۔ وہ کیا کہیں گے جب اس میں کوتاہی پائیں گے۔ (فضائل نماز ص:۳۳۹)

زکریا صاحب اس قسم کے واقعات وخواب اپنی کتاب میں ذکر کر کے تبلیغی جماعت کا یہ عقیدہ بنانا چاہتے ہیں کہ مردوں پر دنیا کے حالات واضح ہیں۔ چند واقعات اسی قسم کے پڑھیے۔

Www.IslamicBooks.Website

مُردوں کی حاضری

زکریا صاحب لکھتے ہیں۔

(۱) بشر بن منصور کہتے ہیں کہ ایک آدمی قبرستان میں شام کے وقت (مغفرت کی) دعا روزانہ پڑھتے تھے ایک دن اتفاق سے اس دعا کو پڑھنے کی نوبت نہیں آئی ویسے ہی گھر آ گئے۔ رات کو خواب میں بڑا مجمع قبرستان کے رہنے والوں کا آ گیا۔ اور کہنے لگا کہ تم نے ہم کو اس کا عادی بنا دیا تھا کہ روزانہ شام کو تمہاری طرف سے ہمارے پاس ہدیہ آیا کرتا تھا۔ اس نے پوچھا کیسا ہدیہ وہ کہنے لگے کہ تم جو دعا روزانہ شام کو کیا کرتے تھے وہ ہمارے پاس ہدیہ بن کر پہنچتی تھی۔ وہ شخص کہتے ہیں۔ کہ پھر میں نے کبھی اس دعا کو ترک نہیں کیا۔ (تبلیغی نصاب ص:۱۱۳،۱۱۹)

(۲) ایک نیک عورت مر گئی اس کے لڑکے نے یہ اہتمام شروع کر دیا کہ ہر جمعہ کو وہ ماں کی قبر پر جاتا اور قرآن شریف پڑھ کر اس کو ثواب بخشتا۔ اور اس کے لئے اور سب قبرستان والوں کے لئے دعا کرتا۔ ایک دن اس نے اپنی ماں کو خواب میں دیکھا اور پوچھا اماں تمہارا کیا حال ہے ماں نے جواب دیا۔ خوب مزے میں ہوں۔ لڑکے نے پوچھا کوئی خدمت میرے لائق ہو تو کہو اس نے کہا کہ تو ہر جمعہ کو میرے پاس آ کر قرآن پاک پڑھتا ہے۔ اس کو نہ چھوڑنا۔ جب تو آتا ہے سارے قبرستان والے خوش ہو کر مجھے خوشخبری دینے آتے ہیں۔ کہ تیرا بیٹا آ گیا۔ وہ لڑکا کہتا ہے۔ ایک دن خواب میں بہت بڑا مجمع مردوں اور عورتوں کا اس قبرستان والوں کا شکریہ ادا کرنے کے لئے آیا۔ کہ تم جو ہر جمعہ کو ہمارے پاس آتے ہو اور ہمارے لئے دعا مغفرت کرتے ہو اس سے ہم کو بڑی خوشی ہوتی ہے۔ (تبلیغی نصاب ص:۱۱۳،۱۱۹)

(۳) ایک اور عالم فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے خواب دیکھا کہ ایک قبرستان کی سب قبریں

Www.IslamicBooks.Website

ایک دم شق ہوگئیں اور مردے ان میں سے باہر نکل کر زمین پر سے وہ صدقہ دعا چن رہے ہیں جو لوگ اس قبرستان والوں کو بھیجتے تھے۔ ایک شخص فارغ بیٹھا ہے اور کچھ نہیں چنتا۔ میں نے کہا تم کیوں نہیں چنتے اس نے مجھے کہا۔ مجھے اس وجہ سے استغناء ہے کہ میرا لڑکا مجھے روزانہ ایک قرآن پڑھ کر بخشتا ہے۔ ایک عرصے کے بعد میں نے پھر اس شخص کو بھی چنتے دیکھا۔ میری آنکھ کھل گئی مجھے اس پر تعجب ہوا تحقیق کی تو معلوم ہوا لڑکے کا انتقال ہو گیا ہے۔ (فضائل صدقات ص:۱۲۰،۱۲۱)

حضرت صالح مری فرماتے ہیں۔ کہ میں راستے میں ایک قبر کے قریب بیٹھ گیا۔ بیٹھتے ہی میری آنکھ لگ گئی میں نے خواب میں دیکھا کہ سب قبریں شق ہوگئیں مردے ان سے نکل کر ہنسی خوشی کی باتیں کر رہے ہیں۔ قبر سے ایک مغموم نوجوان نکل کر ایک طرف بیٹھ گیا۔ فرشتے اترے، ان کے ہاتھوں میں دستر خوان تھے، ہر شخص خوان لیتا اور اپنی قبر میں چلا جاتا۔ یہ جوان خالی ہاتھ اپنی قبر میں جانے لگا تو میں نے پوچھا کہ تم اس قدر غمگین کیوں ہو۔ اور یہ خوان کیسے تھے۔ اس نے کہا کہ یہ خوان ان ہدایا کے تھے جو زندہ لوگ اپنے اپنے مردوں کو بھیجتے ہیں۔ میرا سوائے والدہ کے کوئی نہیں اس نے نئی شادی کر لی اور وہ خاوند میں مشغول رہتی ہے۔ میں نے اس کی والدہ کا پتہ پوچھا اور صبح کو اس پتہ پر جا کر اس کی والدہ کو پردے کے پیچھے بلایا اور یہ واقعہ سنایا۔ اس عورت نے کہا بیشک وہ میرا لڑکا تھا میرے جگر کا ٹکڑا تھا میری گود اس کا بستر تھی اس کے بعد اس عورت نے ایک ہزار دینار صدقہ کو دیئے اور کہا کہ آئندہ ہمیشہ اس کو دعا اور صدقہ سے یاد رکھوں گی کبھی نہ بھولوں گی۔

حضرت صالح فرماتے ہیں کہ میں نے پھر خواب میں اس مجمع کو اسی طرح دیکھا اور اس نوجوان کو بھی بڑی اچھی پوشاک میں بہت خوش دیکھا وہ میری طرف دوڑا ہوا آیا۔ اور کہنے لگا کہ صالح حق تعالیٰ تمہیں جزائے خیر دے تمہارا ہدیہ میرے پاس پہنچ گیا۔ (فضائل صدقات ص:۱۲۰،۱۲۱)

قارئین کرام! یہی بات تو بریلوی مولوی کہتے ہیں۔ کہ برخودار تمہارے باپ کی روح میرے پاس

Www.IslamicBooks.Website

آئی تھی۔ بھوکا ننگا تھا کچھ صدقہ کرو۔ کچھ خشک میوہ کوئی بہترین سوٹ بوٹ مجھے دو۔ مولوی کا منہ لیٹر بکس ہے اس میں ڈالو تو مردے کو مل جائے گا۔ یہی بات زکریا صاحب نے ثابت کردی اور بریلویوں کے لئے ان خرافات پر عمل کرنے کی راہیں کھول دیں۔ یہ بھی واضح کردیا کہ تبلیغی اور بریلوی عقائد ایک جیسے ہی ہیں۔ اور یہ روحوں کا تبلیغی جماعت والوں کے خواب میں آنا اور بریلویوں کی روحوں کا ہر جمعرات کو گھر آنا غور طلب نظریہ ہے۔ اسی طرح ایک مولوی صاحب ایک بیوہ کے پاس گئے اور کہا کہ تمہارے شوہر نامدار رات کو میرے پاس آئے تھے کچھ مانگ رہے تھے کچھ صدقہ خیرات دو۔ عورت کہنے لگی: بڑے بے وفا ہیں میرے خاوند۔ جب زندہ تھے تو رات کو میرے پاس آتے تھے۔ اور مرنے کے بعد تمہارے پاس آنے لگ گئے۔ وہ میرے پاس کیوں نہیں آجاتے۔ تاکہ میں کچھ دے دوں۔ اور بریلویوں کی حوصلہ افزائی زکریا صاحب کے اس کلام سے بھی ہوتی ہے فرماتے ہیں۔ اکابر کے لئے ایصال ثواب ضرور کیا کرو اس سے ان کی ارواح متوجہ ہوتی ہیں اور ان کے فیوض و برکات ملتے ہیں۔ (تیس مجالس ص:۲۱۱)

اور ایصال ثواب صرف قرآن سے کیوں۔ رنگارنگ کے کھانوں سے کیوں نہ ہو۔ اور پھر صرف روحوں کے فیوض و برکات ہی نہیں بلکہ مزاروں کے فیوض برکات بھی ہیں۔ جیسا کہ مفتی عزیز الرحمٰن صاحب زکریا صاحب کے حالات قلمبند کرتے ہوئے مزاروں کے بارے میں لکھتے ہیں۔

آج بھی ان کے مزارات سے فیوضات کے چشمے بہہ رہے ہیں۔ (ولی کامل ص:۹۴،۵۴)

ایک جگہ لکھتے ہیں۔ بستی سے غربی جانب آپ کا مزار اور خانقاہ اب بھی منبع فیوض و برکات بنا ہوا ہے۔ (ولی کامل ص:۹۴،۵۴)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا قبر میں سننا

بریلویوں اور تبلیغیوں میں یہ قدر مشترک ہے کہ دونوں نبی ﷺ کو قبر میں زندہ سمجھتے ہیں اور

Www.IslamicBooks.Website

بریلویوں کی طرح ان کا سہارا بھی موضوع (من گھڑت) احادیث ہیں۔ چنانچہ زکریا صاحب بھی یہ موضوع حدیث "من صلی علی عند قبری سمعته (رواہ البیھقی) پیش کر کے لکھتے ہیں ۔اس روایت میں حضور اقدس ﷺ کے خود سننے میں کوئی اشکال نہیں اس لئے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبور میں زندہ ہیں..... اور یہ تو محقق ہے کہ حضور ﷺ ان کا سلام سن رہے ہیں۔ (تبلیغی نصاب ص :۶۹۸، ۶۹۹ ۔ فضائل صدقات ص:۹۰۲)

حالانکہ اس حدیث کو الشیخ ناصر الدین البانی نے موضوع (من گھڑت) کہا ہے (سلسلۃ الاحادیث الضعیفہ رقم نمبر ۲۰۳)

صاحب الصارم المنکی فرماتے ہیں۔

هذا الحديث موضوع ليس له اصل (الصارم المنکی ۔ ۲۸۳)

یہ موضوع حدیث ہے اس کا اصل نہیں۔

اسی طرح امام عقیلی نے بھی یہی کہا **لا اصل له** (کتاب الضعفاء الکبیر ۔ ۱۳۷)

ابن الجوزی فرماتے ہیں **لایصح** (کتاب الموضوعات :۱/۳۰۳) یہ صحیح نہیں کیونکہ اس میں محمد بن مروان کذاب راوی آتا ہے (میزان الاعتدال ۴/۳۲، تہذیب التہذیب :۹/۲۳۷ اور اس روایت میں عبدالرحمان بن احمد الاعرج مجہول الحال ہے)

اس من گھڑت حدیث پر زکریا صاحب نے عقیدے کی بنیاد رکھی (سبحان اللہ) اسی طرح ایک اور روایت پیش کرتے ہیں۔

الانبياء احياء في قبورهم يصلون. کہ انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔ (تبلیغی نصاب ص ۶۹۹، فضائل صدقات ص:۸۹۶، ۹۱۸)

Www.IslamicBooks.Website

امام ذہبی اس حدیث کو پیش کر کے فرماتے ہیں:

خبر منکر (میزان الاعتدال ۱/۴۶۰) یہ حدیث منکر ہے۔

اس طرح زکریا صاحب کے نزدیک نبی سلام کا جواب بھی دیتے ہیں۔ اس کے ثبوت میں مندرجہ ذیل حدیث پیش کرتے ہیں۔

کہ جب کوئی شخص مجھ پر سلام کرتا ہے۔ تو اللہ جل شانہ مجھ پر میری روح لوٹا دیتے ہیں۔ یہاں تک کہ میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔

(ابو داؤد)۔ (تبلیغی نصاب ص:۷۰۲)

ابوداؤد اس حدیث کو یزید بن عبداللہ بن قیسط حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کرتا ہے۔ حالانکہ اس نے حضرت ابو ہریرہؓ کو دیکھا ہی نہیں (القول البدیع:۱۵۶) اور پھر اس کے بارے میں ابو حاتم "لیس بقوی" کہتے ہیں تہذیب التہذیب ۹/ ۲۷۴ اور اسی حدیث کی تشریح میں زکریا صاحب یہ واقعہ لے کر آئے ہیں۔ کہ

قبر سے وعلیکم السلام کی آواز

ابراہیم بن شیبان کہتے ہیں کہ میں حج سے فراغ پر مدینہ منورہ حاضر ہوا اور میں نے قبر شریف کے پاس جا کر سلام عرض کیا تو میں نے حجرہ شریف کے اندر سے وعلیکم السلام کی آواز سنی۔ (تبلیغی نصاب:۶۹۸، ۷۲۰۔ فضائل صدقات ۹۳۷)

اسی طرح اللہ کے رسول کو حاضری کی بھی اطلاع ہو جاتی ہے۔ اسی لئے زکریا صاحب نبی ﷺ کی قبر اور عام قبور پر جانے کا یہ طریقہ بتلاتے ہیں۔

جب کسی قبر پر حاضری ہو تو میت کے پاؤں کی طرف سے جائے تا کہ میت کو اگر حق تعالی سبحانہ آنے والے کا کشف عطا فرمائے۔ تو دیکھنے میں سہولت

Www.IslamicBooks.Website

رہے اس لئے کہ جب میت قبر میں دائیں کروٹ لیتی ہے تو اس کی نظر قدموں کی طرف ہوتی ہے اگر کوئی سرہانے کی جانب سے آئے تو میت کو دیکھنے میں تعب اور مشقت ہوتی ہے (فتح القدیر) (فضائل صدقات ص:۹۱۵)

اعمال امت نبی پر پیش ہونا

اسی طرح نبی ﷺ کو درود پڑھنے والے کا نام بھی پیش کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ زکریا صاحب لکھتے ہیں۔

پس تو بھی او مخاطب اپنے پاک نبی کا ذکر خوبیوں کے ساتھ کرتا رہا کر تیرا درود حضور اقدس ﷺ کے پاس حضور کی قبر اطہر میں پہنچتا ہے۔ اور تیرا نام حضور اقدس ﷺ کے خدمت میں پیش کیا جاتا ہے (تبلیغی نصاب: ۷۸۸) اور بقول الیاس صاحب کے ''حضور ﷺ کے سامنے امت کے اعمال پیش ہوتے ہیں۔ جو جتنا دین پھیلائے گا اتنا ہی وہ خوش ہوں گے۔ روضہ مبارک میں تمہاری تکلیف سے ان کو راحت ہوگی۔ (ارشادات ، مکتوبات الیاس صاحب ص:۲۵)

قبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم عرش سے افضل

اسی لئے تبلیغی جماعت کا یہ نظریہ ہے کہ قبلے کی بجائے نبی ﷺ کے روضے کی طرف منہ کر کے دعا مانگی جائے۔ (فضائل صدقات ص:۹۲۱) وہ شاید اس لئے کہ ان کے نزدیک قبر شریف کی جگہ ساری جگہوں سے افضل ہے جو حصہ حضور ﷺ کے بدن مبارک سے ملا ہوا ہے۔ وہ کعبہ سے افضل ہے، عرش سے افضل ہے (فضائل صدقات: ۹۱۲) حتی کہ آسمان و زمین کی ہر جگہ سے افضل ہے۔ جب آپ کی قبر کی زندگی کے اتنے ثبوت ہیں۔ تو انہیں یہ نظریہ بھی اپنانا پڑا کہ آپ سے اجازت بھی

Www.IslamicBooks.Website

مانگی جائے جیسا کہ اس واقعہ سے پتہ چلتا ہے۔

قبر سے اجازت

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب میرے والد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ صدیق بیمار ہوئے تو یہ وصیت فرمائی۔ کہ میرے انتقال کے بعد میری نعش روضہ اقدس پر لیجا کر عرض کر دینا کہ یہ ابو بکر رضی اللہ عنہ ہے آپ کے قریب دفن ہونے کی تمنا رکھتا ہے۔ اگر وہاں سے اجازت ہو جائے۔ تو مجھے وہاں دفن کر دینا اور اجازت نہ ہو تو بقیع میں دفن کر دینا۔ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد وصیت کے موافق جنازہ وہاں لے جا کر قبر شریف کے قریب یہی عرض کر دیا گیا۔ وہاں سے ایک آواز ہمیں آئی آدمی کہنے والا کوئی نظر نہ آتا تھا۔ کہ اعزاز و اکرام کے ساتھ اندر لے آو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے وصال کا وقت قریب ہوا تو مجھے اپنے سرہانے بٹھا کر فرمایا۔ کہ جن ہاتھوں سے تم نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دیا تھا۔ انہی ہاتھوں سے مجھے غسل دینا۔ اور خوشبو لگانا، اور مجھے اس حجرے کے قریب لے جا کر جہاں حضور کے قبر ہے۔ اجازت مانگ لینا۔ اگر اجازت مانگنے پر حجرے کا دروازہ کھل جائے تو مجھے وہاں دفن کر دینا۔ ورنہ مسلمانوں کے عام قبرستان (بقیع) میں دفن کر دینا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ جنازہ کی تیاری کے بعد سب سے پہلے میں آگے بڑھا اور میں نے جا کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ ابو بکر یہاں دفن ہونے کی اجازت مانگتے ہیں تو میں نے دیکھا ایک دم حجرہ کے کواڑ کھل گئے اور ایک آواز آئی کہ دوست کو دوست کے پاس پہنچا دو۔ علامہ سیوطی نے خصائص کبریٰ میں ان دونوں کا ذکر کیا ہے۔ محدثانہ حیثیت سے اس روایت کو منکر بتایا جاتا ہے لیکن تاریخی حیثیت تو باقی ہے ہی۔

(فضائل صدقات ص: ۹۱۲، ۹۵۰)

قارئین کرام! دیکھی ہاتھ کی صفائی۔ خود بھی تسلیم کر رہے ہیں کہ روایت منکر ہے اور منکر روایت پر

Www.IslamicBooks.Website

عقیدہ کی بنیاد نہیں رکھی جاسکتی۔ عقیدہ صحیح حدیث پر بنتا ہے، تاریخ پر نہیں۔ مگر تبلیغی جماعت کے اکابرین کو اس سے کیا۔ اور عوام میں یہ گمراہ کن نظریہ بھی پھیلا رہے ہیں کہ عقیدہ اپنانے میں تاریخی اور محدثانہ حیثیت سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

مرنے کے بعد گفتگو کے بارے میں مولانا یوسف صاحب بھی لکھتے ہیں:

''انتقال کے بعد (نبی ﷺ کے) سینے پر کان لگائے گئے تو بھی الصلوۃ الصلوۃ کے الفاظ تھے۔ (حضرت جی کی یادگار تقریریں ص:۳۵)

نبی ﷺ کی قبر کی زندگی کے بارے میں زکریا صاحب کے بیان کردہ چند واقعات بھی پڑھئے تاکہ آپ کو ان کے اصل عقیدے سے آگاہی حاصل ہو۔ زکریا صاحب فرماتے ہیں۔

اس سیاہ کار کو ان فضائل کے رسائل لکھنے کے زمانہ میں بعض مرتبہ خود کو اور بعض مرتبہ دوسرے احباب کو کچھ منامات اور مبشرات بھی آئے۔ اس رسالہ فضائل درود شریف کے لکھنے کے زمانے میں ایک رات خواب میں یہ دیکھا کہ مجھے یہ حکم دیا جارہا ہے کہ اس رسالہ میں قصیدہ ضرور لکھیو۔ لیکن قصیدہ کی تعین نہیں معلوم ہوسکی۔ دوبارہ بھی اس قسم کا خواب دیکھا۔ یہ خیال آیا کہ اس کا مصداق مولانا حاجی نور اللہ مرقدہ کی وہ مشہور نعت ہے..... جو اپنے والد صاحب سے پڑھی اور اسی وقت ان کی زبانی اس کے متعلق ایک قصہ بھی سنا تھا۔

قصہ یہ تھا کہ مولانا جامی (یہ مولانا وحدت الوجود جیسے شرکیہ عقیدے میں مبتلا تھے) نور اللہ مرقدہ و اعلی اللہ مراتبہ یہ نعت کہنے کے بعد جب ایک مرتبہ حج کیلئے تشریف لے گئے تو ان کا ارادہ یہ تھا کہ روضہ اقدس کے پاس کھڑا ہو کر اس نظم کو پڑھیں گے جب حج کے بعد مدینہ منورہ کی حاضری کا ارادہ کیا تو امیر مکہ نے خواب میں حضور ﷺ کی زیارت کی۔ حضور اقدس ﷺ نے خواب میں ان

Www.IslamicBooks.Website

کو یہ ارشاد فرمایا کہ اس (جامی) کو مدینہ نہ آنے دیں۔ امیر مکہ نے ممانعت کر دی مگر ان پر جذب و شوق اس قدر غالب تھا کہ یہ چھپ کر مدینہ منورہ کی طرف چل دیئے۔ امیر مکہ نے دوبارہ خواب دیکھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا وہ آرہا ہے۔ اس کو یہاں نہ آنے دو۔ امیر نے آدمی دوڑائے اور ان کو راستے میں پکڑوا کر بلایا۔ ان پر سختی کی اور جیل خانہ میں ڈال دیا اس پر امیر کو تیسری مرتبہ حضور ﷺ کی زیارت ہوئی۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ یہ کوئی مجرم نہیں بلکہ اس نے کچھ اشعار کہے ہیں جن کو یہاں آکر میری قبر پر کھڑے ہو کر پڑھنے کا ارادہ کر رہا ہے اگر ایسا ہوا تو قبر سے مصافحہ کیلئے ہاتھ نکلے گا۔ جس میں فتنہ ہوگا۔ اس پر ان کو جیل سے نکالا گیا اور بہت اعزاز و اکرام کیا گیا۔ (تبلیغی نصاب ص ۸۰۳)

قارئین کرام! غور و فکر کریں۔ منامات و مبشرات کے بعد دوسری بار خواب دیکھنے پر مولانا جامی کے قصیدے کا خیال آیا۔ پھر اس قصیدے کو عوام میں بلند مرتبہ کرنے کے لئے حج اور امیر مکہ والا واقعہ گھڑا گیا۔ اور یہ بھی نہ سوچا کہ یہ قصہ قرآن و حدیث سے متصادم ہے۔ اور رسول اکرم ﷺ پر بہتان باندھا کہ قصیدہ لکھنے کا حکم محمد ﷺ نے دیا...؟ اور خود ہی لکھتے ہیں کہ اگر یہ قصیدہ قبر پر پڑھا جاتا تو قبر سے مصافحہ کیلئے ہاتھ نکلتا۔ اس قصیدے کی ابتداء ہی عقیدہ توحید سے تصادم پر رکھی گئی انجام خدا جانے۔ قصیدے کا شعر پڑھئے اور خود فیصلہ کیجئے۔

زمھجوری بر آمد جان عالم .... ترحم یا نبی اللہ ترحم

ہجر کی وجہ سے جان لبوں پر ہے اے اللہ کے نبی ﷺ رحم کیجئے، رحم کیجئے۔ یہ شرک نہیں تو اور کیا ہے، انہی سے پوچھیے۔ ہم کچھ عرض کریں گے تو شکایت ہوگی۔

مولانا زکریا صاحب کی زبانی ہی ایک اور واقعہ سن لیجیئے۔ جو شرک سے لبریز ہے۔

سید احمد رفاعی مشہور بزرگ اکابر صوفیاء میں سے ہیں ان کا قصہ مشہور ہے

Www.IslamicBooks.Website

کہ جب ۵۵۵ھ میں وہ زیارت کے لئے حاضر ہوئے۔ اور قبر اطہر کے قریب کھڑے ہو کر دو شعر پڑھے تو دست مبارک باہر نکلا اور انہوں نے اس کو چوما۔ اس ناکارہ کا رسالہ فضائل حج کی حکایات زیارت مدینہ کے سلسلے میں نمبر ۱۳ پر یہ قصہ مفصل علامہ سیوطی کی کتاب الحاوی سے گزر چکا ہے۔ اور بھی متعدد قصے اس میں روضہ اقدس سے سلام کا جواب ملنے کے ذکر کئے گئے ہیں (ص ۳۰۸ تبلیغی نصاب فضائل درود ۱۲۵)

چلئے اب آپ کو میں فضائل حج کے اسی میدان میں لئے چلتا ہوں جہاں آپ قرآن وحدیث س متصادم بے شمار واقعات ملاحظہ فرمائیں گے۔

سید احمد رفاعی کے وہ دو شعر جو انہوں نے قبر نبوی پر پڑھے۔ اور اس کی تفصیل:

فی حالة البعد روحی کنت ارسلها ..... تقبل الارض عنی وهی نائبتی
وهذه دولة الاشياء قد حضرت ... فامدد يمينك کی تخطی بها شفتی

ترجمہ: دوری کی حالت میں اپنی روح کو خدمت اقدس بھیجا کرتا تھا۔ وہ میری نائب بن کر آستانہ کو چومتی تھی۔ اب جسموں کی حاضری کی باری آئی ہے۔ اپنا دست مبارک عطا کیجئے تاکہ میرے ہونٹ اس کو چومیں۔

اس پر قبر مبارک سے دست مبارک باہر نکلا اور انہوں نے اس کو چوما۔ (الحاوی للسیوطی) کہا جاتا ہے کہ اس وقت نوے ہزار کا مجمع مسجد نبوی میں تھا۔ جنہوں نے اس واقعہ کو دیکھا اور حضور کے دست مبارک کی زیارت کی۔ جن میں حضرت محبوب سبحانی قطب ربانی شیخ عبدالقادر جیلانی نور اللہ مرقدہ کا نام نامی بھی ذکر کیا جاتا ہے (البنیان المشی د: فضائل صدقات ص ۹۴۱ عکسی)

کیسا عجیب و غریب عقیدہ ھے

Www.IslamicBooks.Website

روح کا آستانہ مبارک کو چومنا کیا محمدی شریعت کا مسئلہ ہے۔ کیا صحابہؓ سے یہ نظریہ ثابت ہے۔ کیا اس واقعے میں یہ ثابت نہیں کیا گیا کہ قبر والے زندہ ہیں۔ مردہ نہیں ہیں۔ اور رب کے اس حکم کو ٹھکرا دیا گیا۔ اموات غیر احیاء وما یشعرون ایان یبعثون (الآیۃ) یہ مردہ ہیں زندہ نہیں اور ان کو تو اپنے اٹھائے جانے کا شعور بھی نہیں۔

سوچئے! یہ ہاتھ جو چومنے کے لئے باہر نکلا۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے سر پر شفقت رکھنے کیلئے کیوں نہ باہر آیا۔ اور جب لوگوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو محصور کر کے قتل کرنا چاہا تو کیوں نہ لوگوں کو منع کرنے کے لئے قبر سے باہر آیا۔ اگر اسی کا نام اسلام ہے تو اپنے اسلام کو سنبھالو کہ جتنی بے عقلی اس میں ہے کائنات کے کسی دین میں نہ ہوگی۔

قبر سے جواب

تبلیغی جماعت والے قبر والوں کے سننے اور جواب دینے کے بھی قائل ہیں۔ چند واقعات ثبوت کے لئے فضائل حج سے پڑھ لیں جس کی طرف فضائل درود میں مولانا زکریا صاحب نے اشارہ کیا تھا۔

۱۔ سید نور الدین ایجی شریف عفیف الدین کے والد ماجد کے متعلق لکھا ہے کہ وہ روضہ مقدسہ پر حاضر ہوئے۔ اور عرض کیا السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ تو سارے مجمع نے جو وہاں حاضر تھا سنا کہ قبر شریف سے وعلیک السلام یا ولدی کا جواب ملا (ص ۱۴۱ فضائل صدقات)

۲۔ شیخ ابو نصر عبد الواحد بن عبد الملک بن محمد بن ابی سعد الصوفی الکرخی فرماتے ہیں کہ میں حج سے فراغت کے بعد زیارت کے لئے حاضر ہوا حجرہ شریف کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ شیخ ابو بکر دیار بکری تشریف لائے اور موجہ شریفہ کے سامنے کھڑے ہو کر عرض کیا السلام علیک یا

Www.IslamicBooks.Website

رسول اللہ تو میں نے حجرہ شریف کے اندر سے یہ آواز سنی و علیکم السلام یا ابا بکر اور اس کو سب لوگوں نے جو حاضر تھے، سنا۔ (الحاوی: ص ۹۶۱ فضائل صدقات)

۳۔ یوسف بن علی کہتے ہیں کہ ایک ہاشمی عورت مدینہ منورہ طیبہ میں رہتی تھی۔ اور بعض خدام اس کو ستایا کرتے تھے۔ وہ حضور ﷺ کی خدمت میں فریاد لے کر حاضر ہوئی۔ تو روضہ شریف سے یہ آواز آئی: اما لک فی اسوۃ فاصبری کما صبرت او نحو ھذا. کیا تیرے لئے میرے اتباع میں رغبت نہیں جس طرح میں نے صبر کیا، تو بھی صبر کر۔ وہ عورت کہتی ہے کہ اس آواز کے بعد جس قدر کوفت مجھے تھی وہ سب جاتی رہی اور تینوں خادم جو مجھے ستایا کرتے تھے مر گئے۔ (ص ۹۶۱ فضائل صدقات)

۴۔ ثابت بن احمد ابوالقاسم بغدادی فرماتے ہیں کہ انہوں نے ایک مؤذن کو دیکھا کہ وہ مدینہ پاک میں مسجد نبوی میں صبح کی اذان دے رہے تھے۔ اذان میں مؤذن نے کہا الصلوۃ خیر من النوم تو ایک خادم نے آکر تھپڑ مار دیا۔ وہ مؤذن رویا اور عرض کرنے لگا۔ یا رسول اللہ آپ کی موجودگی میں میرے ساتھ یہ ہو رہا ہے۔ اس خادم پر فالج گر گیا۔ لوگ اٹھا کر اس کو گھر لے گئے تین دن بعد وہ مر گیا۔ (ص ۹۴۵ فضائل صدقات)

قبر میں سننے اور جواب دینے کے علاوہ قاری کے ذہن میں کیا یہ عقیدہ بھی پختہ نہیں ہو جائے گا کہ نبی ﷺ سے شکایت کرتے ہی تنگ کرنے والے مر گئے۔ واقعہ کے الفاظ اور طرز بیان سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ موت طبعی نہیں تھی۔ بلکہ نبی ﷺ کے تصرف کی وجہ سے وہ موت کا شکار ہوئے جبکہ محی و ممیت صرف اللہ ہی کی ذات ہے۔ جیسا کہ ابراہیمؑ کہتے ہیں۔ رب الذی یحیی و یمیت (الآیۃ) میرا رب وہ ہے جو زندہ بھی کرتا ہے اور مارتا بھی ہے۔ تبلیغی جماعت

Www.IslamicBooks.Website

کے اکابرین کا عقیدہ بالکل واضح ہو گیا ہے کہ وہ محمد رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کے اختیارات میں شامل سمجھتے ہیں۔ اب دو باتوں میں سے ایک بات مانے بغیر کوئی چارہ نہیں کہ نبی ﷺ کو رب تسلیم کرو یا اس عقیدہ کو شرکیہ کہو۔

۵۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے منقول ہے کہ جب حضور ﷺ کے دفن سے فارغ ہوئے تو ایک بدو حاضر ہوئے اور قبر اطہر پر پہنچ کر گر گئے اور عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے جو کچھ ارشاد فرمایا وہ ہم نے سنا اور جو اللہ جل شانہ کی طرف سے آپ کو پہنچا تھا اور آپ نے اس کو محفوظ فرمایا تھا، اس کو ہم نے محفوظ کیا۔ اس چیز میں جو آپ پر اللہ جل شانہ نے نازل کی (یعنی قرآن) یہ وارد ہے۔

ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاؤک فاستغفروا الله واستغفر لهم الرسول لوجدوا الله تواباً رحيما.

(ترجمہ) اگر یہ لوگ جب انہوں نے اپنے نفس پر ظلم کر لیا تھا آپ کے پاس آجاتے اور یہ کہ اللہ جل شانہ سے معافی مانگ لیتے۔ اور رسول اللہ ﷺ بھی ان کے لئے معافی مانگتے تو ضرور حق تعالیٰ شانہ کو توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا پاتے۔" اس کے بعد بدو نے کہا بیشک میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا ہے۔ اور اب میں آپ کے پاس مغفرت کا طالب بن کر حاضر ہوا ہوں۔ اس پر قبر اطہر سے آواز آئی کہ بیشک تمہاری مغفرت ہو گئی (ص ۹۴۲ فضائل صدقات)

یہ کس عقیدے کی تعلیم دی جا رہی ہے کہ قبر والے سنتے ہیں۔ گناہوں کی معافی کا آپ ﷺ کی زندگی میں تو وحی کے ذریعے علم ہو جاتا تھا، لیکن جبکہ انقطع الوحی پر ہر ایک کا ایمان ہے پھر آپ ﷺ کو اس کی بخشش کا کس طرح علم ہوا۔ پڑھنے والے کا ذہن خود بخود اس طرف چلا جاتا ہے کہ بریلویوں کے کہنے کے مطابق اللہ کے رسول ﷺ عالم الغیب تھے اور اسی عقیدے کا اظہار تبلیغی جماعت والے کر رہے ہیں۔

Www.IslamicBooks.Website

مردے کا اونٹ ذبح کرنا

زکریا صاحب کے درج ذیل واقعہ سے یہ عقیدہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ تبلیغی جماعت قبر والے مردے کے تصرفات کے قائل ہیں۔ لکھتے ہیں:

عرب کی ایک جماعت ایک مشہور سخی کریم کی قبر کی زیارت کو گئی۔ دور کا سفر تھا۔ رات کو وہاں ٹھہرے ان میں سے ایک شخص نے اس قبر والے کو خواب میں دیکھا وہ اس سے کہہ رہا ہے کہ تو اپنے اونٹ کو میرے بختی اونٹ کے بدلہ میں فروخت کرتا ہے (بختی اونٹ کا اعلیٰ قسم کے اونٹوں میں شمار ہوتا ہے۔ جو اس میت نے ترکہ میں چھوڑا تھا) خواب دیکھنے والے نے خواب ہی میں معاملہ کرلیا۔ وہ صاحب قبر اٹھا اور اس کے اونٹ کو ذبح کر دیا۔ جب یہ اونٹ والا نیند سے اٹھا تو اس کے اونٹ کا خون جاری تھا۔ اس نے اٹھ کر اس کو ذبح کر دیا (کہ اس کی زندگی کہ امید نہ رہی تھی) اور گوشت تقسیم کر دیا۔ سب نے پکایا کھایا۔ یہ لوگ وہاں سے واپس ہو گئے جب اگلی منزل پر پہنچے تو ایک شخص بختی اونٹ پر سوار ملا جو یہ تحقیق کر رہا تھا۔ کہ فلاں نام کا شخص تم میں کوئی ہے۔ اس خواب والے شخص نے کہا کہ یہ میرا نام ہے۔ اس نے پوچھا کہ تو نے فلاں قبر والے کے ہاتھ کوئی چیز فروخت کی ہے۔ خواب دیکھنے والے نے اپنا خواب کا قصہ سنایا۔ جو شخص بختی اونٹ پر سوار تھا اس نے کہا کہ وہ میرے باپ کی قبر تھی، یہ اس کا بختی اونٹ ہے۔ اس نے مجھے خواب میں کہا ہے کہ اگر تو میری اولاد ہے تو میرا بختی اونٹ فلاں شخص کو دے دے، تیرا نام لیا تھا۔ یہ بختی اونٹ تیرے حوالے ہے۔ یہ کہہ کر وہ اونٹ دے کر چلا گیا (اب زکریا صاحب کا تبصرہ بھی سماعت کریں) یہ سخاوت کی حد ہے کہ مرنے کے بعد بھی اپنی قبر پر آنے والوں کی مہمانی میں اپنے اصیل اونٹ کو فروخت کر کے آنے والوں کی مہمانی کی۔ باقی یہ بات کہ مرنے کے بعد اس قسم کا واقعہ

Www.IslamicBooks.Website

کیونکر ہو گیا اس میں کوئی محال چیز نہیں۔ عالم ارواح میں اس قسم کے واقعات ممکن ہیں (ص ۷۰۹ فضائل صدقات حصہ دوم)

قارئین! خواب تو آتے جاتے رہتے ہیں لیکن اس واقعہ میں تو ایسا لگتا ہے کہ خواب میں آنا اپنے قبضہ قدرت میں ہے خواب کو تو چھوڑیئے۔ ان الفاظ پر غور کیجئے ''صاحب قبر اٹھا اور اس کے اونٹ کو ذبح کر دیا۔''

دلائل کو تو چھوڑیں۔ صرف عقل سے ہی کام لیں کہ کیا وہ مردہ قبر سے نکل کر اونٹ کو ذبح کرنے کے لئے ہی زندہ تھا۔ باہر نکل کر عقیدہ توحید و سنت کا پرچار کیوں نہیں کرتا۔ یہ واقعہ تو من گھڑت واقعہ ہی ہے۔ قرآن پاک کے خلاف، حدیث رسول ﷺ کے خلاف، عقل کے خلاف۔ اب اس واقعہ پر زکریا صاحب کا عقیدہ بھی پڑھ لیں اور پھر تبلیغی نصاب پڑھنے والوں کے عقائد کو برباد ہوتا دیکھ لیں۔ فرماتے ہیں: ''مرنے کے بعد قبر پر آنے والوں کی مہمانی کرنا سخاوت کی حد ہے۔'' کیا ہم یہ عقیدہ رکھیں کہ قبر والے دنیا کے تمام حالات سے واقف ہوتے ہیں اسی لئے فوراً پتہ چل گیا کہ میری قبر کی زیارت کے لئے جماعت آئی ہے تو وہ مردہ اونٹ ذبح کرنے کے لئے قبر سے باہر نکل آیا اور پھر معلوم نہیں واپس کیوں قبر میں داخل ہوا۔ شاید وہاں بھی مہمانی کرنی ہو۔ اور پھر واقعہ کی تردید کی بجائے کہا۔ مرنے کے بعد اس قسم کے واقعات محال نہیں ممکن ہیں۔ پھر ان میں اور بریلویوں میں کیا اختلاف۔ وہ بھی تو یہی کہتے ہیں۔

قبر والے کی سخاوت

اسی قسم کا ایک اور واقعہ بھی پڑھ لیجئے۔ زکریا صاحب فرماتے ہیں کہ مصر میں ایک صاحب خیر شخص تھے۔ جو اہل ضرورت اور فقراء کے لئے چندہ کر دیا کرتے تھے۔ جب کسی کو حاجت پیش آتی۔ وہ ان سے کہتا وہ اہل ثروت لوگوں سے کچھ مانگ کر اس کو دے دیا کرتے۔ ایک فقیر ان کے پاس گیا

Www.IslamicBooks.Website

اور کہا میرے ہاں لڑکا پیدا ہوا ہے اور میرے پاس اس کی اصلاح کے انتظام کے لئے کوئی چیز نہیں ہے۔ یہ صاحب اٹھے اور لوگوں سے اس کے لئے مانگا۔ لیکن کہیں سے کچھ نہ ملا۔ یہ سب سے مایوس ہو کر ایک سخی کی قبر پر گئے۔ اور اس کی قبر پر بیٹھ کر یہ سارا واقعہ کہا۔ اور وہاں سے اٹھ کر چلے آئے۔ اور واپس آکر اپنے پاس سے ایک دینار نکالا اور اس کو توڑ کر دو ٹکڑے کئے اور ایک ٹکڑا اپنے پاس رکھ لیا۔ دوسرا فقیر کو دے دیا کہ یہ میں قرض دیتا ہوں۔ اس وقت تم اس سے اپنا کام چلا لو۔ جب تمہارے پاس کہیں سے کچھ آجائے تو میرا قرضہ ادا کر دینا۔ وہ لے کر چلا گیا ور اپنی ضرورت پوری کر لی۔ رات کو ان صاحب دینار نے اس قبر والے کو خواب میں دیکھا وہ کہہ رہا ہے کہ میں نے تمہاری بات تو سن لی تھی مگر مجھے جواب دینے کی اجازت نہ ہوئی کہ تم میرے گھر والوں کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ مکان کے فلاں حصے میں جو چولہا بن رہا ہے اس کے نیچے ایک چینی کا مرتبان گڑ رہا ہے اس میں پانسو اشرفیاں ہیں۔ اس فقیر کو دے دیں۔ یہ صبح اٹھ کر اس کے مکان پر گئے اور گھر والوں سے سارا قصہ اور اپنا خواب بیان کیا۔ انہوں نے ایک جگہ کو کھودا اور وہ مرتبان پانسو اشرفیوں کا نکال کر اس کے حوالے کر دیا۔ اس شخص نے کہا کہ خواب کوئی شرعی چیز نہیں ہے۔ تم لوگ اس مال کے وارث اور مالک ہو۔ اس لئے میں محض اپنے خواب کی وجہ سے اس کو نہیں لیتا۔ مگر ان وارثوں نے اصرار کیا کہ جب وہ مر کر سخاوت کرتا ہے تو بڑی بے غیرتی ہے کہ ہم زندہ سخاوت نہ کریں۔ ان کے اصرار پر اس نے وہ اشرفیاں لے کر اس فقیر کو دے دیں۔ اور سارا قصہ سنایا اس نے ان میں سے ایک دینار لیکر اس کے دو ٹکڑے کئے۔ ایک ان صاحب کو اپنے قرضے کی ادائیگی میں دیا اور دوسرا ٹکڑا اپنے پاس رکھ کر کہا۔ کہ میری ضرورت کو تو یہ کافی ہے۔ باقی یہ سب رقم میری ضرورت سے زائد ہے۔ میں اس کو لیکر کیا کروں گا۔ وہ سب فقراء میں تقسیم کر دی۔ صاحب

Www.IslamicBooks.Website

اتحاف کہتے ہیں کہ اس قصے میں غور کرنے کی چیز یہ ہے کہ سب سے زیادہ سخی کون ہے۔ میت یا اس کے گھر والے یا یہ فقیر اور ہمارے نزدیک تو یہ فقیر سب سے زیادہ سخی ہے کہ اپنی اس شدت حاجت کے باوجود نصف دینار سے زیادہ لینا پسند نہ کیا (ص ۱۴۷ فضائل صدقات)

سوچیے کیا تبلیغی نصاب پڑھنے والوں کو اس عقیدے کی تعلیم نہیں دی جارہی کہ زندہ لوگوں سے مایوس ہو کر حاجت روائی کے لئے مردوں کی قبروں پر جاؤ۔ بریلویوں کا بھی تو یہی جرم ہے کہ زندہ اللہ کو چھوڑ کر قبروں کی خاک چھانتے پھر رہے ہیں۔ اور پھر ان الفاظ پر غور کیجئے۔ "میں نے تمہاری بات تو ساری سن لی تھی مگر مجھے جواب دینے کی اجازت نہ ہوئی" حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

ان تدعوھم لا یسمعوا دعائکم ولو سمعوا ما استجابوا لکم

اگر تم انہیں پکارو تو وہ تمہاری پکار نہیں سنیں گے اور اگر بالفرض محال سن بھی لیں تو جواب نہیں دے سکتے۔

جب اس واقعے پر ایک صاحب نے یہ اعتراض کیا۔ جب صاحب قبر کسی واسطے سے امداد کر سکتے ہیں تو اس زمانے میں پریشان حال لوگ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جا کر جو حاجتیں اور منتیں مانگتے ہیں ان سے ہم کو کیوں روکا جاتا ہے۔ دوسرا سوال یہ ہے کہ قرآن پاک میں ہے **وما انت بمسمع من فی القبور** یعنی تم اپنی آواز قبر والوں کو نہیں سنا سکتے تو یہاں آواز کیوں سنائی گئی اور قبر والوں نے کس طرح سنا۔ (کتب فضائل پر اشکالات اور ان کے جوابات ص: ۱۹۷)

اب زکریا صاحب کا دیا ہوا جواب پڑھیے۔

اصل تو یہی ہے کہ اموات کا مستقل سننا ثابت نہیں۔ **انک لا تسمع الموتیٰ ولا تسمع الصم الدعاء** یہ آیت قرآنی اس بارے میں نص ہے اور اسی وجہ سے مشائخ قبور پر جا کر ان کو مخاطب کر کے ان سے طلب کو ناجائز کہتے ہیں۔ البتہ براہ راست اگر اللہ جل شانہ سے ان کے

Www.IslamicBooks.Website

وسیلہ سے کوئی دعا مانگی جائے تو اس میں مضائقہ نہیں اس کے علاوہ اگر کسی جگہ کوئی خاص واقعہ سننے کا ثبوت مل جائے تو وہ خرق عادت اور کرامت پر محمول ہوگا۔ جس کو حجت یا سب جگہ جاری نہیں کیا جا سکتا آپ کا یہ کہنا کہ حضرت خواجہ صاحب کا اپنی قبر میں زندہ ہونے میں کیا اشکال ہے۔ واقعی حضرت خواجہ صاحب اور دیگر بزرگان دین کے علوشان میں تو کوئی انکار نہیں۔ لیکن احادیث میں صرف انبیاء کی خصوصیات آئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر ان کے بدن کھانے کو حرام فرما رکھا ہے۔ اس لئے کسی غیر نبی کو چاہے وہ کتنا ہی عالی شان کیوں نہ ہو نبی پر قیاس نہیں کیا جا سکتا لیکن اس کے باوجود: ؎ ہیں کواکب کچھ نظر آتے ہیں کچھ

دھوکہ دیتے ہیں یہ بازی گر کھلا

چند ایک اور تصرفات بھی پڑھ لیجئے تا کہ آپ کو معلوم ہو جائے کہ بد سے بدنام برا۔

قبر سے روٹی

۱۔ ابن جلاء کہتے ہیں کہ میں مدینہ طیبہ حاضر ہوا۔ مجھ پر فاقہ تھا میں قبر شریف کے قریب حاضر ہوا اور عرض کیا حضور میں آپ کا مہمان ہوں۔ مجھے کچھ غنودگی سی آ گئی تو میں نے حضور اقدس ﷺ کی زیارت کی حضور ﷺ نے مجھے ایک روٹی مرحمت فرمائی میں نے آدھی کھائی اور جب جاگا تو آدھی میرے ہاتھ میں تھی (فضائل صدقات ص ۹۴۴)

جاگنے پر آدھی روٹی کا ہاتھ میں ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ خواب کا واقعہ نہیں تھا۔

قبر سے درہم

۲۔ صوفی ابو عبداللہ محمد بن ابی زرعہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے والد اور ابو عبداللہ بن خفیف کے ساتھ مکہ مکرمہ حاضر ہوا بڑی سخت تنگی تھی فاقہ بہت سخت ہو گیا تھا۔ اسی حالت میں ہم مدینہ طیبہ حاضر ہوئے اور خالی پیٹ ہی رات گزاری میں اس وقت تک نابالغ تھا۔ بار بار والد کے پاس جاتا

Www.IslamicBooks.Website

اور جا کر بھوک کی شکایت کرتا۔ میرے والد اٹھ کر قبر شریف کے قریب حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ میں آج آپکا مہمان ہوں۔ یہ عرض کر کے وہیں مراقبے میں بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر بعد مراقبے سے سر اٹھانے کے بعد رونے لگتے اور کبھی ہنسنے لگتے۔ کسی نے اس کا سبب پوچھا۔ تو کہنے لگے کہ میں نے حضور اقدس ﷺ کی زیارت کی آپ ﷺ نے میرے ہاتھ میں چند درہم رکھ دیئے۔ ہاتھ کھولا تو اس میں درہم رکھے ہوئے تھے۔ صوفی جی کہتے ہیں کہ حق تعالیٰ شانہ نے ان میں اتنی برکت فرمائی کہ ہم نے شیراز لوٹنے تک اسی میں سے خرچ کیا۔ (ص ۹۴۴ فضائل صدقات)

۳۔ شیخ احمد بن محمد صوفی کہتے ہیں کہ میں جنگل میں تیرہ ماہ تک حیران و پریشان پھرتا رہا۔ میرے بدن کی کھال بھی چھل گئی۔ میں اسی میں مدینہ طیبہ حاضر ہوا۔ اور روضہ اقدس پر حاضر ہو کر حضور ﷺ کی خدمت میں اور حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کی خدمت میں سلام عرض کیا اور اس کے بعد میں سو گیا۔ میں نے حضور ﷺ کی خواب میں زیارت کی۔ ارشاد فرمایا احمد تم آئے میں نے عرض کیا کہ جی حضور ﷺ حاضر ہوا ہوں۔ اور میں بھوکا بھی ہوں اور آپ کا مہمان ہوں۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: دونوں ہاتھ کھولو۔ میں نے دونوں ہاتھ کھول دیئے۔ حضور ﷺ نے ان کو درہم سے بھر دیا۔ میری جب آنکھ کھلی تو دونوں ہاتھ درہم سے بھرے ہوئے تھے۔ میں نے اسی وقت روٹی اور فالودہ خریدا اور کھا کر جنگل چل دیا (ص ۹۴۴ فضائل صدقات)

قارئین سوچنے کی بات تو یہ ہے کہ یہ پکی پکائی روٹیاں اور وہ درہم جس پر موجودہ حکومت کی مہر ثبت ہوتی ہے، عالم برزخ میں کس طرح پہنچ گئے اور پھر یہ بھی توجہ طلب امر ہے کہ کیا عالم برزخ کی اشیاء عالم دنیا میں پہنچائی جا سکتی ہیں۔ غور و فکر کیجئے لیکن ایک اور واقعہ پڑھنا شروع کیجئے جسے زکریا صاحب نے فضائل صدقات کے صفحہ نمبر ۹۴۲ پر تحریر کیا ہے۔

Www.IslamicBooks.Website

برزخ سے پانی

۴۔ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب دشمنوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو محصور کر رکھا تھا میں ان کی خدمت میں سلام کیلئے حاضر ہوا۔ تو فرمانے لگے بھائی بہت اچھا کیا آئے میں نے اس کھڑکی سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا عثمان تمہیں ان لوگوں نے محصور کر رکھا ہے۔ میں نے عرض کیا: جی کر رکھا ہے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمہیں پیاسا کر رکھا ہے (کہ ان لوگوں نے پانی اندر جانا بند کر دیا تھا) میں نے عرض کیا جی ہاں۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ڈول پانی کا لٹکایا۔ جس میں سے میں نے پانی پیا۔ اس پانی کی ٹھنڈک اب تک میرے دونوں شانوں اور دونوں چھاتیوں کے درمیان محسوس ہو رہی ہے۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر تم چاہو تو ان کے مقابلے میں تمہاری مدد کی جائے۔ اور تمہارا دل چاہے تو یہاں ہمارے پاس ہی افطار کر لینا۔ میں نے عرض کر دیا کہ حضور کی خدمت میں حاضری ہی چاہتا ہوں۔ اسی دن شہید کر دیئے گئے۔ (فضائل صدقات ص ۹۴۲)

مقام فکر ہے صحابہ رضی اللہ عنہم کا نام لے کر کس طرح عقیدے برباد کئے جا رہے ہیں کہ قبر سے نکل کر پانی ہی نہیں پلایا بلکہ پوچھا بھی کہ چاہو تو تمہاری مدد کی جائے۔ کہاں گیا رب کا یہ ارشاد۔ **وما النصر الا من عند الله** (الآیۃ) مدد اللہ کی طرف سے آتی ہے۔ اور پھر یہ بھی نہ سوچا کہ ایک طرف روزہ دار ثابت کر رہے ہیں کہ افطاری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کرنی منظور کی اور دوسری طرف افطاری سے پہلے ہی پانی بھی پلا رہے ہیں کہانی بنانے والے سے بہت بڑی غلطی ہوگئی۔ کسی نے سچ کہا ہے دروغ گو حافظہ نہ باشد۔

قبر سے روٹی

۵۔ شیخ ابوالخیر اقطع فرماتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ میں آیا پانچ دن وہاں قیام کیا کچھ مجھ کو

ذوق ولطف حاصل نہ ہوا۔ میں قبر شریف کے پاس حاضر ہوا اور رسول اللہ ﷺ کو دیکھا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ کی داہنی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ آپ کی بائیں جانب تھے۔ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ آپ کے آگے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مجھ کو بلایا اور فرمایا کہ اٹھ رسول خدا ﷺ تشریف لائے ہیں۔ میں اٹھا اور حضرت کے دونوں آنکھوں کے درمیان چوما۔ حضور ﷺ نے ایک روٹی مجھ کو عنایت فرمائی۔ میں نے آدھی کھائی اور جاگا تو آدھی میرے ہاتھ میں تھی۔ (تبلیغی نصاب ص:۷۹۸،۷۹۹)

قبر سے بال

۶۔ حضرت شاہ صاحب نمبر ۱۵ پر تحریر فرماتے ہیں کہ میرے والد نے مجھ سے بتایا کہ وہ ایک دفعہ بیمار ہوئے تو خواب میں نبی کریم ﷺ کی زیارت ہوئی۔ حضرت نے ارشاد فرمایا میرے بیٹے کیسی طبیعت ہے؟ اسکے بعد شفاء کی بشارت عطا فرمائی اور اپنی داڑھی مبارک میں سے دو بال مرحمت فرمائے۔ مجھے اسی وقت صحت ہوگئی اور جب میری آنکھ کھلی تو وہ دونوں بال میرے ہاتھ میں تھے۔ (تبلیغی نصاب ص:۷۹۸،۷۹۹)

برزخ میں دعوت

۷۔ حضرت شاہ صاحب اپنے رسالہ حرز ثمین میں نمبر ۱۹ پر تحریر فرماتے ہیں کہ مجھ سے میرے والد نے ارشاد فرمایا کہ وہ رمضان المبارک میں سفر کر رہے تھے۔ نہایت شدید گرمی تھی جس کی وجہ سے بہت ہی مشقت اٹھانی پڑی۔ اسی حالت میں مجھے اونگھ آگئی تو نبی کریم ﷺ کی خواب میں زیارت ہوئی۔ حضور ﷺ نے بہت ہی لذیذ کھانا جس میں چاول اور میٹھا اور زعفران اور گھی خوب تھا (نہایت لذیذہ زردہ) مرحمت فرمایا جس کو خوب سیر ہو کر کھایا پھر حضور ﷺ نے پانی

Www.IslamicBooks.Website

مرحمت فرمایا جس کو خوب سیر ہو کر پیا۔ جس سے بھوک پیاس جاتی رہی۔ اور جب آنکھ کھلی تو میرے ہاتھوں میں سے زعفران کی خوشبو آرہی تھی ان قصوں میں کچھ تردد نہ کرنا چاہئے۔ (تبلیغی نصاب ص:۷۹۸،۷۹۹)

قبر سے لباس

۸۔ زکریا صاحب نبی ﷺ کی طرف سے وفات کے بعد کپڑے دینے والے واقعے پر یوں تبصرہ کرتے ہیں۔ "اور سچی توبہ کی برکت سے حضور ﷺ کی طرف سے کپڑوں کا اعزاز خود ایک قابل فخر چیز ہے" (فضائل صدقات ص:۴۲۵)

قبر سے مرادیں بر آنا

قبروں اور درباروں پر سوالی بن کر جانے اور مرادیں مانگنے کا عقیدہ تبلیغی نصاب والے پھیلا رہے ہیں۔ ثبوت کے لئے چند واقعات پڑھئے۔ زکریا صاحب فرماتے ہیں کہ:

۱۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ایک مرتبہ مدینہ منورہ میں قحط پڑا ایک شخص حضور ﷺ کی قبر اطہر پر حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ کی امت ہلاک ہو رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے بارش مانگ دیجئے۔ (ص ۷۴۳ فضائل صدقات)

۲۔ محمد بن المنکدر کہتے ہیں کہ ایک شخص نے میرے والد کے پاس اسی اشرفیاں امانت رکھیں اور یہ کہہ کر جہاد میں چلا گیا کہ اگر ضرورت پڑے تو خرچ کر لینا۔ میں واپس آ کر لے لوں گا ان کے جانے کے بعد مدینہ منورہ میں تنگی زیادہ پیش آئی۔ میرے والد نے وہ خرچ کر ڈالیں۔ جب وہ صاحب واپس آئے تو انہوں نے رقم طلب کی۔ والد صاحب نے کل کا وعدہ کر لیا اور رات کو قبر اطہر پر حاضر ہو کر عاجزی کی کبھی قبر شریف کے قریب دعا کرتے کبھی منبر شریف کے متصل تمام رات یوں ہی گزر گئی۔ صبح کے قریب حضور اقدس ﷺ کی قبر اطہر کے قریب دعا کر رہے تھے

Www.IslamicBooks.Website

کہ اندھیرے میں ایک شخص کی آواز سنی۔ وہ کہہ رہے ہیں ابو محمد یہ لے لو۔ میرے والد نے ہاتھ بڑھایا تو انہوں نے ایک تھیلی دی جس میں اشرفیاں تھیں۔ (ص ۹۴۳ فضائل صدقات)

ان الفاظ پر غور کیجئے "عاجزی کی" کیا اسی کو بندگی نہیں کہتے جو صرف اللہ ہی کی ہو سکتی ہے۔ کیونکہ عبادت کا معنی "التذلل" کیا گیا ہے جسے عاجزی وانکساری سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ سوالی بن کر سوال بھی کیا اور مراد بھی بر آئی۔ کیا خیال ہے اب آپ کا۔ ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود وایاز۔

۳۔ ابو بکر بن المقری کہتے ہیں کہ میں اور امام طبرانی اور ابو الشیخ مدینہ طیبہ میں حاضر تھے۔ کھانے کو کچھ ملا نہیں۔ روزہ پر روزہ رکھا۔ جب رات ہوئی عشاء کے قریب میں قبر اطہر پر حاضر ہوا۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ بھوک۔ یہ عرض کر کے لوٹ آیا (لیجئے اب اس شکایت کا جواب) ایک علوی دو غلاموں کے ساتھ بہت سا کھانا لایا اور کہنے لگا تم نے حضور ﷺ سے شکایت کی میں نے حضور اقدس ﷺ کی خواب میں زیارت کی حضور ﷺ نے حکم فرمایا کہ میں تمہارے پاس کچھ پہنچاؤں (ص ۹۴۳ فضائل صدقات)

قبر پر جا کر بھوک کی شکایت کی۔ کھانے کا سوال کیا۔ اور جلد ہی نتیجہ نکل آیا۔ کیا یہی معنی ہے۔ "اللہ سے سب کچھ ہونے کا یقین اور غیر سے کچھ بھی نہ ہونے کا یقین۔"

۴۔ اسی قسم کا واقعہ زکریا صاحب، سید ابو محمد عبد حسینی کا انہی کی زبانی بیان کرتے ہیں کہ میں مدینہ طیبہ میں تھا تین دن تک کچھ کھانے کی نوبت نہ آئی میں نے منبر شریف کے قریب جا کر دو رکعت نماز پڑھی۔ اس کے بعد میں نے کہا دادا ابا مجھے بھوک لگ رہی ہے اور میرا ثرید کھانے کو دل چاہتا ہے۔ اس کے بعد میں سو گیا۔ تھوڑی دیر میں ایک شخص ثرید لایا اور کہنے لگا کہ میں ثرید پکا کر سو گیا تو میں نے خواب میں حضور اقدس ﷺ کو دیکھا۔ ارشاد فرما رہے ہیں کہ تیرے ایک بھائی نے اس کی تمنا مجھ سے کی ہے اس میں سے اس کو بھی کھلانا (ص ۹۴۵ فضائل صدقات)

Www.IslamicBooks.Website

۵۔ اسی قبیل کا ایک اور واقعہ بھی پڑھ لیں۔ شیخ عبدالسلام بن ابی القاسم صقلی کہتے ہیں کہ مجھ سے ایک شخص نے بیان کیا کہ میں مدینہ طیبہ میں حاضر تھا میرے پاس کوئی چیز نہیں تھی۔ جس سے میں بہت ضعیف ہو گیا۔ میں حجرہ شریف میں داخل ہوا اور حاضر ہو کر میں نے عرض کیا اے اولین و آخرین کے سردار! میں مصر کا رہنے والا ہوں پانچ مہینے سے خدمت اقدس میں حاضر ہوں اللہ جل شانہ سے اور آپ سے سوال کرتا ہوں کہ کسی ایسے شخص کو متعین فرما دیجئے جو میرے کھانے کی خبر لے لیا کرے۔ یا میرے جانے کا انتظام کر دے پھر میں نے اور دعائیں مانگیں اور منبر شریف کے پاس جا کر بیٹھ گیا دفعتاً میں نے دیکھا کہ ایک شخص حجرہ شریف کے پاس حاضر ہوئے اور کچھ بول رہے ہیں اس میں اے میرے دادا اے میرا دادا بھی کہہ رہے ہیں پھر وہ صاحب وہاں سے میرے پاس آئے اور میرا ہاتھ پکڑ کر اپنے خیمے میں لے گئے خوب کھانا کھلایا اور روٹی بمع دو صاع کھجور اعلیٰ زنبیل میں رکھ کر مجھ سے دریافت کیا کہ تمہارا نام کیا ہے۔ میں نے نام بتایا کہنے لگے تمہیں خدا کی قسم پھر دادا ابا سے کبھی شکایت نہ کرنا ان کو اس سے بہت تکلیف ہوتی ہے۔ اور کھانے کی ذمہ داری مستقل لے لی اور غلام کو زنبیل دے کر میرے ساتھ روانہ کیا راستے میں میں نے غلام کو واپس جانے کو کہا تو اس نے انکار کر دیا اور کہا کبھی حضور ﷺ میرے سردار کو اس کی خبر نہ کر دیں (ص ۹۴۵ فضائل صدقات) اسی طرح ابو العباس بن نفیس جب قبر شریف پر یہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ میں بھوکا ہوں تو ایک لڑکی آئی اور کھانا کھلانے کے لئے اپنے ہمراہ لے گئی اور کہنے لگی میرے دادا نے اس کا حکم فرمایا ہے کہ جب بھوک لگے تو یہاں آ کر کھانا کھا لیا کرو۔ (۱۳۵ فضائل حج)

وفات رسول ﷺ کے بعد اس طرح کے گمراہ کن عقائد رکھنا کبھی بھی صحابہ کرامؓ، تابعینؒ، تبع تابعینؒ، آئمہ دینؒ کا شیوہ نہیں رہا۔ رسول اکرم ﷺ کی حیات طیبہ میں اک شخص نے جب یہ کہا ماشاء اللہ و ماشاء محمد یعنی جو اللہ اور رسول چاہے تو آپ ﷺ نے کہا کیا تو نے مجھے اللہ کا شریک بنا

Www.IslamicBooks.Website

دیا۔ یہاں تو سوال زندہ سے نہیں صاحب قبر سے ہے جبکہ نبی ﷺ اپنے ایک صحابی کو نصیحت کرتے ہیں کہ کوئی حاجت ہو تو اللہ سے سوال کرنا۔ جوتی کا تسمہ بھی ٹوٹ جائے تو اللہ سے مانگنا۔ لیکن یہاں تو شریعت ہی اور ہے۔ پہلے وہ شخص آ کر نبی ﷺ سے ہمکلام ہوتا ہے اے میرے دادا!! اے میرے دادا کہتا ہے پھر اس سوالی سے کہتا ہے کہ دادا ابا سے شکایت کبھی نہ کرنا کیونکہ انہیں بہت تکلیف ہوتی ہے" عالم دنیا کا فرد عالم برزخ کی شخصیت سے گفتگو کرے، کیا یہ شریعت محمدی کا مسئلہ ہے۔ قبر والوں سے رزق مانگے کیا قرآن وحدیث میں آیا ہے۔ شریعت محمدیہ تو ایک طرف موسیٰ علیہ السلام بھی نبوت ملنے سے پہلے جب مصر سے بھاگے اور شعیب علیہ السلام کی بکریوں کو پانی پلایا تو بھوک کی صورت میں کہنے لگے۔ رب انی لما انزلت الی من خیر فقیر (الآیۃ) .. الٰہی (اس وقت) جو کوئی نعمت تو مجھ پر اتارے میں اس کا محتاج ہوں۔ موسیٰ علیہ السلام نے کیوں نہ کسی نبی کی قبر پر جا کر انہیں شکایت کی کہ مجھے بھوک لگی ہے۔ اسی طرح صحابہ رضی اللہ عنہم بھوک کی وجہ سے پیٹ پر پتھر باندھ لیتے تھے کسی قبر پر جا کر کھانا کیوں طلب نہیں کرتے تھے۔ کیا اللہ تعالیٰ نے رزق کے خزانوں کی چابیاں قبر والوں کے سپرد کر رکھی ہیں کہ قبر والے اسے تقسیم کر رہے ہیں حالانکہ اللہ فرماتا ہے۔

ویعبدون من دون اللہ ما لا یملک لھم رزقاً من السموت والارض ولا یستطیعون. (الآیۃ)

یہ لوگ اللہ کے علاوہ ان کی بندگی کرتے ہیں جو زمین اور آسمان میں سے ان کے لئے رزق کے مالک نہیں اور نہ وہ استطاعت رکھتے ہیں۔

ایک جگہ فرمایا۔

ھل من خالق غیر اللہ یرزقکم من السماء والارض (الآیۃ)

کیا اللہ کے علاوہ کوئی خالق ہے جو تمہیں زمین و آسمان سے رزق دے۔

Www.IslamicBooks.Website

ایک جگہ ایسے وضاحت فرمائی۔

امن ھذا الذی یرزقکم ان امسک رزقہ (الآیۃ)

کون ہے جو تمہیں رزق دے اگر اللہ اپنے رزق کو روک لے۔ "الرزاق" اسی کی صفت ہے۔ اور اللہ نے ہمیں یہی حکم دیا۔

فابتغوا عنداللہ الرزق (الآیۃ)

رزق اللہ کے ہاں ہی تلاش کرو۔

حاضر و ناظر

لیکن تبلیغی جماعت والے یہ عقیدہ بنا رہے ہیں۔ کہ بھوک لگے تو قبر پر جاؤ ان سے شکایت کرو۔ وہ تمہارے کھانے کا انتظام کریں گے۔ بریلویوں کی طرح نبی ﷺ کو حاضر و ناظر ماننے کا عقیدہ تبلیغی جماعت کا بھی ہے۔ مولانا زکریا صاحب فرماتے ہیں کہ

> حافظ ابونعیم، حضرت سفیان ثوریؒ سے نقل کرتے ہیں کہ میں ایک دفعہ باہر جا رہا تھا میں نے ایک جوان کو دیکھا کہ جب وہ قدم اٹھاتا ہے یا رکھتا ہے تو یوں کہتا ہے **اللھم صل علی محمد و علی آل محمد**۔ میں نے پوچھا یہ تیرا درود کیا چیز ہے۔ اس نے کہا میں اپنی ماں کے ساتھ حج کو گیا تھا۔ میری ماں وہیں رہ گئیں (یعنی مرگئی) اس کا منہ کالا ہو گیا اور اس کا پیٹ پھول گیا جس سے مجھے یہ اندازہ ہوا کہ کوئی بہت بڑا سخت گناہ ہوا ہے اس سے۔ میں نے اللہ جل شانہ کی طرف دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے تو میں نے دیکھا کہ تہامہ (حجاز) سے ایک ابر آیا۔ اس سے ایک آدمی ظاہر ہوا۔ اس نے اپنا مبارک

Www.IslamicBooks.Website

ہاتھ میری ماں کے منہ پر پھیرا جس سے وہ بالکل روشن ہو گیا اور پیٹ پر ہاتھ پھیرا تو ورم بالکل جاتا رہا۔ میں نے ان سے عرض کیا کہ آپ کون ہیں جو میری اور میری ماں کی مصیبت کو آپ نے دور کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ میں تیرا نبی محمد ﷺ ہوں۔ میں نے عرض کیا مجھے کوئی وصیت کیجئے۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی قدم رکھا کرے یا اٹھایا کرے تو اللھم صل علی محمد و علی آل محمد پڑھا کر (فضائل درود ص ۱۲۲)

نبی کا خود حاضر ہونا

زکریا صاحب لکھتے ہیں: مکہ مکرمہ میں ایک بزرگ جن کو ابن ثابت کہا جاتا تھا رہتے تھے۔ ساٹھ سال تک ہر سال حضور اقدس ﷺ کی زیارت کے لئے بھی حاضر ہوا کرتے تھے اور زیارت کر کے واپس آجاتے ایک سال کسی عارضہ کی وجہ سے حاضر نہ ہو سکے۔ کچھ غنودگی کی حالت میں اپنے حجرہ میں بیٹھے تھے کہ حضور اقدس ﷺ کی زیارت کی۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ابن ثابت تم ہماری ملاقات کو نہ آئے اس لئے ہم تم سے ملنے آئے ہیں (فضائل صدقات ص ۹۴۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خود تشریف لانا

محمد بن سعید بن مطرف جو نیک لوگوں میں سے ایک بزرگ تھے کہتے ہیں کہ میں نے اپنا یہ معمول بنا رکھا تھا کہ رات کو جب سونے کے وقت لیٹتا تو ایک مقدار معین درود شریف کی پڑھا کرتا تھا ایک رات کو میں بالاخانہ پر اپنا معمول پورا کر کے سو گیا۔ تو حضور اقدس ﷺ کی خواب میں زیارت ہوئی۔ میں نے دیکھا کہ حضور اقدس ﷺ بالاخانہ کے دروازے سے اندر تشریف لائے۔ حضور کی تشریف آوری سے بالاخانہ سارا ایک دم روشن ہو گیا۔ حضور میری طرف کو تشریف لائے اور ارشاد فرمایا اس منہ کو لا جس سے تو کثرت سے مجھ پر درود پڑھتا ہے میں اس کو چوموں گا۔ مجھے اس سے

Www.IslamicBooks.Website

شرم آئی کہ میں دہن مبارک کی طرف منہ کروں تو میں نے ادھر سے اپنے منہ کو پھیر لیا۔ تو حضور اقدس ﷺ نے میرے رخسار پر پیار کیا۔ میری گھبرا کر ایک دم آنکھ کھل گئی۔ میری گھبراہٹ سے میری بیوی جو میرے پاس پڑی ہوئی تھی۔ اس کی بھی آنکھ کھل گئی تو سارا بالا خانہ مشک کی وجہ سے مہک رہا تھا اور مشک کی خوشبو میرے رخسار میں سے آٹھ دن آتی رہی۔ (تبلیغی نصاب ص:۷۸۶)

رخسار اور بالا خانے سے خوشبو آنے کا یہی مطلب ہے کہ آپ خواب میں نہیں حقیقت میں تشریف لائے تھے کیونکہ آپ کے بدن سے ایسی خوشبو پھوٹتی تھی کہ صحابہ خوشبو سونگھ کر پہچان لیتے تھے کہ آپ اس راستے سے گزرے ہیں۔ زکریا صاحب لکھتے ہیں:

نبی ﷺ کی مشکل کشائی

امام غزالیؒ نے احیاء العلوم میں عبدالواحد بن زید بصری سے نقل کیا ہے کہ میں حج کو جا رہا تھا ایک شخص میرا رفیق سفر ہو گیا۔ وہ ہر وقت چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے حضور اقدس ﷺ پر درود بھیجا کرتا تھا۔ میں نے اس سے کثرت درود کا سبب پوچھا اس نے کہا کہ جب میں سب سے پہلے حج کے لئے حاضر ہوا تو میرے باپ بھی ساتھ تھے جب ہم لوٹنے لگے تو ہم ایک منزل پر سو گئے میں نے خواب میں دیکھا مجھ سے کوئی شخص کہہ رہا ہے کہ اٹھ تیرا باپ مر گیا اور اس کا منہ کالا ہو گیا۔ میں گھبرایا ہوا اٹھا تو اپنے باپ کے منہ پر سے کپڑا اٹھا کر دیکھا تو واقعی میرے باپ کا انتقال ہو چکا تھا۔ اور اس کا منہ کالا ہو رہا تھا۔ مجھ پر اس واقعے سے اتنا غم سوار ہوا کہ میں اس وجہ سے بہت مرعوب ہو رہا تھا۔ اتنے میں میری آنکھ لگ گئی میں نے دوبارہ خواب میں دیکھا کہ میرے باپ کے سر پر چار حبشی کالے چہرے والے جن کے ہاتھ میں لوہے کے بڑے بڑے ڈنڈے تھے۔ مسلط ہیں۔ اتنے میں ایک بزرگ نہایت حسین چہرہ دو سبز کپڑے پہنے ہوئے تشریف لائے اور انہوں نے ان حبشیوں کو ہٹا دیا اور اپنے دست مبارک کو میرے باپ کے منہ پر پھیرا اور مجھ سے

Www.IslamicBooks.Website

ارشاد فرمایا کہ اٹھ اللہ تعالیٰ نے تیرے باپ کے چہرے کو سفید کر دیا میں نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ کون ہیں؟ آپ نے فرمایا میرا نام محمد ﷺ ہے اس کے بعد سے میں نے درود کبھی نہیں چھوڑا (تبلیغی نصاب ص ۷۹۰)

نبی ﷺ فریاد رس

زکریا صاحب اس نوع کا ایک اور واقعہ نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

روض الفائق میں اسی نوع کا ایک اور قصہ نقل کیا ہے۔ وہ حضرت سفیان ثوری سے نقل کرتے ہیں کہ میں طواف کر رہا تھا میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ ہر قدم پر درود ہی پڑھتا ہے اور کوئی چیز تسبیح وتہلیل وغیرہ نہیں پڑھتا۔ میں نے اس سے پوچھا اس کی کیا وجہ ہے تو اس نے پوچھا تو کون ہے؟ میں نے کہا میں سفیان ثوری ہوں۔ اس نے کہا کہ اگر تو اپنے زمانے کا یکتا نہ ہوتا تو میں نہ بتاتا اور اپنا راز نہ کھولتا پھر اس نے کہا کہ میں اور میرے والد حج کو جا رہے تھے۔ ایک جگہ پہنچ کر میرا باپ بیمار ہو گیا۔ میں علاج کا اہتمام کرتا رہا کہ ایک دم ان کا انتقال ہو گیا۔ اور منہ کالا ہو گیا میں دیکھ کر بہت ہی رنجیدہ ہوا۔ اور انا للہ پڑھی اور کپڑے سے اس کا منہ ڈھک دیا۔ اتنے میں میری آنکھ لگ گئی۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک صاحب جن سے زیادہ حسین میں نے کسی کو نہیں دیکھا۔ اور ان سے زیادہ صاف ستھرا لباس کسی کا نہیں دیکھا۔ اور ان سے زیادہ بہترین خوشبو میں نے کہیں نہیں دیکھی۔ تیزی سے قدم بڑھائے چلے آ رہے ہیں انہوں نے میرے باپ کے منہ سے کپڑا ہٹایا۔ اور اس کے چہرے پر ہاتھ پھیرا تو اس کا چہرہ سفید ہو گیا۔ وہ واپس جانے لگے تو میں نے جلدی سے ان کا کپڑا پکڑ لیا اور میں نے کہا اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے آپ کون ہیں؟ کہ آپکی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے میرے باپ پر مسافرت میں احسان فرمایا۔ وہ کہنے لگے کہ تو مجھے نہیں پہچانتا میں محمد بن عبداللہ صاحب قرآن ہوں (ﷺ) یہ تیرا باپ گناہگار تھا لیکن مجھ پر کثرت سے درود بھیجتا

تھا۔ جب اس پر یہ مصیبت نازل ہوئی تو اس کی فریاد کو پہنچا اور میں ہر اس شخص کی فریاد کو پہنچتا ہوں جو مجھ پر کثرت سے درود بھیجے۔ (تبلیغی نصاب ص:۷۹۱)

حاضر ناظر کے ساتھ کیسی ہوشیاری کے ساتھ مخلوق کے مشکل کشا اور فریاد رس ہونے کا عقیدہ قارئین کے ذہن میں بٹھایا جا رہا ہے۔ حالانکہ اللہ تو فرماتا ہے:

امن یجیب المضطر اذا دعاء ویکشف السوء (الآیۃ)

کون ہے جو بے چین کی پکار کو سنتا ہے جب وہ اسے پکارتا ہے اور اس سے مصیبت کو دور کرتا ہے۔

زکریا صاحب اس کا یہ جواب دیتے ہیں کہ (محمد بن عبداللہ) صاحب قرآن (ﷺ) فریاد کو سنتے اور اس کی مصیبت دور کرنے کے لئے اس کے پاس پہنچتے ہیں۔ شرک کی بھرمار، توحید برباد، مگر ہیں بڑے پکے توحید پرست۔ جب ان کے نزدیک رسول اللہ ﷺ فریاد رس ہیں تو زکریا صاحب اپنا معمول بتلاتے ہوئے کہتے ہیں:

"اسی طرح جب چالیس روز ہو گئے تو میں نے جا کر روضہ پاک پر عرض کیا کہ حضرت ہم کئی حضرات حج بدل پر آئے ہیں دشواری ہو گی چنانچہ شام کو ہمارے بدو کو ایک اونٹ مل گیا۔ (تیس مجالس ص:۴۴)

اسی لئے مولانا جامی کی مثنوی بھی تبلیغی نصاب میں لکھتے ہیں جس کے پہلے شعر میں ہی غیر اللہ سے رحم طلب کیا گیا ہے۔

ترحم یا نبی اللہ ترحم.

اے رسول خدا نگاہ کرم فرمائیے۔ اے ختم المرسلین رحم فرمائیے۔

یہ تو تھی سرور کائنات محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مشکل کشائی و حاضری ناضری لیجئے اب حضرت خضر علیہ السلام

Www.IslamicBooks.Website

کا نمبر ہے۔ (تبلیغی نصاب ص:۸۰۶)

خضرؑ کی مشکل کشائیاں

(۱) لکھتے ہیں نزہۃ البساتین میں حضرت ابراہیم خواص سے نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ:

''اک مرتبہ مجھ کو سفر میں پیاس معلوم ہوئی۔ اور شدت پیاس سے بے ہوش ہو کر گر پڑا کسی نے میرے منہ پر پانی چھڑکا۔ میں نے آنکھیں کھولیں تو ایک مرد حسین خوبرو کو گھوڑے پر سوار دیکھا۔ اس نے مجھ کو پانی پلایا اور کہا میرے ساتھ رہو۔ تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ اس جوان نے مجھ سے کہا تم کیا دیکھتے ہو میں نے کہا یہ مدینہ ہے۔ اس نے کہا اتر جاؤ میرا اسلام حضرت رسول خدا ﷺ سے کہنا اور عرض کرنا آپ کا بھائی خضر علیہ السلام آپ ﷺ کو سلام کہتا ہے۔ (تبلیغی نصاب ص:۷۹۶)

قارئین کرام! خضر علیہ السلام کو فوت ہوئے زمانے گزر گئے لیکن تبلیغی جماعت کے ہاں وہ آج بھی زندہ ہیں اور ترسیل کا کام کرتے ہیں کہیں مسافروں کو منزل مقصود تک لاتے ہیں اور کہیں پانی پلاتے ہیں کہیں کھانا کھلاتے نظر آتے ہیں اور کہیں (نعوذ بالله من ذالك) عاشق و معشوق کا ملاپ کرواتے ہیں۔ زکریا صاحب لکھتے ہیں:

(۲) ایک بزرگ کہتے ہیں کہ میں حجاز کے جنگل میں کئی دن تک اسی حالت میں رہا کہ کچھ نہ کھایا۔ ایک دن میرا دل روٹی اور گرم گرم باقلا (عرب کا مشہور سالن لوبیہ کی قسم کا ہوتا ہے) کو چاہا۔ میں نے سوچا کہ میں جنگل بیاباں میں ہوں اور یہاں سے عراق تک کی مسافت بہت دور ہے۔ یہاں گرم گرم باقلا کہاں۔ میں اسی سوچ میں تھا کہ ایک بدو آواز لگا تا ملا لے لو روٹی گرم

Www.IslamicBooks.Website

باقلا۔ میں اسکی طرف بڑھا میں نے پوچھا گرم ہے۔ کہنے لگا ہاں ہے۔ اور اپنی لنگی بچھائی۔ اس پر روٹی اور گرم گرم باقلا رکھ دیا۔ اور کہا لو کھاؤ میں نے کھایا کہنے لگا اور کھاؤ میں نے اور کھایا۔ پھر تیسری مرتبہ اس نے تقاضا کیا میں نے اور بھی کھالیا۔ پھر چوتھی مرتبہ اس نے جب تقاضا کیا تو میں نے اس سے پوچھا کہ اس ذات کے حق ہونے کی قسم جس نے تجھے میرے لئے اس جنگل بیاباں میں بھیجا تو مجھے یہ تو بتا کہ تو کون ہے۔ کہنے لگے میں خضر علیہ السلام ہوں یہ کہہ کر غائب ہو گئے (روض)۔ (فضائل صدقات ص:۱۰۱۹)

کہاں بدو کہاں نبی و پیغمبر۔ خضر علیہ السلام کی ایک اور کہانی بھی زکریا صاحب کی زبانی پڑھ لیجئے:

(۳) ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ مجھ پر ایک مرتبہ قبض (دل تنگی) اور خوف کا شدید غلبہ ہوا میں پریشان حال ہو کر بغیر سواری اور توشہ کے مکہ مکرمہ چل دیا۔ تین دن تک اسی طرح بغیر کھائے پئے چلتا رہا۔ چوتھے دن مجھے پیاس کی شدت سے اپنی ہلاکت کا اندیشہ ہو گیا۔ اور جنگل میں کہیں سایہ دار درخت کا بھی پتا نہ تھا کہ اس کے سایہ میں ہی بیٹھ جاتا۔ میں نے اپنے آپ کو اللہ کے سپرد کر دیا اور قبلہ کی طرف منہ کر کے بیٹھ گیا اور مجھے نیند سی آ گئی۔ تو میں خواب میں ایک شخص کو دیکھا کہ میری طرف ہاتھ بڑھا کر فرمایا لاؤ ہاتھ بڑھاؤ میں نے ہاتھ بڑھایا انہوں نے مجھ سے مصافحہ کیا اور فرمایا تمہیں خوشخبری دیتا ہوں کہ تم صحیح سالم حج بھی کرو گے اور قبر اطہر کی زیارت بھی کرو گے۔ میں نے عرض کیا اللہ آپ پر رحم فرمائے آپ کون ہیں؟ فرمایا میں خضر ہوں۔ میں نے عرض کیا میرے لئے دعا کیجئے فرمایا یہ دعا پڑھا کرو

Www.IslamicBooks.Website

..... یہ کہہ کر وہ غائب ہو گئے جب بھی کبھی تنگی یا آفت آئی تو خضر علیہ السلام کی بتائی ہوئی دعا پڑھی۔ میں ان کی فضیلت اور ان کے احسان کا معترف ہوں اور اس نعمت پر اللہ پاک کا شکر گزار ہوں۔ (فضائل صدقات ص:۱۰۵۱)

زکریا صاحب خضر علیہ السلام کا بتلایا ہوا ایک اور نسخہ لکھتے ہیں کہ:

(۴) ابدال میں سے ایک بزرگ نے حضرت خضر علیہ السلام سے درخواست کی کہ مجھے کوئی عمل بتایئے جو میں رات میں کیا کروں انہوں نے فرمایا کہ مغرب سے عشاء تک نفلوں میں مشغول رہا کر کسی شخص سے بات نہ کر..... (نفلوں کو اس اس طریقے سے ادا کر کے)..... دائیں کروٹ پر قبلے کی طرف منہ کر کے لیٹ جا اور سونے تک درود شریف پڑھتا رہ جو شخص یقین اور نیک نیتی کے ساتھ اس عمل پر مداومت کرے گا مرنے سے پہلے حضور ﷺ کو خواب میں ضرور دیکھے گا۔ بعض لوگوں نے اس کا تجربہ کیا انہوں نے دیکھا وہ جنت گئے وہاں انبیاء کرام اور سید الکونین ﷺ کی زیارت ہوئی اور ان سے بات کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ (تبلیغی نصاب ص:۷۳۲)

طبیعت پر گرانی نہ ہوئی ہو تو ایک قصہ اور پڑھ لیں۔ زکریا صاحب لکھتے ہیں:

اللہ سے احادیث سننا

ابدال میں سے ایک شخص نے حضرت خضر علیہ السلام سے دریات کیا کہ تم نے اپنے سے زیادہ مرتبہ والا بھی کوئی ولی دیکھا ہے؟ فرمانے لگے ہاں دیکھا ہے میں ایک مرتبہ مدینہ طیبہ میں رسول ﷺ کی مسجد میں حاضر تھا۔ میں نے امام عبد الرزاق محدث کو دیکھا کہ وہ احادیث سنا رہے ہیں اور مجمع ان

Www.IslamicBooks.Website

کے پاس احادیث سن رہا ہے اور مسجد کے ایک کونہ میں ایک جوان گھٹنوں پر سر رکھے علیحدہ بیٹھا ہے۔ میں نے اس جوان سے کہا تم دیکھتے نہیں کہ مجمع حضور ﷺ کی حدیثیں سن رہا ہے تم ان میں شریک نہیں ہوتے۔ اس جوان نے نہ تو سر اٹھایا نہ میری طرف التفات کیا اور کہنے لگا کہ اس جگہ وہ لوگ ہیں جو رزاق کے عبد سے حدیثیں سنتے ہیں اور یہاں وہ ہیں جو خود رزاق سے سنتے ہیں نہ کہ اس کے عبد سے۔ حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا اگر تمہارا کہنا حق ہے تو بتاؤ کہ میں کون ہوں۔ اس نے سر اٹھایا اور کہنے لگا کہ اگر فراست صحیح ہے تو آپ خضر علیہ السلام ہیں۔ حضرت خضر علیہ السلام فرماتے ہیں اس سے میں نے جانا کہ اللہ جل شانہ کے بعض ولی ایسے بھی ہیں جن کے علو مرتبہ کی وجہ سے میں ان کو نہیں پہچانتا۔ حق تعالیٰ ان سے راضی ہو اور ہم کو بھی ان سے نفع پہنچائے آمین۔ (فضائل صدقات ص:۹۳۸)

قارئین کرام! لمحۂ فکر یہ ہے یہ ہر اس شخص کے لئے جو تبلیغی جماعت کے اکابرین کے یہ عقائد پڑھے اور پھر بھی ان سے کنارہ کشی اختیار نہ کرے۔ سوچئے تو سہی جو شخص یہ دعویٰ کر رہا ہے کہ وہ خود رزاق (اللہ) سے احادیث سنتا ہے۔ کوئی نبی نہیں بلکہ ایک امتی ہے۔ اپنی آخرت کو تباہی و بربادی سے بچانے کے لئے ہر واقعہ، ہر قصہ ہر کہانی کو قرآن و حدیث پر پرکھئے اور اپنے عقیدے اور راہ عمل کو درست سمت گامزن کیجئے۔

خضرؑ کی حاضری اور غیر حاضری

زکریا صاحب ایک عجیب وغریب قصہ لکھتے ہیں: کہ ایک بزرگ حضرت خضر علیہ السلام سے اپنی ملاقات کا بہت طویل قصہ نقل کرتے ہیں۔ آخر میں حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ میں صبح کی نماز مکہ مکرمہ میں

Www.IslamicBooks.Website

پڑھتا ہوں۔اور طلوع آفتاب تک حطیم میں رکن شامی کے قریب بیٹھتا ہوں۔اور ظہر کی نماز مدینہ طیبہ میں پڑھتا ہوں اور عصر کی بیت المقدس میں اور مغرب کی طور سینا پر اور عشاء کی سد سکندری پر (روض)(فضائل صدقات ص:۱۰۵۳)

(اتنی سپیڈ اللہ رے کرم)اس واقعہ کی تحقیق کیلئے ایک شخص زکریا صاحب کو یہ خط لکھتے ہیں۔

میں اس وقت حرم محترم میں ہوں۔چونکہ جناب نے فضائل حج میں تحریر فرمایا ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام فجر کی نماز مکہ مکرمہ شریف میں پڑھتے ہیں اور اشراق کی نماز تک رکن شامی پر رہتے ہیں۔جب رکن شامی پر بعد نماز صبح میں نے جا کر دیکھا تو چند داڑھی منڈے حطیم میں اور رکن شامی پر پائے گئے ممکن ہے مکہ شریف والوں کی صحبت میں حضرت خضر علیہ السلام نے داڑھی منڈوادی ہو۔یہی وجہ ہے کہ میں نے ان کو نہیں پہچانا۔ورنہ فضائل حج کی روایت گویا قرآن کی آیت ہے استغفر اللہ استغفر اللہ استغفر اللہ ۔(کتب فضائل پر اشکالات اور ان کے جوابات ص:۱۷۱،۱۷۷)

زکریا صاحب اس خط کا جواب ان الفاظ میں دیتے ہیں۔

اور فضائل حج پر تو بہت ہی غیظ وغضب بہادیا۔جس میں حضرت خضر علیہ السلام کے رکن شامی پر نہ ملنے پر بہت غصہ ہے..... حضرت خضر علیہ السلام کو اگر مقررہ جگہ پر آپ نہ پاسکے ہوں تو اس سے نہ تو ان کے وجود کا انکار لازم آتا ہے اور نہ ہی ان کا داڑھی منڈا ہونا لازم آتا ہے۔اول تو اگر کوئی شخص یہ کہے کہ حرم میں فلاں جگہ میں بیٹھا کرتا ہوں۔تو اس کے یہ معنی ہوتے ہی نہیں کہ اس جگہ کے سوا کسی دوسری جگہ نہیں بیٹھتا (افسوس یہ مکتوب اسی قدر دستیاب ہوسکا شاہد۔کتب فضائل پر اشکالات اور ان کے جوابات ص:۱۷۱،۱۷۷)

اس نامکمل خط سے کم از کم آپ کو یہ معلوم تو ہو گیا کہ زکریا صاحب کا بھی بدعتیوں کی طرح خضر علیہ السلام کو اب تک زندہ ماننے کا عقیدہ ہے ورنہ زکریا صاحب نبی ﷺ کی یہ حدیث ہی سن کر اپنا عقیدہ

Www.IslamicBooks.Website

سنوار لیتے کہ جس میں رسول اللہ اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم سے یہ کہتے ہیں کہ ۱۰۰ سال کے بعد جواب زندہ ہیں وہ وفات پا جائیں گے۔

اگر بالفرض محال حضرت خضر علیہ السلام اس وقت زندہ تھے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشن گوئی کے مطابق وہ تو وفات پا گئے۔ یا تو زکریا صاحب کے عقیدے کو غلط کہیں یا نعوذ باللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کو جھٹلائیں کہ آپ نے غلط فرمایا۔ اور یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان غلط ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تو ہر بات حق سچ ہے۔

عاشق و معشوق کا ملاپ

لیجئے حضرت خضر علیہ السلام کے ذریعے عاشق و معشوق کا ملاپ۔ زکریا صاحب لکھتے ہیں کہ حضرت شیخ ابو عبداللہ اندلسی ایک بت پرست لڑکی کے عشق میں مبتلا ہو گئے۔ قصہ مختصر ایک سال تک معشوق کی بستی میں رہ کر (لڑکی سے شادی کیلئے) ایک سال تک سور (خنزیر) چرائے۔ آخر اس جنگل سے نکلے۔ اب عاشق و معشوق کا دوبارہ ملاپ حضرت خضرؑ کیسے کرواتے ہیں پڑھئے۔

شیخ (لڑکی سے خطاب کر کے) تمہارا یہاں کیسے آنا ہوا۔ اور یہاں تک تمہیں کس نے پہنچایا۔

لڑکی اے میرے سردار جب آپ ہمارے گاؤں سے رخصت ہوئے اور مجھ کو خبر ملی تو میری بے چینی اور بے قراری جس حد کو پہنچی اس کو میرا دل ہی جانتا ہے۔ نہ بھوک رہی نہ پیاس نیند تو کہاں آتی۔ میں رات بھر اسی اضطراب میں رہ کر صبح کے قریب ذرا لیٹ گئی اور اس وقت مجھ پر کچھ غنودگی سی غالب ہوئی۔ اور اسی غنودگی میں میں نے خواب میں ایک شخص کو دیکھا جو کہہ رہا تھا کہ اگر تو مومنات میں داخل ہونا چاہتی ہے تو بتوں کی عبادت چھوڑ دے اور شیخ کا اتباع کر اور اپنے دین سے توبہ کر کے شیخ کے دین میں داخل ہو جا۔

Www.IslamicBooks.Website

میں: (اسی عالم خواب میں اس شخص کو خطاب کر کے) شیخ کا دین کیا ہے؟

شخص: اس کا دین اسلام ہے

میں: اسلام کیا چیز ہے؟

شخص: اس بات کی دل اور زبان سے گواہی دینا کہ خدا تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اسکے برحق رسول اور پیغمبر ہیں۔

میں: تو اچھا میں شیخ کے پاس کیسے پہنچ سکتی ہوں؟

شخص: ذرا آنکھیں بند کرلو اور اپنا ہاتھ میرے ہاتھ..... میں دے دو۔

میں: بہت اچھا یہ کہا اور کھڑی ہوگئی اور ہاتھ اس شخص کے ہاتھ میں دے دیا۔

شخص: میرا ہاتھ پکڑے ہوئے تھوڑی دور چل کر بولے۔ بس کھول دو۔

میں نے آنکھیں کھولیں تو اپنے آپ کو دجلہ (ایک نہر ہے جو بغداد کے نیچے بہتی ہے) کے کنارے پایا۔ اب میں متحیر ہوں اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھ رہی ہوں کہ میں چند منٹوں میں کہاں سے کہاں پہنچ گئی۔ اس شخص نے آپ کے حجرے کی طرف اشارہ کر کے کہا یہ سامنے شیخ کا حجرہ ہے وہاں چلی جاؤ۔ اور شیخ سے کہہ دو کہ آپ کا بھائی خضر علیہ السلام آپ کو سلام کہتا ہے۔ میں اس شخص کے اشارے کے موافق یہاں پہنچ گئی اور اب آپ کی خدمت کیلئے حاضر ہوں۔ مجھے مسلمان کر لیجئے۔ (اکابر کا سلوک و احسان ص:٧٦، ام الامراض ص:٢٨)

کہاں انبیاء کی عزت اور کہاں اس قسم کی خرافات و واہیات۔ اللہ اپنی پناہ میں رکھے۔ اس قسم کے واقعات اس بات کی دلیل ہیں کہ زکریا صاحب کے عقیدہ میں خرابی ہے۔ لہٰذا ہر قسم کے شرک کو وہ بڑی بشاشت سے قبول فرمالیتے ہیں بلکہ بریلوی حضرات کو بھی دو قدم پیچھے چھوڑ دیتے ہیں۔ مثلاً علم غیب کا مسئلہ کوئی اختلافی تو نہیں۔ علمائے دیوبند تو ہمیشہ سے اللہ کے علاوہ ہر ایک کے لئے علم

Www.IslamicBooks.Website

غیب کی نفی کرتے چلے آئے ہیں۔ لیکن ایسا لگتا ہے جیسا کہ ارشد القادری صاحب ان کے بارے میں لکھتے ہیں: ''غیبی علم وادراک کی جو قوتیں سرور کائنات ﷺ اور ان کے مقربین کے حق میں تسلیم کرنا یہ حضرات کفروشرک سمجھتے ہیں وہی اپنے مولانا کے حق میں کیونکر اسلام وایمان بن گیا ہے۔'' مندرجہ ذیل واقعات پڑھیئے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ علم غیب کا وہ عقیدہ جس پر یہ پچاس سال سے جنگ کرتے آرہے ہیں وہ عقیدہ اپنے علماء کے حق میں کتنی بشاشت سے قبول کر رہے ہیں اب غیب دانی کے سوال پر نہ تو اسلام کی کوئی دیوار منہدم ہوئی اور نہ قرآن حدیث سے کسی قسم کا تصادم لازم آیا۔

قرآن کی اس آیت کے بعد کس کی یہ جرات ہے کہ وہ کہہ سکے کہ فلاں فلاں حضرت غیب دان تھے۔

قل لا یعلم من فی السموت والارض الغیب الا اللہ (سورۃ النحل آیت ٦٥)

اے نبی ﷺ ان سے کہہ دیجئے کہ زمین وآسمان میں اللہ کے سوا غیب کوئی نہیں جانتا۔

لیکن کیا کیجئے تبلیغی جماعت کے حضرات کا کہ ان کے نزدیک انسان تو انسان جانور اور وہ بھی خنزیر تک علم غیب جانتے ہیں۔

زکریا صاحب شیخ ابوعبداللہ اندلسی کا عشق ومعشوقی کا واقعہ بیان کرتے ہوئے ان کا اور ان کے مریدوں کے رونے کا تذکرہ کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔

خنزیران کا رونا اور ان کی دردناک آواز سنتے ہی سب کے سب وہیں جمع ہو گئے اور زمین پر مرغ بسمل کی طرح لوٹنا تڑپنا اور چلانا شروع کردیا اور اس زور سے چیخے کہ ان کی آواز سے جنگل اور پہاڑ گونج اٹھے، یہ میدان حشر کا نمونہ بن گیا۔ (اکابر کا سلوک واحسان ص:۲۷،ام الامراض ص:۲۸)

Www.IslamicBooks.Website

عالم الغیب معدہ

اس طرح زکریا صاحب اپنی نانی کے دادا حضرت مولانا مظفر حسین صاحب قدس سرہ کے بارے میں لکھتے ہیں۔ کسی مشتبہ مال کو حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کا معدہ قبول نہیں کرتا تھا۔ اگر کسی جگہ غلطی سے بھی مشتبہ مال کھانے کی نوبت آجاتی تو فوراً قے ہو جاتی تھی۔ (ولی کامل ص: ۴۷، تیس مجالس ص: ۵۴، اکابر علماء دیوبند ص: ۱۰۵، ۱۰۷)

یعنی خود ہی نہیں بلکہ معدہ بھی غیب سے واقف تھا۔ لیجئے ایک اور علم غیب کی مثال۔

زکریا صاحب لکھتے ہیں شیخ عبدالعزیز دباغ ابھی قریب ہی زمانے میں ایک بزرگ گزرے ہیں جو بالکل اُمی تھے مگر قرآن شریف کی آیت۔ حدیث قدسی، حدیث نبوی اور موضوع حدیث کو علیحدہ بتا دیتے تھے اور کہتے تھے کہ متکلم کی زبان سے جب لفظ نکلتے ہیں تو ان الفاظ کے نور سے معلوم ہو جاتا ہے کہ کس کا کلام ہے۔ کہ اللہ پاک کے کلام کا نور ہے اور حضور ﷺ کے کلام کا نور دوسرا ہے۔ اور دوسرے کلاموں میں یہ دونوں نور نہیں ہوتے۔ (تبلیغی نصاب ص: ۳۷۷، ۵۱۹)

مجذوب کا علم غیب

یہ تو بزرگوں کا علم غیب تھا۔ اب مجذوبوں کا علم غیب بھی پڑھئے۔ زکریا صاحب لکھتے ہیں:

ایک معتمد دوست نے راقم سے ایک خوشنویس لکھنؤ کی حکایت بیان کی۔ ان کی عادت تھی کہ جب صبح کے وقت کتابت شروع کرتے تو اول ایک بار درود شریف ایک بیاض پر جو اسی غرض سے بنائی تھی۔ لکھ لیتے اس کے بعد کام شروع کرتے جب ان کے انتقال کا وقت آیا تو غلبہ فکر آخرت سے خوفزدہ ہو کر کہنے لگے کہ دیکھئے وہاں جا کر کیا ہوتا ہے ایک مجذوب آنکلے اور

Www.IslamicBooks.Website

کہنے لگے بابا کیوں گھبراتا ہے۔ وہ بیاض سرکار میں پیش ہے اور اس پر صاد بن رہے ہیں۔ (کتب فضائل پر اشکالات اور اس کے جوابات ص:۲۱۰)

مجذوب کے علم غیب کا ایک اور قصہ پڑھئے:۔

زکریا صاحب لکھتے ہیں کہ شیخ ابو یزید قرطبی فرماتے ہیں میں نے سنا کہ جو شخص ستر ہزار مرتبہ لا الہ الا اللہ پڑھے۔ اس کو دوزخ کی آگ سے نجاب مل جائے گی۔ میں نے یہ خبر سن کر ایک نصاب یعنی ستر ہزار کی تعداد اپنی بیوی کیلئے بھی پڑھا اور کئی نصاب خود اپنے لئے پڑھ کر ذخیرہ آخرت بنایا۔ ہمارے پاس ایک نوجوان رہتا تھا جس کے متعلق مشہور تھا کہ یہ صاحب کشف ہے جنت دوزخ کا بھی اس کو کشف ہوتا ہے مجھے اس کی صحت میں کچھ تردد تھا ایک مرتبہ وہ نوجوان ہمارے ساتھ کھانے میں شریک تھا کہ دفعتاً اس نے ایک چیخ ماری اور اسکا سانس پھولنے لگا اور کہا کہ میری ماں دوزخ میں جل رہی ہے اس کی حالت مجھے نظر آئی قرطبی کہتے ہیں کہ میں اس کی گھبراہٹ دیکھ رہا تھا مجھے خیال آیا کہ ایک نصاب اس کی ماں کو بخش دوں جس سے اس کی سچائی کا مجھے بھی تجربہ ہو جائے گا۔ چنانچہ میں نے ایک نصاب ستر ہزار کا ان نصابوں میں سے جو اپنے لئے پڑھے تھے اس کی ماں کو بخش دیا میں نے اپنے دل میں چپکے ہی سے بخشا تھا۔ اور میرے اس پڑھنے کی خبر بھی اللہ کے سوا کسی کو نہ تھی۔ مگر وہ نوجوان فوراً کہنے لگا کہ چچا میری ماں دوزخ کے عذاب سے ہٹا دی گئی۔ قرطبی فرماتے ہیں کہ مجھے اس قصے سے دو فائدے ہوئے۔ ایک تو اس برکت کا جو ستر ہزار کی مقدار میں

Www.IslamicBooks.Website

نے سنی تھی۔ اس کا تجربہ ہوا دوسرے اس نوجوان کی سچائی کا یقین ہو گیا

(فضائل ذکر تبلیغی نصاب ص:۵۷۶)

عورت علیم بذات الصدور

اسی طرح ایک عورت کا واقعہ پڑھئے جو علیم بذات الصدور ہے۔

حضرت ابراہیم خواص فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ جنگل میں جارہا تھا۔ مجھے بڑی مشقت اٹھانا پڑی اور بڑی مصیبت پیش آئی۔ جس کو میں نے برداشت کیا۔ اور خندہ پیشانی سے اس پر صبر کیا جب میں مکہ مکرمہ میں داخل ہوا تو مجھ میں اس کارنامے پر ایک عجب سا تکبر پیدا ہوا طواف ہی کی حالت میں پیچھے سے ایک بڑھیا نے آواز دی کہ ابراہیم اس جنگل میں یہ بندی بھی تیرے ہی ساتھ تھی مگر میں نے تجھ سے اس لئے کوئی بات نہیں کی تھی کہ اللہ جل شانہ سے تیرا دھیان ہٹ کر دوسری طرف لگے گا یہ وسوسہ جو تجھے اس وقت آگیا اس کو اپنے دل سے نکال دے (فضائل حج عکسی ۲۰۰)

گناہ دھلتے دیکھنا

علم غیب سے متعلق ایک واقعہ جسے امام ابوحنیفہؒ کی فضیلت میں گھڑ اگیا ملاحظہ فرمایئے:

علامہ شعرانی نے میزان الکبریٰ میں لکھا ہے کہ حضرت امام اعظم جب کسی شخص کو وضو کرتے ہوئے دیکھتے تو اس پانی میں جو گناہ دھلتا ہوا نظر آتا اس کو معلوم کر لیتے یہ بھی معلوم ہو جاتا کہ کبیرہ گناہ ہے یا صغیرہ مکروہ فعل ہے یا خلاف اولیٰ جیسا کہ حسی چیزیں نظر آیا کرتی ہیں۔ اسی طرح یہ بھی معلوم ہو جاتا تھا۔ چنانچہ ایک دفعہ کوفہ کی جامع مسجد کے وضو خانے میں تشریف فرما

Www.IslamicBooks.Website

تھے ایک جوان وضو کر رہا تھا۔ اس کے وضو کا پانی گرتے ہوئے آپ نے دیکھا۔ اس کو چپکے سے نصیحت کی کہ بیٹا والدین کی نافرمانی سے توبہ کر لے اس نے توبہ کی۔ ایک دوسرے شخص کو دیکھا تو اس کو نصیحت فرمائی کہ بھائی زنا نہ کیا کر بہت بڑا عیب ہے اس وقت اس نے بھی زنا سے توبہ کی۔ ایک اور شخص کو دیکھا کہ شراب خوری لہولعب کا پانی گر رہا ہے۔ اس کو بھی نصیحت فرمائی اس نے بھی توبہ کی۔ الغرض اس کے بعد اللہ جل جلالہ سے دعا کی اے اللہ اس چیز کو مجھ سے دور فرما دے کہ میں لوگوں کی برائیوں پر مطلع ہونا نہیں چاہتا۔ (تبلیغ نصاب ص ۶۴۸۔ص ۳۳۱)

مولانا الطاف حسین حالی نے صحیح کہا تھا کہ:۔

نبی (ﷺ) کو جو چاہیں خدا کر دکھائیں

اماموں کا رتبہ نبی (ﷺ) سے بڑھائیں

امام کی فضیلت میں تو واقعہ گھڑ لیا مگر یہ نہ سوچا کہ یہ فضیلت تو نبی ﷺ کے پاس بھی نہ تھی۔ ورنہ آپ عائشہؓ سے واقعہ تہمت میں یہ نہ کہتے **ان الممت بذنب فاستغفری لذنبک** (الحدیث) اگر تو نے کوئی گناہ کر لیا ہے تو اپنے گناہ کی معافی مانگ۔ بلکہ کہتے وضو کر لیں دیکھ لیتا ہوں کہ گناہ ہوا یا نہیں۔ اسی طرح مجرموں سے وضو کرواتے اور سزا دیتے۔ اور جب زکریا صاحب کو ایک شخص نے امام ابوحنیفہؒ کے کشف پر یہ لکھا کہ

"نیز صفحہ بارہ پر امام اعظم کا کشف بے بنیاد ہے، حضرت شعرانی صاحب ایسی باتیں لکھ دیتے ہیں۔" (کتب فضائل پر اشکالات اور اسکے جوابات ص: ۲۱۰)

تو زکریا صاحب اس کا یوں جواب دیتے ہیں۔

Www.IslamicBooks.Website

امام صاحب کا کشف دربارہ ماء مستعمل ایک نہایت معروف چیز ہے۔اس وجہ سے اس کو رد کردینا کہ علامہ شعرانی نے اس کو لکھ دیا۔تشدد و مفرط نہیں تو اور کیا ہے۔صحیح احادیث میں کثرت سے وضو کرنے سے اعضاء کا معاصی سے پاک ہوجانا منقول ہے۔صاحب ہدایہ نے ماء مستعمل کی نجاست کی علت انتقال الاثام الیہ لکھا ہے۔مولانا عبدالحی صاحب نے سعایہ میں امام صاحب کے اس واقعہ کو استدلال میں پیش کیا ہے۔امام صاحب کے مناقب میں اس نوع کے متعدد واقعات ہیں اور یہ چیز تو میرا خیال ہے کہ ہر زمانے کے اکابر میں اکثر پیدا ہوجاتی ہے کہ نوعیت معصیت کا ان کو کشف ہو جاتا ہے پھر جو کشف صحیح احادیث سے ثابت ہو اس میں نہ معلوم آپ کو کیوں اشکال پیش آیا۔(کتب فضائل پر اشکالات اور اس کے جوابات ص:۲۱۵،۲۱۱،۲۲۰)

استنجا نہ کرسکنا

اور پھر جب ایک صاحب اس واقعے (جو آگے آرہا ہے) پر کہ رائپوری صاحب کے ایک خادم استنجے کو ہر جگہ انوار ہونے کی وجہ سے نہ جاسکتے تھے پر یوں تبصرہ کرتے ہیں۔

استنجاء میں نہ جاسکنے کا واقعہ کیا ہی عجیب ہے بیت الخلاء بھلا انوار کی جگہ کیسے ہوسکتا ہے۔یہ تو خبائث اور جنات کا مرکز ہے۔(کتب فضائل پر اشکالات اور اس کے جوابات ص:۲۱۵،۲۱۱،۲۲۰)

تو زکریا صاحب اس کا یوں جواب دیتے ہیں۔بیت الخلاء کا محل خبائث و جنات ہونا بندے کے خیال میں اس کے تو منافی نہیں کہ وہاں انوار نہیں ہوسکتے کون سی جگہ ایسی ہوگی جہاں اللہ کا نور نہ ہو "اللہ نور السموٰت والارض" کی تفسیر بیان القرآن حصہ مسائل سلوک میں ملاحظہ فرمالیں۔ لیکن اس سے قطع نظر غالباً آپ کو کبھی رائے پور جانے کی شاید نوبت نہیں آئی۔حضرت نور اللہ

Www.IslamicBooks.Website

مرقدہ کے زمانے میں بلکہ اب بھی خدام جنگل ہی میں جاتے ہیں اور رائے پور کا جنگل بالخصوص حضرت نوراللہ مرقدہ کے زمانہ میں انوار سے کتنا معمور ہوگا اس میں کیا بتا سکتا ہوں۔ (کتب فضائل پر اشکالات اور اس کے جوابات ص: ۲۱۵، ۲۱۱، ۲۲۰)

یہ تو تھے استنجے کو جاتے ہوئے انوارات اب ذرا ویسے ملاحظہ فرمائیے۔

حرم میں نور

زکریا صاحب لکھتے ہیں:

تذکرۃ الخلیل یعنی سوانح حضرت اقدس مولانا خلیل احمد صاحب نوراللہ مرقدہ میں بروایت مولانا ظفر احمد صاحب لکھا ہے کہ حضرت کے پانچویں حج میں جس وقت حضرت مسجد حرام میں طواف قدوم کیلئے تشریف لائے۔ تو احقر مولانا محب الدین صاحب (جو اعلیٰ حضرت مولانا الحاج امداداللہ مہاجر مکی نور اللہ مرقدہ کے خاص خلفاء میں تھے اور صاحب کشف مشہور تھے) کے پاس بیٹھا تھا۔ مولانا اس وقت درود شریف کی کتاب کھولے ہوئے اپنا درود پڑھ رہے تھے۔ کہ دفعتاً میری طرف مخاطب ہو کر فرمانے لگے۔ اس وقت حرم میں کون آگیا ہے کہ دفعتاً سارا حرم نور سے بھر گیا۔ میں خاموش رہا کہ اتنے میں حضرت طواف سے فارغ ہو کر مولانا کے پاس سے گذرے مولانا کھڑے ہو گئے اور ہنس کر فرمایا کہ میں بھی تو کہوں آج حرم میں کون آگیا ہے۔ (تبلیغی نصاب ص: ۵۲۰، ولی کامل ص: ۱۰۶، ۲۵۶، تیس مجالس ص: ۴۱)

یہ ہے ان کی اڑان۔ وہ واقعہ جس کے اعتراضات کا جواب پچھلے صفات میں گزرا ملاحظہ فرمائیے۔

Www.IslamicBooks.Website

زکریا صاحب لکھتے ہیں۔

ہمارے مولانا شاہ عبدالرحیم رائپوری نور اللہ مرقدہ کے خدام میں ایک صاحب تھے جو کئی کئی روز اس وجہ سے استنجے نہیں جا سکتے تھے کہ ہر جگہ انوار نظر آتے تھے اور بھی سینکڑوں ہزاروں واقعات اس قسم کے ہیں جس میں کسی قسم کی تردّد کی گنجائش نہیں کہ جن لوگوں کو کشف سے کچھ حصہ ملتا ہے وہ اس حصہ کے بقدر احوال معلوم کر لیتے تھے۔ (تبلیغی نصاب ص:۶۴۸)

خزانے ہی خزانے

زکریا صاحب اسی قبیل کا ایک اور واقعہ لکھتے ہیں:۔

ایک شخص مکہ کے رہنے والے کہتے ہیں کہ میرے پاس کچھ دراہم تھے جن کو میں نے اللہ کے راستے پر خرچ کرنے کیلئے رکھا تھا۔ میں نے ایک فقیر کی آواز سنی جو طواف سے فارغ ہو کر بہت آہستہ سے (کعبہ کا پردہ پکڑ کر) کہہ رہے تھے اے اللہ تجھے معلوم ہے کہ میں بھوکا ہوں۔ اے اللہ تجھے معلوم ہے کہ میں ننگا ہوں۔ اے وہ ذات پاک جو دوسروں کو دیکھتی ہے۔ اس کو کوئی نہیں دیکھتا میں نے جو اس فقر کی طرف نگاہ کی تو ان کے بدن پر دو پرانی چادریں تھیں جن سے ان کا بدن ڈھکا بھی نہ جاتا تھا۔ میں نے اپنے دل میں خیال کیا کہ میرے دراہم کا مصرف ان سے بہتر نہیں ملے گا۔ میں نے وہ سب ان کے سامنے پیش کر دیئے۔ انہوں نے ان میں سے صرف پانچ درہم لے کر باقی مجھے واپس کر دیئے۔ اور یہ کہا کہ چار درہم دو لنگیوں کی قیمت ہے اور ایک درہم تین دن کھانے میں خرچ ہو جائے گا۔ میں نے

Www.IslamicBooks.Website

دوسری رات کو ان کو دیکھا کہ دو نئی لنگیاں ان کے بدن پر تھیں میرے دل میں ان کی طرف سے کچھ خطرہ گزرا انہوں نے مجھے دیکھا اور میرا ہاتھ پکڑ کر اپنے ساتھ طواف کروایا۔ تو طواف کے ساتوں چکروں کے ہر پھیرے میں میرے پاؤں کے نیچے معدنیات بھرے پڑے تھے کہ پاؤں کے نیچے وہ حرکت کرتے تھے۔ جس میں سونا چاندی یاقوت موتی اور جواہرات تھے مجھے وہ نظر آ رہے تھے۔ اور لوگوں کو نظر نہیں آتے تھے۔ اس کے بعد ان صاحب نے کہا کہ اللہ جل شانہ نے یہ سب کچھ مجھے عطا فرما رکھا ہے۔ لیکن میں اس میں سے لینا نہیں چاہتا۔ لوگوں کے ہاتھ سے لے کر خرچ کرتا ہوں۔ اسلئے کہ اس میں ان لوگوں کا نفع ہے جن سے لوں اور ان پر اللہ کی رحمت ہوتی ہے۔ (فضائل صدقات ص:۴۵۲)

غیب کا وہ نقشہ جسے قرآن قیامت کے دن ظاہر کرنے کا اعلان کر رہا ہے۔ **و اخرجت الارض اثقالها** (الآیۃ) اور زمین اپنے بوجھ (خزانے) باہر نکال دے گی۔ فقیر صاحب خود بھی دیکھ رہے ہیں اور اپنے ساتھی کو بھی دکھا رہے ہیں۔ اللہ اکبر۔ لیجئے ایک عورت کا علم غیب ملاحظہ فرمائیے۔ زکریا صاحب لکھتے ہیں۔

بھیڑیے بکریاں اکٹھے

حضرت عبد الواحد بن زید جو مشائخ چشتیہ میں مشہور بزرگ ہیں فرماتے ہیں کہ میں تین رات تک مسلسل یہ دعا کرتا رہا کہ یا اللہ جنت میں جو میرا رفیق ہو اس کی مجھے دنیا میں ملاقات کرا دے۔ تین دن کے بعد مجھے بتایا گیا کہ تیری ساتھی میمونہ سودا ہے (جو ایک حبشی عورت تھیں اتنی کالی کہ ان کا لقب ہی سودا ہو گیا تھا) میں نے پوچھا کہ وہ کہاں ملیں گی۔ مجھے بتایا گیا کہ کوفہ کے فلاں قبیلہ

Www.IslamicBooks.Website

میں ہیں۔ میں ان سے ملنے چل دیا۔ کوفہ پہنچ کر میں نے ان کا حال دریافت کیا۔ مجھے بتایا گیا کہ وہ بکریاں چرایا کرتی ہیں۔ فلاں جنگل میں ہیں۔ میں اس جنگل میں پہنچا۔ وہ ایک گدڑی اوڑھے نماز پڑھ رہی تھیں۔ ان کے قریب ہی بکریاں اور بھیڑیئے اکٹھے چر رہے تھے۔ جب میں پہنچا تو انہوں نے اپنی نماز کو مختصر کر کے سلام پھیرا اور سلام پھیرنے کے بعد کہنے لگیں۔ عبدالواحد آج نہیں، آج تو چلے جاؤ۔ ملاقات کا وعدہ کل کو (قیامت میں) ہے۔ میں نے ان سے کہا۔ اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے تمہیں کس طرح معلوم ہوا کہ میں عبدالواحد ہوں کہنے لگیں تمہیں معلوم نہیں کہ روحیں (ازل میں) سب ایک لشکر کی طرح مجتمع تھیں۔ جن کا وہاں آپس میں تعارف ہو گیا ان کا یہاں بھی تعارف ہو جاتا ہے..... میں نے پوچھا کہ تمہاری بکریاں بھیڑیوں کے ساتھ چر رہی ہیں۔ بھیڑیئے ان کو کچھ کہتے نہیں کہنے لگیں کہ جا اپنا کام کر میں نے اپنے سردار سے صلح کر لی اس نے میری بکریوں اور بھیڑیوں میں صلح کر دی (روض)۔ (فضائل صدقات، ص:۵۹)

اب زکریا صاحب کی بھی رگ پھڑکتی دیکھئے۔

> یہ عجیب بات میں نے اپنے چچا جان مولانا محمد الیاس صاحب کے یہاں ہمیشہ دیکھی کہ ان کے مکان میں کئی کئی بلیاں اور مرغیاں تمام دن مکان میں اکٹھی پھرتی رہتیں پڑی گری چیزیں کھاتی رہتیں۔ نہ وہ مرغیاں بلیوں سے بھاگتیں نہ وہ بلیاں مرغیوں کو کچھ کہتیں (فضائل صدقات ص:۵۹۔)

پہلے تو عبدالواحد صاحب کو اپنے جنت میں جانے کا یقین ہو گیا۔ اسی طرح میمونہ سودا کو بھی، اب ذرا شیطان کی گفتگو سے آگاہی حاصل کرنے والوں کا واقعہ بھی پڑھ لیں۔ زکریا صاحب لکھتے ہیں۔

شیطان ننگا

> حضرت جنید سے نقل کیا گیا ہے کہ انہوں نے ایک مرتبہ خواب میں شیطان

Www.IslamicBooks.Website

کو بالکل ننگا دیکھا۔ انہوں نے فرمایا کہ تجھے شرم نہیں آتی کہ آدمیوں کے سامنے ننگا ہوتا ہے وہ کہنے لگا یہ کوئی آدمی ہیں۔ آدمی وہ ہیں جو شونیزیہ کی مسجد میں بیٹھے ہیں۔ جنہوں نے میرے بدن کو دبلا کر دیا۔ اور میرے جگر کے کباب کر دیئے۔ حضرت جنید فرماتے ہیں کہ میں شونیزیہ کی مسجد میں گیا۔ میں نے دیکھا کہ چند حضرات گھٹنوں پر سر رکھے ہوئے مراقبہ میں مشغول ہیں جب انہوں نے مجھے دیکھا تو کہنے لگے کہ خبیث کی باتوں سے کہیں دھوکہ میں نہ پڑ جانا۔ (تبلیغی نصاب ص:۵۲۹ صقالۃ القلوب ص:۱۱۳)

اب علم غیب کے متعلق چند اور واقعات پڑھئے اور غور کیجئے کہ کیا ایسے عقائد کے لوگ توحید پرست ہو سکتے ہیں؟ زکریا صاحب فرماتے ہیں۔

۱۔ ۳۸ھ میں جب میرا پہلا سفر حج حضرت سہارنپوری کے ساتھ ہوا، تو اس سفر میں (مولانا محبّ الدین صاحب باحیات تھے) حضرت سہارنپوری سے مصافحہ کرتے ہوئے فرمایا مولانا آپ یہاں کہاں آگئے۔ یہاں تو قیامت کبریٰ قائم ہونے والی ہے۔ فوراً رمضان کے بعد ہندوستان واپس لوٹ جاؤ۔ (تیس مجالس ص:۴۲)

تقی الدین صاحب اسے مولانا محبّ الدین صاحب کا ایک کشف مانتے ہیں کیونکہ مولانا نے آنے والی مصیبت کی اطلاع پہلے ہی دے دی۔ زکریا صاحب فرماتے ہیں:

۲۔ میرے چچا جان نے انتقال کے وقت آخری رات میں فرمایا تھا کہ میرا جی چاہتا ہے کہ خوب غسل کروں، اچھے کپڑے پہنوں، اور خوشبو لگاؤں، یہ بھی فرمایا تھا کہ آج میری آخری رات ہے۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ اچھی

Www.IslamicBooks.Website

طرح رہوں۔ (تیس مجالس، ص:۲۱۴)

۳۔ زکریا صاحب فرماتے ہیں حادثہ کی رات میں میری والدہ مرحومہ پر کوئی خاص تغیر نہ تھا۔ مگر انہوں نے افطار کے بعد شدید اصرار سب پر کیا۔ کہ روٹی جلد کھاویں۔ جب میں حکیم جی کی مسجد میں پہنچا تو حکیم صاحب نے فرمایا آج صرف آدھا سپارہ پڑھنا ہے۔ میں نے کہا کیوں؟ انہوں نے مجھے ڈانٹ دیا کہ چل چل جلدی پڑھ۔ اور جلدی سے تراویح ختم کرا کر یوں کہا کہ سیدھے دارالطلبہ نہ جانا والدہ کی خیر خبر لے کر جانا مجھے اس وقت تک کوئی وہم بھی اس قسم کا نہ تھا۔ جب میں گھر پہنچا تو میری والدہ کو نزع شروع ہو چکا تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ تو اللہ کے یہاں پہنچ گئیں۔
(معمولات رمضان ص:۲۲)

ایک جگہ زکریا صاحب غیب سے یوں پردہ اٹھاتے ہیں:۔

۴۔ ایک مرتبہ مولوی محمد قاسم صاحب افسر بندوبست گوالیار کسی جرم میں ماخوذ ہوگئے اور ریاست کی طرف سے تین لاکھ روپیہ کا مطالبہ ہوا تو بہت پریشان ہوئے۔ چنانچہ ان کے بھائی صاحب مولانا فضل الرحمان صاحب گنج مراد آبادی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو مولانا نے فرمایا گنگوہ جاؤ اور مولانا رشید احمد صاحب سے دعا کراؤ تمہاری تمام مشکل کشائی مولانا گنگوہی کی دعا پر موقوف ہے۔ میں اور روئے زمین کے تمام اولیاء بھی اگر دعا کریں گے تو نفع نہ ہوگا۔ ہاں اگر مولانا گنگوہی دعا کریں تو کامیاب ہو جاؤ گے چنانچہ گنگوہ آئے اور دعا کرائی اور براءت ہوگئی۔ (ولی کامل ص:۹۱)

Www.IslamicBooks.Website

اتنا علم کہ دنیا کے تمام ولی بھی مل کر دعا کریں تو مشکل کشائی نہ ہو۔ اسے ہی تو کہتے ہیں غیب دانی۔

زکریا صاحب ایک جلسہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

۵۔ ''معلوم ہوا کہ اس اجتماع میں بہت سے جنات شریک تھے۔ جن میں صحابی اور تابعی بھی تھے۔'' (آپ بیتی ص:۱۳۴)

یہ تو علم غیب سے ہی معلوم کیا جاسکتا ہے کہ کونسا جن صحابی ہے اور تابعی یا پھر کسی جن سے یاری دوستی کے ذریعے۔

صاحب کشف

علم غیب کو معلوم کرنے کے لئے ان کے پاس کشف نامی اصطلاح ہے جس کے ذریعے پوشیدہ سے پوشیدہ چیز دریافت کر لینا ان کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔ زکریا صاحب کا تعارف کرواتے ہوئے مفتی عزیز الرحمٰن بجنوری صاحب لکھتے ہیں۔ آپ کی ذات میں "نہایت اونچے درجے کا کشف" بھی تھا۔ (تذکرہ امیر تبلیغ ص:۳۴) ایک جگہ زکریا صاحب کے بارے میں لکھتے ہیں کہ ''کشف تصرف۔ خطرات قلب پر آگاہ ہونا'' بکثرت مشاہدہ کیا ہے۔ (ولی کامل ص:۳۶۷)

اقبال صاحب حضرت منشی رحمت علی صاحب (جو قوت نسبت باطنی ادراک، کشف اور روشن ضمیری میں خاص طور پر مشہور تھے) کا قول ذکر کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت شیخ کے اسی بچپن کے زمانے میں فرما دیا تھا کہ یہ (حضرت شیخ) اپنے چچا (مجدد تبلیغ حضرت شاہ محمد الیاس) سے تو ابھی سے بڑھ گیا ہے ان کے کشف کی تائید خود حضرت کے چچا جان کے ارشادات میں آگے آئے گی۔ (محبوب العارفین ص:۲۰)

ایک جگہ زکریا صاحب کے حالاتِ زندگی لکھتے ہوئے مفتی عزیز الرحمٰن صاحب شاہ عبدالقادر رائپوری (جنہوں نے زکریا صاحب کے بارے میں تعریفی کلمات کہے تھے) کا تعارف ان الفاظ

Www.IslamicBooks.Website

" قلندر ہر چہ گوید دیدہ گوید " کا مصداق تھے۔(ولی کامل ص:۳۶۶)

صوفی اقبال صاحب شیخ الحدیث صاحب کے بارے میں لکھتے ہیں:

''ایک بزرگ نے سید الکونین حبیب خدا ﷺ کو حضرت شیخ کے متعلق امام عصرہ برکۃ دھرہ کا خطاب دیتے سنا۔ جس کا اثر محدث شہر علامہ محمد یوسف بنوری پر اس طرح ہوا کہ انہوں نے نام نامی کے ساتھ برکۃ الدھر لکھنا شروع کر دیا تھا۔(محبوب العارفین ص:۴۹)

قبر والے سے گفتگو

زکریا صاحب فرماتے ہیں۔

''ایک بزرگ جو میرے والد کے دوست اور مخلص خدام میں تھے۔ وہ بڑے صاحب کشف تھے۔ کشف قبور میں بہت بڑھے ہوئے تھے۔ وہ والد صاحب کے انتقال کے دوسرے دن ان کی قبر پر حاضر ہوئے والد صاحب نے ان سے تین باتیں فرمائیں'':

۱۔ والد صاحب کے مخالفین بہت تھے۔ فرمایا کہ مولوی زکریا سے کہہ دیجئے کہ انکی فکر نہ کرو یہ خود اپنا نقصان اٹھائیں گے۔

۲۔ والد صاحب پر قرض بہت تھا۔ اس کے مانگنے والے بہت تھے۔ والد صاحب نے فرمایا کہ اس کی فکر نہ کرو (الحمد للہ سب ادا ہو گیا)

۳۔ بزرگوں سے ڈرتے رہنا ان کی الٹی بھی سیدھی ہے۔(تیں مجالس،ص:۱۸۵)

قارئین خود سوچیے مرنے کے بعد قبر پر جا کر مردے سے گفتگو کرنا۔ اور مردے کا اپنے گھر والوں کو نصیحت کرنا۔ کیا توحید کی یہی شق باقی تھی یا اس میں یہی کمی رہ گئی تھی "استغفر اللہ من ھذہ الخرافات۔"

Www.IslamicBooks.Website

اللہ تعالیٰ کی ایک صفت "علیم بذات الصدور "بھی ہے اور اس صفت میں کوئی شریک نہیں۔اسی لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"ونعلم ما توسوس به نفسه (ق ۲۴) ہم جانتے ہیں کہ اس کے دل میں کیا وسوسے آتے ہیں۔اب ذرا تبلیغی جماعت والوں کا عقیدہ پڑھ لیجئے۔

علیم بذات الصدور

زکریا صاحب فرماتے ہیں۔

''حضرت مجدد الف ثانی نور اللہ تعالیٰ مرقدہ نے اپنے مکاتیب میں ایک بڑا قابل عبرت قصہ لکھا ہے۔فرماتے ہیں کہ میں ایک شخص کی عیادت کو گیا وہاں پہنچ کر دیکھا کہ انتقال کا وقت بالکل قریب ہے۔میں نے اس پر توجہ ڈالی تو اس کے دل کو ظلمتوں سے بھرا ہوا پایا ہر چند میں نے توجہ کی کہ اس کے دل پر سے یہ ظلمتیں دور ہو جائیں مگر دور نہ ہوئیں۔ بڑی دیر توجہ کے بعد محسوس ہوا کہ یہ ظلمتیں اہل کفر سے دوستی کی وجہ سے پیدا ہوئی ہیں۔یہ تو توجہ سے زائل نہ ہونگی۔جہنم کے عذاب ہی سے زائل ہوں گی۔ (مکتوبات دفتر اول حصہ چہارم)۔(محبت ص:۱۶۰)

یعنی تبلیغی جماعت کے بڑوں کو بھی دل کے رازوں کا علم ہوتا ہے مگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ربکم اعلم بما فی نفوسکم (بنی اسرائیل ع ۳)

اللہ خوب جانتا ہے کہ تمہارے دلوں میں کیا ہے۔

زکریا صاحب فرماتے ہیں۔

''مرقاۃ،شرح مشکوٰۃ'' میں ملا علی قاری نے ایک بزرگ کا قصہ لکھا ہے کہ وہ حج کو گئے وہاں انہوں نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ بیت اللہ کا پردہ پکڑ کر زار وقطار رو رہا ہے۔یہ بزرگ فرماتے ہیں کہ میں اس کے قلب کی طرف متوجہ ہوا تو وہ ایک لمحے کے لئے بھی اللہ سے واصل نہیں تھا۔اس کے بعد

Www.IslamicBooks.Website

میں منیٰ گیا ایام منیٰ تاجروں کی شدید مشغولیت کے ہوتے ہیں۔ وہاں میں نے ایک تاجر کو دیکھا کہ اس نے ہزاروں کا کپڑا فروخت کیا جب میں اس کے قلب کی طرف متوجہ ہوا تو اپنی اس مشغولیت میں بھی ایک لمحہ کے لئے بھی اللہ سے غافل نہیں تھا۔ (تمیں مجالس ص:۱۶۴)

قارئین دیکھا آپ نے.. جو صفت اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے وہ ان کے بزرگوں میں بھی پائی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ دلوں کا حال صرف میں جانتا ہوں مگر تبلیغی جماعت کے اکابر اللہ تعالیٰ کے شریک بنے ہوئے ہیں۔ کیا اسی کو توحید کہتے ہیں؟؟ اسی قسم کے چند اور واقعات پڑھ لیجئے۔

مفتی عزیز الرحمٰن صاحب بجنوری مولانا محمد یوسف کے حالات زندگی لکھتے ہوئے فرماتے ہیں:

۱۔ ''یہ عرض کر دینا نا مناسب نہ ہوگا کہ میں نے حضرت جی سے کبھی اپنا خیال ظاہر نہیں کیا تھا۔ آج کی مجلس میں سوچ رہا تھا کہ حضرت جی اپنے بچپن کے کچھ حالات بیان فرما دیتے تو میری جمع کردہ یادداشت میں ایک تسلسل قائم ہو جاتا۔ حضرت نے غالباً اس خیال کو محسوس کر لیا۔ اور اپنے ابتدائی حالات بتلانے شروع کر دیئے۔'' (تذکرہ امیر تبلیغ ص:۱۷)

یہاں تو خیال تک محسوس کرنے کی صلاحیت ہے۔ جو خاصہ خداوندی ہے۔ ایک عجیب وغریب واقعہ اور سن لیجئے۔ زکریا صاحب لکھتے ہیں:

۲۔ حضرت شقیق بلخی فرماتے ہیں کہ میں ۱۴۹ھ میں حج کو جا رہا تھا۔ راستہ میں قادسیہ (ایک شہر کا نام ہے) میں اترا۔ میں لوگوں کی زیب وزینت اور ان کا ہجوم کثرت دیکھ رہا تھا۔ میری نظر ایک خوبصورت نوجوان پر پڑی۔ کہ اس نے کپڑوں کے اوپر ایک بالوں کا کپڑا پہن رکھا تھا۔ پاؤں میں جوتا بھی تھا۔ اور سب سے علیحدہ بیٹھا تھا۔ میں نے خیال کیا یہ لڑکا صوفی قسم کے

Www.IslamicBooks.Website

آدمیوں میں سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ راستہ میں دوسروں پر بوجھ ہی بنے گا۔ میں اس کو جا کر فہمائش کروں۔ اس خیال سے میں اس کے قریب گیا جب اس نے مجھے اپنی طرف آتے دیکھا کہنے لگا اے شقیق!

اجتنبوا كثيراً من الظن ان بعض الظن اثم (حجرات)

"بدگمانی سے بچو۔ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں۔"

اور یہ کہہ کر مجھے چھوڑ کر چل دیا۔ میں نے سوچا کہ یہ تو بڑی مشکل بات ہوگئی میرا نام لیکر (حالانکہ مجھ کو جانتا بھی نہیں) میرے دل کی بات کہہ کر چل دیا۔ یہ تو کوئی بزرگ آدمی ہے۔ میں ان کے پاس جا کر اپنے گمان کی معافی کراؤں۔ میں جلدی جلدی اس کے پیچھے چلا مگر وہ میری نظروں سے غائب ہوگیا۔ پتہ نہ چلا۔ جب ہم واقعہ پہنچے تو دفعتاً اس پر نظر پڑی کہ وہ نماز پڑھ رہا ہے اور اس کا بدن کانپ رہا ہے اور آنسو بہہ رہے ہیں میں نے اس کو پہچان لیا۔ اور اس کی طرف بڑھا تا کہ اپنے اس گمان کی معافی کراؤں۔ مگر میں نے اس کی نماز سے فراغت کا انتظار کیا اور جب وہ سلام پھیر کر بیٹھا۔ تو میں اس کی طرف بڑھا جب اس نے مجھ کو اپنی طرف بڑھتے ہوئے دیکھا تو کہنے لگا اے شقیق پڑھو۔

وانى لغفار لم تاب وامن وعمل صالحاً ثم اهتدى (سورة طه ٤)

"اور بلاشبہ میں بڑا بخشنے والا ہوں ایسے لوگوں کو جو توبہ کرلیں اور ایمان لے آئیں اور پھر سیدھے راستہ پر قائم رہیں۔"

یہ آیت پڑھ کر وہ پھر چل دیا میں نے کہا یہ شخص تو ابدال میں سے معلوم ہوتا

Www.IslamicBooks.Website

ہے۔ دو مرتبہ میرے دل کی بات پر متنبہ کر چکا، پھر جب ہم زیالا میں پہنچے تو دفعتاً میری نظر اس جوان پر پڑی، کہ وہ ایک کنویں پر کھڑا ہے ایک بڑا پیالہ اس کے ہاتھ میں ہے اور کنویں سے پانی لینے کا ارادہ کر رہا تھا کہ وہ پیالہ کنویں میں گر پڑا۔ میں اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اس نے آسمان کی طرف دیکھا اور ایک شعر پڑھا۔ جس کا ترجمہ یہ ہے کہ "تو ہی میرا پرورش کرنے والا ہے۔ جب میں پیاسا ہوں پانی سے اور تو ہی میری روزی (کا ذریعہ) ہے جب میں کھانے کا ارادہ کروں اس کے بعد اس نے کہا اے میرے اللہ تجھے معلوم ہے اے میرے معبود میرے آقا کہ اس پیالے کے سوا میرے پاس کچھ نہیں ہے۔ پس اس پیالے سے مجھے محروم نہ فرمائیے۔ شقیق کہتے ہیں خدا کی قسم میں نے دیکھا کہ کنویں کا پانی اوپر کو آ گیا اس نے ہاتھ بڑھایا اور پیالہ پانی سے بھر کر نکال لیا۔ اول وضو کیا۔ اور چار رکعت نماز پڑھی۔ اس کے بعد ریت اکٹھا کر کے ایک ایک مٹھی بھر کر اس پیالے میں ڈالتا جاتا تھا۔ اور اس کو ہلا کر پی رہا تھا میں اس کے قریب گیا اور سلام کیا۔ اس نے سلام کا جواب دیا میں نے کہا اللہ نے جو نعمت تمہیں عطا کی ہے اس میں سے کچھ اپنا بچا ہوا مجھے بھی کھلا دیجئے۔ کہنے لگا کہ شقیق اللہ جل شانہ کی ظاہری اور باطنی نعمتیں ہم پر رہی ہیں۔ اپنے رب کے ساتھ نیک گمان رکھو۔ یہ کہہ کر وہ پیالہ مجھے دے دیا۔ میں نے جو اس کو پیا تو خدا کی قسم اس میں ستو اور شکر گھلی ہوئی تھی۔ میں نے خوب پیٹ بھر کر پیا۔ جس کی برکت سے کئی دن تک نہ تو مجھے بھوک لگی نہ پیاس (اس کے بعد مکہ مکرمہ میں داخل

Www.IslamicBooks.Website

ہونے کے بعد دیکھا اور ان کے متعلق دریافت کیا تو معلوم ہوا یہ جعفر صادق ہیں) مجھے تعجب ہوا اور میں نے خیال کیا کہ عجائب واقعی ایسے ہی سید کے ہونے چاہئیں۔

(اب ذرا زکریا صاحب کا تبصرہ بھی پڑھ لیں) فرماتے ہیں:

حافظ ابن حجر نے تہذیب میں لکھا ہے حق تعالیٰ نے اس خاندان ہی میں وہ خصوصی جوہر اور اخلاق کا کمال رکھا ہے جہاں تک ہم جیسوں کی پرواز بھی نہیں ہے۔ سیدوں کے خاندان کا معمولی سے معمولی آدمی بھی کوئی عجیب عادت اپنے اندر رکھتا ہے۔ (فضائل صدقات ص:۱۰۱۳)

یہ ہے علیم بذات الصدور کی صفت انسانوں میں تسلیم کرنے کے بعد سیّد پرستی۔ زکریا صاحب لکھتے ہیں کہ:

۳۔ ابوسعید فرماتے ہیں کہ میں مسجد حرام میں گیا تو میں نے ایک فقیر کو دیکھا کہ اس پر دو پھٹے ہوئے کپڑے ہیں اور لوگوں سے سوال کر رہا ہے میں نے اپنے دل میں سوچا کہ ایسے ہی لوگ آدمیوں پر بوجھ ہوتے ہیں۔ اس نے میری طرف دیکھا اور یہ آیت پڑھی۔

واعلموا ان الله یعلم ما فی انفسکم فاحذروه (بقره ٣٠٤)

اس کا یقین رکھو کہ اللہ جل شانہ جانتا ہے اس چیز کو جو تمہارے دلوں میں ہے پس اس سے ڈرتے رہو۔ ابوسعید کہتے ہیں کہ میں نے اپنے دل میں بدگمانی سے توبہ کی تو اس نے مجھے آواز دی اور یہ آیت پڑھی۔

وهو الذی یقبل التوبة عن عباده و یعفو عن السیئات (الشوریٰ ٣٤)

”اور وہ ایسی پاک ذات ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور تمام گناہوں کو معاف کر دیتا

Www.IslamicBooks.Website

ہے۔" (روض)۔ (فضائل صدقات ص: ۱۰۱۲)

قارئین کرام! لگتا ایسے ہی ہے کہ وہ فقیر ہی (نعوذ باللہ) اللہ ہے وحدت الوجود کے نظریے کے مطابق اسی لئے تو دل کی بات معلوم کر لی اور بتا بھی دی۔

۴۔ ابو عبدالرحمٰن خفیف کہتے ہیں کہ میں حج کے ارادے سے چلتا ہوا بغداد پہنچا اور میرے دماغ میں صوفیانہ گھمنڈ تھا۔ یعنی عقیدت کی پختگی، مجاہدہ کی شدت اور اللہ کے ماسوٰی کو پس پشت ڈال دینا۔ میں نے چالیس دن تک کچھ نہیں کھایا نہ پیا اور حضرت جنید بغدادی کی خدمت میں بھی حاضر نہ ہوا۔ اور میں ہر وقت باوضو رہتا۔ اسی حالت میں بغداد سے بھی چل دیا۔ میں نے جنگل میں ایک کنویں پر ایک ہرنی کو پانی پیتے دیکھا۔ مجھے بھی پیاس شدت سے لگ رہی تھی۔ جب میں کنویں کے قریب پہنچا تو وہ ہرنی مجھے دیکھ کر چلی گئی۔ اور کنویں کا پانی جو مَن تک آ رہا تھا۔ اور ہرنی اس سے پی رہی تھی وہ بھی کنویں کے اندر نیچے اتر گیا میں آگے چل دیا۔ اور میں نے عرض کیا اے میرے سردار میری قدر تیرے یہاں اس ہرنی کے برابر بھی نہیں تو میں نے اپنے پیچھے سے ایک آواز سنی وہ یہ تھی کہ ہم نے تیرا امتحان لیا تھا۔ تو نے صبر نہ کیا (شکوہ شروع کر دیا) جا کنویں پر لوٹ جا پانی پی لے ہرنی بغیر پیالہ اور رسی کے آئی تھی۔ تیرے پاس پیالہ بھی تھا رسی بھی تھی میں جب کنویں پر لوٹا تو وہ لبریز تھا۔ میں نے اپنا پیالہ بھر لیا۔ اس میں سے پانی بھی پیتا رہا۔ اور وضو بھی کرتا رہا مگر وہ پانی ختم نہ ہوا۔ یہاں تک کہ میں مدینہ طیبہ میں پہنچ گیا۔ اس کے بعد حج سے فارغ ہو کر جب میں بغداد پہنچا اور جامع بغداد میں گیا تو حضرت جنید کی نظر مجھ پر پڑی۔ فرمانے لگے کہ اگر تو صبر کرتا تو پانی تیرے قدموں کے نیچے سے ابلنے لگتا۔ (فضائل صدقات ص: ۱۰۱۲)

قارئین کرام غور فرمایئے چالیس دن کھائے پئے بغیر زندہ بھی رہا اور سفر بھی ہوتا رہا۔ اور پھر من گھڑت واقعے میں اس شخص کے دل کا حال بھی حضرت جنید کو معلوم ہو گیا۔ اور اسے بتا بھی دیا کہ

Www.IslamicBooks.Website

اگر تو صبر کرتا تو پانی تیرے قدموں کے نیچے سے ابلنے لگتا۔ حالانکہ ابوعبدالرحمٰن کے دل کی بات صرف اسے معلوم تھی یا اللہ تعالیٰ کو، کیونکہ وہی دلوں کے بھید جاننے والا ہے۔۔ جیسا کہ ان آیات سے ثابت ہوتا ہے۔

۱۔ قل ان تخفوا ما فی صدورکم او تبدوہ یعلمه الله

(آل عمران ٦٩)

اے نبی ﷺ ان سے کہہ دیجئے۔ کہ اگر تم کوئی بات اپنے دل میں چھپاؤ یا اسے ظاہر کرو اللہ اسے جانتا ہے۔

۲۔ والله یعلم ما تسرون وما تعلنون (نحل ١٩)

اور اللہ جانتا ہے جو کچھ تم چھپائے ہوئے ہو اور جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو۔

۳۔ و ربک یعلم ما تکن صدورھم وما یعلنون (قصص ٦٩)

اور تمہارا رب جانتا ہے جو کچھ ان کے سینے چھپاتے ہیں اور جو کچھ ظاہر کرتے ہیں۔

۴۔ ان الله لا یخفٰی علیه شیءٌ فی الارض ولا فی السماء

(آل عمران ٥)

بے شک زمین و آسمان کو کوئی چیز اللہ سے پوشیدہ نہیں۔

☆☆☆

فیصلہ خود کیجئے

قارئین کرام! یہ زندگی بڑی مختصر ہے اور اسی میں ہم نے اپنے عقیدے اور عمل کی درست سمت کا تعین کرنا ہے۔ اگر جہنم کی آگ کا ذرا سا بھی خوف ہے تو خود سوچئے جو جماعت اور اس کے اکابر

Www.IslamicBooks.Website

قرآن وحدیث کے مقابلے میں حنفیت کے فروغ کا سبب بن رہے ہوں، اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات اور فرامین کے سامنے اپنے اکابرین اور بزرگوں کے اقوال کو ترجیح دے رہے ہوں، نبی ﷺ پر بہتان اور ان کی صفات میں شراکت، انبیاء علیہم السلام اور صحابہ کرامؓ کی تنقیص جن کا شیوہ ہو، وحدت الوجود، مرنے کا وقت اور سرزمین کا علم، مُردوں سے گفتگو، جنتی دوزخی کا علم، مُردوں کی سخاوت، قبروں سے روٹی اور درہم دینار حاصل کرنا، اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر نبی ﷺ اور خضر علیہ السلام کی مشکل کشائی پر یقین رکھنا، نبی ﷺ کا عالم الغیب ہونا، مجذوب اور دوسرے لوگوں کو علیم بذات الصدور ماننا، اور اس کے علاوہ بہت کچھ آپ کے سامنے ہے... غور کیجئے... کیا یہ اسلام ہے... کیا یہ وہی دین ہے جو اللہ تعالیٰ نے عرش عظیم سے محمد کریم ﷺ پر نازل فرمایا تھا... یاد رکھیے تبلیغی جماعت حنفیت اور دیوبندیت کی تبلیغی جماعت ہے... اسلام اور اس کی تعلیمات سے اس کا دور دور تک تعلق نہیں... مرنے سے پہلے پہلے اپنی اصلاح کیجئے... خالص قرآن پاک اور احادیث رسول ﷺ کو اپنی زندگی کا نور بنائیے... تاکہ کل قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچا جا سکے۔

موضوع احادیث اور زکریا صاحب

کتاب کے آخیر میں، ہم آپ کو یہ بتلانا چاہتے ہیں کہ زکریا صاحب تبلیغی نصاب وفضائل صدقات کے من گھڑت واقعات کو موضوع اور ضعیف احادیث سے ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور حدیث پر محدثین کی جرح کا ترجمہ نہیں کرتے کہ کہیں (تبلیغی جماعت والے جن کی اکثریت صرف اردو پڑھ لکھ سکتی ہے) ان کو ان ضعیف احادیث کا علم نہ ہو جائے اور ان کا سارا پول نہ کھل جائے۔ آیئے ہم آپ کو چند احادیث کے من گھڑت ہونے اور اس پر زکریا صاحب کو تاویلات کا مینار کھڑا کرتے ہوئے دکھاتے ہیں۔ وہ موضوع احادیث جن کو زکریا صاحب فضائل میں بڑی

Www.IslamicBooks.Website

روانی سے اور بے دھڑک بیان کرتے چلے جاتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے:

زکریا صاحب تبلیغی نصاب ص۲۹۲ پر فضائل قرآن کے باب میں یہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ جو شخص سورۃ یسین پڑھتا ہے حق تعالیٰ شانہ اس کے لئے دس قرآن کا ثواب لکھتا ہے۔

علامہ ناصر الدین البانی فرماتے ہیں یہ موضوع ہے۔(سلسلة الاحاديث الضعيفه: ۱/۲۰۲)

اسی طرح فضائل نماز کے باب میں تبلیغی نصاب ص ۳۹۴ پر بیان کردہ حدیث علامہ البانی کے نزدیک موضوع ہے۔(الجامع الصغير رقم ۷۱۳)

فضائل کے باب میں ہی تبلیغی نصاب ص ۵۷۹ پر بیان کردہ حدیث علامہ البانی کے نزدیک موضوع ہے۔(الجامع الصغير رقم ۳۷۹۹) اس حدیث کی سند میں عبدالغفور الواسطی ہے۔ ابن حبان فرماتے ہیں کان ممن يضع الحديث . یہ واضعین حدیث میں سے تھا(ظلال الجنة فی تخريج السنة ۱/۱۰)

اسی طرح فضائل درود شریف کے باب میں تبلیغی نصاب ص ۶۹۸ پر زکریا صاحب نے یہ حدیث بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

من صلى على عند قبرى سمعته، ومن صلى على نائياً ابلغته

(رواه البيهقى)

جو شخص مجھ پر میری قبر کے قریب درود پڑھتا ہے میں اس کو خود سنتا ہوں اور جو دور سے مجھ پر درود بھیجتا ہے وہ مجھ کو پہنچایا جاتا ہے۔

زکریا صاحب اس پر یوں تبصرہ کرتے ہیں بنفس نفیس خود سننا بہت ہی قابل فخر، قابل عزت، قابل لذت چیز ہے۔ اس لفاظی سے پہلے اگر یہ دیکھ لیا جاتا کہ اس حدیث کی حیثیت کیا ہے تو کافی تھا۔

Www.IslamicBooks.Website

علامہ البانی کے نزدیک یہ حدیث موضوع (من گھڑت) ہے (ضعیف الجامع الصغیر رقم ٥٦٨٢ سلسلة الاحادیث الضعیفه رقم ٢٠٣)

اسی طرح تبلیغی نصاب ص ٦٩٩ فضائل درود شریف پر یہ حدیث (الانبیاء احیاء فی قبورهم یصلون) کہ انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں) بھی منکر ہے (قال الذهبی خبر منکر میزان الاعتدال ٤٦٠/١) امام ذہبی فرماتے ہیں یہ منکر روایت ہے۔

اور پھر زکریا صاحب ایک اور موضوع روایت بیان کرتے ہیں کہ:

جب آدم علیہ السلام سے دانہ کھانے کی خطاء صادر ہوئی تو انہوں نے اللہ جل شانہ سے حضور ﷺ کے طفیل دعا کی اللہ جل شانہ نے دریافت کیا کہ آدم علیہ السلام تم نے محمد ﷺ کو کیسے جانا ابھی تو میں نے ان کو پیدا بھی نہیں کیا۔ تو حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا اللہ جب آپ نے مجھے پیدا کیا تھا اور مجھ میں جان ڈالی تھی تو میں نے عرش کے ستونوں پر لا اله الا الله محمد رسول الله لکھا ہوا دیکھا تھا۔ تو میں نے سمجھ لیا تھا کہ آپ نے اپنے نام کے ساتھ جس کا نام ملایا ہے وہ ساری مخلوق میں آپ کو سب سے زیادہ محبوب ہوگا۔ حق تعالیٰ شانہ نے فرمایا کہ بیشک وہ ساری مخلوق میں مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے اور جب اس کے طفیل تم نے مغفرت طلب کی تو میں نے تمہاری خطا معاف کردی۔ (فضائل صدقات ص:٩٢١)

حالانکہ قرآن مجید میں وہ الفاظ موجود ہیں جن کے ذریعے سے آدمؑ نے اپنے رب سے معافی مانگی وہ الفاظ یہ ہیں:

Www.IslamicBooks.Website

ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفر لنا وترحمنا لنکونن من الخسرین (الایة)

مذکورہ بالا حدیث جس میں واسطے اور وسیلے ہیں علامہ البانی نے اسے موضوع کہا (سلسلة الاحادیث الضعیفه رقم ۲۵)

اس روایت میں عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم ہے امام حاکم فرماتے ہیں۔ یہ اپنے باپ سے موضوع روایات بیان کرتا ہے۔

روی عن ابیه احادیث موضوعة لا یخفی علی من تاملها من اهل الصنعة ان الحمل فیها علیه (المدخل الی الصحیح رقم ۹۷، ص ۱۵٤)

اسی طرح اس میں عبداللہ بن مسلم انصاری مجہول راوی ہے۔ امام ذہبی فرماتے ہیں لا ادری من هو (تلخیص الحاکم ٦١٥٢) اور المعجم الصغیر کی سند میں کئی مجہول راوی ہیں۔ حافظ الهیشمی کہتے ہیں وفیه من لم اعرفهم (مجمع الزوائد ۲۵۳/۸)

ایک اور موضوع حدیث جو مندرجہ بالا حدیث سے ملتی جلتی ہے جس کو زکریا صاحب نے فضائل ذکر میں لکھا ملاحظہ فرمایئے:۔

حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ حضرت آدم (علی نبینا وعلیه الصلوٰة والسلام) سے جب وہ گناہ صادر ہو گیا (جس کی وجہ سے جنت سے دنیا میں بھیج دیئے گئے تو ہر وقت روتے تھے اور دعا واستغفار کرتے رہتے تھے ایک مرتبہ آسمان کی طرف منہ کیا اور عرض کیا یا اللہ! محمد ﷺ کے

Www.IslamicBooks.Website

وسیلہ سے تجھ سے مغفرت چاہتا ہوں۔ وحی نازل ہوئی کہ محمد ﷺ کون ہیں (جن کے واسطے سے تم نے استغفار کی) عرض کیا کہ جب آپ نے مجھے پیدا کیا تھا تو میں نے عرش پر لکھا ہوا دیکھا تھا۔ لا الہ الا اللہ محمد رسو ل اللہ تو میں سمجھ گیا تھا کہ محمد ﷺ سے اونچی ہستی کوئی نہیں ہے۔ جن کا نام تم نے اپنے نام کے ساتھ رکھا وحی نازل ہوئی کہ وہ خاتم النبیین ہیں تمہاری اولاد میں سے ہیں لیکن وہ نہ ہوتے تو تم بھی پیدا نہ کئے جاتے۔ (تبلیغی نصاب ص:۵۸۹)

اس حدیث کے بارے میں امام ذہبی فرماتے ہیں کہ یہ موضوع ہے (تلخیص المستدرک ۶۱۵/۲)۔ علامہ ناصر الدین البانی فرماتے ہیں کہ یہ موضوع ہے (سلسلة الاحادیث الضعیفہ رقم ۳۸/۱) اور خود زکریا صاحب بھی اس کی موید حدیث کے بارے میں لکھتے ہیں کہ ملا علی قاری نے اسے موضوعات کبیر میں موضوع کہا ہے لیکن اس کا معنی صحیح ہے۔ (موضوعات کبیر کے معنی ہی ''بڑے جھوٹ'' ہیں)

جب زکریا صاحب کا ایک جماعتی اس حدیث پر یہ اعتراض کرتا ہے کہ آدمؑ کی دعا کے الفاظ سورۃ اعراف کی آیت والے ہیں یا اس حدیث والے اور یہ حدیث صحیح ہے یا موضوع اگر صحیح ہے تو تطبیق کی کیا صورت ہے اور اگر موضوع ہے تو کیا اس قسم کی حدیثوں کی نسبت رسول اللہ ﷺ کی طرف کرنا جائز ہے۔ تو زکریا صاحب اسے یوں جواب دیتے ہیں۔ قرآن کی آیت اور اس حدیث میں کوئی تعارض نہیں (آدم علیہ السلام کی) صرف ایک دعا ربنا ظلمنا انفسنا تو نہیں تھی نہ معلوم کتنی دعائیں اور استغفار کئے ہوں گے اور رہا یہ سوال کہ حدیث کیسی ہے۔ تو جس کے متعلق موضوع کہا گیا وہ حدیث نہیں ہے۔ اس لئے کہ ایسی حدیث کے نقل کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے جس کو

Www.IslamicBooks.Website

بڑے بڑے اکابر علامہ طبرانی، علامہ حاکم، ابونعیم (یہ سب مشہور محدث ہیں) نے اپنی اپنی کتابوں میں لکھا ہو۔ (کتب فضائل پر اشکالات اور اس کے جوابات ص:۱۴۲) حالانکہ زکریا صاحب جانتے ہیں کہ موضوع حدیث کو بے شک کتنا بڑا محدث ہی روایت کیوں نہ کرے جب تک کہ وہ موضوع نہ لکھ دے اس کے لئے روایت کرنا حلال نہیں۔ جیسا کہ اس سے پہلے یہ بحث گزر چکی ہے۔ اپنے جاہل لوگوں کو یہ دھوکا دیا کہ یہ روایت موضوع نہیں حالانکہ اس کی سند پر کلام پچھلی حدیث میں تفصیل سے ہو چکا ہے۔ اور یہ ثابت ہو گیا ہے کہ یہ موضوع (یعنی من گھڑت) ہے۔

اسی طرح زکریا صاحب ایک اور بے سر و پا روایت ذکر کرتے ہیں کہ:

حضور ﷺ سے نقل کیا گیا ہے کہ جو شخص نماز کو قضا کردے گو وہ بعد میں پڑھ بھی لے پھر بھی اپنے وقت پر نہ پڑھنے کی وجہ سے ایک حقب جہنم میں جلے گا۔ اور حقب کی مقدار اسی (۸۰) برس کی ہوتی ہے اور ایک برس تین سو ساٹھ دن کا اور قیامت کا ایک دن ایک ہزار برس کے برابر ہوگا (اس حساب سے ایک حقب کی مقدار دو کروڑ اٹھاسی لاکھ برس ہوئی ۲۸۸۰۰۰۰۰)۔ (تبلیغی نصاب ص:۳۵۵)

اب خود اس حدیث پر تبصرہ کرتے ہیں: **لم اجده فيما عندى من كتب الحديث** کہ میرے پاس موجود کتب حدیث میں یہ حدیث نہیں ملی۔

اور پھر جب ایک تبلیغی بھائی نے اس حدیث پر یہ اعتراض کیا کہ بعض لوگوں نے کہا کہ یہ حدیث ضعیف ہے جو اس کتاب کے مناسب نہیں..... بہتر یہ ہے کہ اس حدیث کو تبلیغی نصاب میں شامل نہ کیا جائے اور اگر آپ اسے مناسب سمجھیں تو کوئی حرج نہیں تو زکریا صاحب نے ان کے خط کا جواب ان الفاظ سے دیا "اس ناکارہ نے اگر اپنی طرف سے کچھ لکھا ہوتا تو یقیناً اس کی اصلاح بھی

Www.IslamicBooks.Website

کی جا سکتی ہے۔ اور اس کو حذف بھی کیا جا سکتا ہے۔ لیکن جب ایک معتبر کتاب میں حضور اقدس ﷺ کی طرف سے نقل کیا گیا ہے تو اگر ضعیف بھی ہو تب بھی لوگوں کو بچانے کی نیت سے اس تذکرے میں کوئی مانع اب تک سمجھ میں نہیں آیا..... اور جبکہ ایک نماز کو جماعت کے ساتھ پڑھنے میں تین کروڑ سے زیادہ کا ثواب ہے جیسا کہ اسی رسالے میں آگے جماعت کی نماز کے فضائل حدیث نمبر دو میں لکھا ہے تو پھر نماز کے قضاء کرنے میں اس سے کم گناہ بے محل نہیں۔ میں نے دوسرے احباب سے بھی مشورہ کیا ابھی تک اس ناکارہ کی سمجھ میں اس حدیث پاک کے نکالنے کی وجہ نہیں آئی۔ (کتب فضائل پر اشکالات اور ان کے جوابات ص:۱۳۱)

عجیب منطق

خود سوچئے جب یہ حدیث ہے ہی نہیں پھر اس کا نبی ﷺ کی طرف منسوب کرنا کیسے صحیح ہو سکتا ہے۔ زکریا صاحب شیخ الحدیث کہلوانے کے باوجود عجیب قسم کی روایات نقل کر کے روایت پر عجیب حکم لگاتے ہیں۔ ملاحظہ فرمایئے:

> ''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب میرے والد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے تو یہ وصیت فرمائی کہ میرے انتقال کے بعد میری نعش روضہ اقدس میں لے جا کر عرض کر دینا کہ یہ ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں آپ کے قریب دفن ہونے کی تمنا رکھتا ہے۔ اگر وہاں سے اجازت ہو جائے تو مجھے وہاں دفن کر دینا اور اجازت نہ ہو۔ تو بقیع میں دفن کر دینا۔ چنانچہ آپ کے وصال کے بعد وصیت کے موافق جنازہ وہاں لے جا کر قبر شریف کے قریب یہی عرض کر دیا گیا وہاں سے آواز ہمیں آئی آدمی کہنے والا نظر نہیں آتا تھا کہ اعزاز و اکرام کے ساتھ اندر لے آؤ۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے

Www.IslamicBooks.Website

ہیں کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے وصال کا وقت قریب ہوا تو مجھے اپنے سرہانے بٹھا کر فرمایا کہ جن ہاتھوں سے تم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دیا تھا۔ انہی ہاتھوں سے مجھے غسل دینا اور خوشبو لگانا اور مجھے اس حجرے کے قریب لے جا کر جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر ہے اجازت مانگ لینا اگر اجازت مانگنے پر حجرہ کا دروازہ کھل جائے تو مجھے وہاں دفن کر دینا ورنہ مسلمانوں کے عام قبرستان (بقیع) میں دفن کر دینا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جنازہ کی تیاری کے بعد سب سے پہلے میں آگے بڑھا اور میں نے جا کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ ابوبکر رضی اللہ عنہ یہاں دفن ہونے کی اجازت مانگتے ہیں تو میں نے دیکھا کہ ایک دم حجرے کے کواڑ کھل گئے۔ اور ایک آواز آئی کہ دوست کو دوست کے پاس پہنچا دو (اب زکریا صاحب کا اس روایت پر تبصرہ سنئے۔ علامہ سیوطی نے خصائص کبریٰ میں ان دونوں کو ذکر کیا ہے محدثانہ حیثیت سے اس روایت کو منکر بتایا ہے لیکن تاریخی حیثیت تو باقی ہے ہی۔ (فضائل صدقات ص:۹۵۱)

قارئین محترم! یہ اصول حدیث کا کونسا اصول ہے کہ روایت تو منکر مگر تاریخی حیثیت باقی جو روایت پایہ ثبوت کو پہنچتی ہی نہیں اور پھر جو روایت قرآن وصحیح احادیث کے خلاف بھی ہو اس کی تاریخی حیثیت باقی ہو عجیب تماشا ہے یہ۔ زکریا صاحب ایک جگہ لکھتے ہیں: شیخ المشائخ قطب الارشاد شاہ ولی اللہ صاحب نور اللہ مرقدہ نے اپنی کتاب نوادر میں بہت سے مشائخ تصوف اور ابدال کے ذریعے سے حضرت خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام سے متعدد اعمال نقل کئے ہیں اگرچہ محدثانہ حیثیت سے ان پر کلام ہے۔ لیکن کوئی فقہی مسئلہ نہیں جس میں دلیل اور حجت ضروری ہو۔ (تبلیغی نصاب

Www.IslamicBooks.Website

ص:۲۳۲)

کیا متعدد اعمال دین کا حصہ نہیں پھر اس کے لئے دلیل کی ضرورت کیوں نہیں۔ لیجئے ایک اور موضوع حدیث پڑھیے۔فرماتے ہیں:

''علماء نے اس سلسلہ میں اس حدیث کو بھی ذکر کیا ہے جس میں حضور ﷺ کا ارشاد وارد ہوا ہے۔ جو شخص کتاب میں میرے اوپر درود بھیجے ملائکہ اس کے لئے اس وقت تک استغفار کرتے رہتے ہیں جب تک میرا نام اس کتاب میں رہے۔اور یہ حدیث اگرچہ ضعیف ہے لیکن اس جگہ اس کا ذکر کرنا مناسب ہے۔اوراس کی طرف التفات نہ کیا جائے کہ ابن جوزی نے اس کو موضوعات میں ذکر کر دیا ہے۔ اس لئے کہ اس کے بہت سے طرق ہیں جو اس کو موضوع ہونے سے خارج کر دیتے ہیں۔اوراس کے مقتضی ہیں کہ اس حدیث کی اصل ضرور ہے۔'' (تبلیغی نصاب ص:۷۶۸)

کیا موضوع روایت کے طرق زیادہ ہونے سے وہ موضوع کے حکم سے نکل جاتی ہے۔اوراس بات کی مقتضی ہو جاتی ہے کہ اس حدیث کی اصل ضرور ہے۔کیا شیخ الحدیث صاحب نے محدثین کے راستے سے ہٹ کر نئے اصول حدیث تراشنے شروع کر دیئے ہیں۔حالانکہ امام ذہبی نے اس حدیث کو موضوع (من گھڑت) کہا ہے (میزان الاعتدال ۲۳۰/۱)

اختلاف امت رحمت؟

اسی طرح زکریا صاحب کے ایک تبلیغی ساتھی منشی محمد عیسیٰ صاحب فیروز پوری اسی طریقے کار پر چلتے ہوئے موضوع روایت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں

''جب خود آقائے نامدار ﷺ کا ارشاد ہے کہ میری امت کا اختلاف رحمت ہے۔ (تبلیغی تحریک کی ابتداء اوراس کے بنیادی اصول ص:۱۶۴)

قارئین کرام! تبلیغی جماعت کی بنیاد ہی ضعیف اور موضوع روایات پر ہے اور جناب منشی محمد عیسیٰ کو

Www.IslamicBooks.Website

شاید اس بات کا علم نہیں۔ نبی اختلاف مٹانے کے لئے آئے تھے نہ کہ اختلاف ڈالنے کے لئے۔ یہ اختلاف ہی تھا جس کی وجہ سے لیلۃ القدر کا تعین اٹھالیا گیا تھا۔ اگر اختلاف رحمت ہوتو پھر تعین کو اٹھانے کی وجہ۔ حالانکہ علامہ البانی اس حدیث کو ایک جگہ موضوع بتلاتے ہیں (ضعیف الجامع الصغیر رقم ۲۳۰) اور ایک جگہ فرماتے ہیں لا اصل له، اس حدیث کا کوئی اصل نہیں (سلسلة الاحادیث الضعیفه ۷۶/۱ رقم ۵۷)۔ اسی طرح زکریا صاحب کے ساتھی مولانا محمد یوسف صاحب کی سوانح کا مقدمہ لکھتے ہوئے فرماتے ہیں "اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب کو رہنمائی کی سند عام عطا فرمائی کہ (اصحابی کالنجوم فبایھم اقتدیتم اھتدیتم) کہ میرے صحابہ ایسے ستاروں کی مانند ہیں کہ ان میں سے جس کے ذریعے بھی راستہ ڈھونڈوگے منزل پر پہنچ جاؤ گے۔ (تذکرہ امیر تبلیغ ص:۱۲) یہی حدیث زکریا صاحب کے ساتھی محمد عیسیٰ صاحب لکھتے ہیں۔ (تبلیغ کا مقامی کام ص:۱۱۲، ۱۲۷) حالانکہ امام ذہبی کے نزدیک یہ حدیث باطل ہے۔ (میزان الاعتدال ۱۰۲/۲)

> ایک اور حدیث جس میں یہ ذکر ہے کہ جس شخص کا اول اور آخر کلمہ لا الہ الا اللہ ہو وہ ہزار برس بھی زندہ رہے تو کسی گناہ کے بارے میں اس سے پوچھا نہیں جائے گا۔ (تبلیغی نصاب ص:۶۰۲)

زکریا صاحب نے اس حدیث کو جہلاء کے لئے پیش کر دیا کہ وہ اس موضوع حدیث پر عمل کر کے اپنے نامہ اعمال کو گناہوں سے سیاہ کر لیں کیونکہ جب پوچھا نہ جائے تو پھر ڈر کیسا اور لوگوں کا منہ بند کرنے کے لئے نیچے عربی میں یہ عبارت لکھ دی اور اس کا ترجمہ کرنا تک گوارا نہ کیا (موضوع ابن محمویة و ابوہ مجھولان) یہ موضوع (من گھڑت) حدیث ہے ابن محمویۃ اور اس کا

Www.IslamicBooks.Website

باپ مجہول راوی ہیں۔

اسی طرح ایک منکر الحدیث زائدہ بن ابی الرقاد (حاشیہ مسند ابی یعلی ۱/۱۷، رقم ۷۰) کی یہ روایت کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ زندہ لوگ اس کلمہ (لا الہ الا اللہ) کو پڑھیں تو کیا ہو حضور نے دو مرتبہ یہ ارشاد فرمایا کہ کلمہ ان کے گناہوں کو بہت ہی منہدم کر دینے والا ہے۔ (یعنی بالکل ہی مٹا دینے والا ہے)۔ (تبلیغی نصاب ص: ۶۰۲، ۵۹۶، ۵۹۶) زکریا صاحب اس کی تائید میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ روایت لائے جس میں یہ الفاظ ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا جس شخص نے لا الہ الا اللہ پڑھا اس کے ۵۰ سال کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ عرض کیا گیا کہ اے اللہ کے رسول جس کے ۵۰ سال کے گناہ نہ ہوں فرمایا تو پھر اس کے والدین قرابت دار اور عام مسلمانوں کے گناہ معاف ہو جائیں گے۔ (تبلیغی نصاب ص: ۶۰۲، ۵۹۶، ۵۹۶)

زکریا صاحب پھر خود ہی لکھتے ہیں کہ امام سیوطی کے بقول اس حدیث کی تمام اسناد تاریک ہیں اور امام سیوطی نے اسناد کے راویوں پر جھوٹے ہونے کا الزام لگایا ہے۔

قارئین کرام! خود سوچیے جب زکریا صاحب اپنی پیش کردہ روایات کی اسناد کو تاریک اور بقول امام سیوطی راوی بھی کذاب ہیں، تو پھر زکریا صاحب کے اپنے عقیدے اور عمل کی خستہ حالی کا کیا عالم ہوگا کہ انسان کسی چیز کو غلط کہے اور پھر اس پر عمل بھی کرے۔ تو سوچیے اس کا انجام کیا ہوگا؟ اور پھر زکریا صاحب اس جھوٹی روایت کی تائید میں ان الفاظ کی حدیث لائے کہ اس شخص کے ۴ ہزار کبیرہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں آپ سے کہا گیا کہ اگر اس کے ۴ ہزار گناہ نہ ہوں تو فرمایا کہ اس کے اہل و عیال و رشتہ داروں کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ (تبلیغی نصاب ص: ۶۰۲، ۵۹۶، ۵۹۶) اسی طرح اس حدیث پر بھی من گھڑت ہونے کا حکم لگایا۔ جیسا کہ امام سیوطی نے اسے موضوع کہا اسی طرح زکریا صاحب ایک منکر روایت بیان کرتے ہیں اور اس پر انکا اپنا عمل ہے۔ (حضرت کا اتباع سنت

Www.IslamicBooks.Website

اور عشق رسول ص:۷۴)

حدیث کے الفاظ یہ ہیں کہ جو شخص جمعہ کے دن اسی (۸۰) دفعہ مجھ پر درود بھیجے اس کے اسی (۸۰) سال کے گناہ معاف کردیئے جائیں گے۔ (تبلیغی نصاب :۷۲۱) زکریا صاحب تو اسے ضعیف گردانتے ہیں لیکن ابن حجر فرماتے ہیں کہ یہ حدیث منکر ہے۔ (لسان المیزان ۲/۲۲٤ ط دار الفکر) اس روایت میں حجاج بن سنان یا سیار ہے امام ذہبی فرماتے ہیں کہ یہ متروک راویوں میں سے ہے (میزان ۲/۷٤)

کذاب راوی اور زکریا صاحب

آیئے زکریا صاحب کی ان احادیث کی طرف جو انہوں نے کذاب راویوں سے روایت کرتے ہوئے اور اپنی کتاب میں درج کی ہیں۔ زکریا صاحب لکھتے ہیں۔

"حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا ہے۔ کہ جس شخص نے قرآن پڑھا پھر اس کو حفظ کیا۔ اور اس کے حلال کو حلال جانا اور حرام کو حرام جانا حق تعالیٰ شانہ، اس کو جنت میں داخل فرمادیں گے۔ اور اس کے گھرانے میں سے ایسے دس آدمیوں کے بارے میں اس کی شفاعت قبول فرمادیں گے۔ جن کے لئے جہنم واجب ہوچکی ہے۔"

(تبلیغی نصاب ص:۲۶۱)

زکریا صاحب نے تو اسے غریب حدیث کہہ کر جان چھڑالی حالانکہ اس حدیث کا راوی حفص بن سلیمان ابوعمر الکوفی کے بارے میں عبدالرحمٰن بن محمدی فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم اس سے روایت کرنا حلال نہیں امام مسلم فرماتے ہیں کہ یہ متروک ہے امام نسائی فرماتے ہیں کہ یہ ثقہ نہیں۔ اور اسکی حدیث لکھی نہیں جاتی ابن خراش فرماتے ہیں کہ یہ کذاب تھا اور حدیث گھڑا کرتا تھا۔ امام احمد

Www.IslamicBooks.Website

فرماتے ہیں کہ یہ متروک الحدیث ہے۔(کتاب العلل و معرفته الرجال لاحمد ١/١٠٤،

تهذیب التهذیب ٣٤٥/٢، میزان الاعتدال ٥٥٨/١)

اسی طرح زکریا صاحب ایک طویل روایت بیان کرتے ہیں جس میں

ایک شخص ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی طرف اشارہ کر کے کہتا ہے کہ اس قبر والے کی عزت کی قسم (حالانکہ غیر اللہ کی قسم کھانا شرک ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا من حلف لغير الله فقد اشرک (ابو داؤد)) تو ابن عباس رضی اللہ عنہ نے انہیں منع بھی نہ کیا بلکہ اعتکاف توڑ کر اس کے ساتھ چل پڑے اور ایک شخص کے اعتراض کرنے پر فرمایا کہ حضور کا فرمان ہے کہ جو شخص اپنے بھائی کے کسی کام میں چلے پھرے اور کوشش کرے اس کے لئے دس برس کے اعتکاف سے افضل ہے۔ اور جو شخص ایک دن کا اعتکاف بھی اللہ کی رضا کے واسطے کرتا ہے۔ تو حق تعالیٰ شانہ اس کے اور جہنم کے درمیان تین خندقیں آڑ فرما دیتے ہیں۔ جن کی مسافت آسمان اور زمین کی درمیانی مسافت سے بھی زیادہ چوڑی ہے (اب زکریا صاحب کی ضرب و جمع ملاحظہ فرمائیے فرماتے ہیں) اور جب ایک دن کے اعتکاف کی یہ فضیلت ہے تو دس برس کے اعتکاف کی کیا کچھ مقدار ہوگی۔ (تبلیغی نصاب ص:۴۶۶،۵۶۷،۷۰۷)

امام حاکم کی اس روایت کردہ حدیث کے بارے میں امام ذہبی فرماتے ہیں کہ اس روایت کی سند میں ایک راوی ہشام متروک ہے اور محمد بن معاویہ امام دارقطنی کے بقول کذاب ہے۔ (تلخیص للمستدرک ٢٧٠/٤)

Www.IslamicBooks.Website

اسی طرح زکریا صاحب فضائل ذکر میں یہ حدیث لاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو بھی بندہ کسی وقت بھی دن یا رات میں لا الہ الا اللہ کہتا ہے تو اعمال نامے میں سے برائیاں مٹ جاتی ہیں اور ان کی جگہ نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ (تبلیغی نصاب ص:۴۶۶، ۵۶۷، ۷۰۷)

زکریا صاحب یہ بات تسلیم بھی کرتے ہیں کہ اس روایت کا ایک راوی عثمان بن عبدالرحمٰن الزھری متروک ہے۔ پھر بھی اسے روایت کیے چلے جاتے ہیں۔ ابن معین کے نزدیک یہ راوی جھوٹا اور نسائی دارقطنی کے نزدیک متروک ہے۔ (میزان الاعتدال ۴۳/۳)

فضائل درود شریف میں ایک اور حدیث ذکر کی جاتی ہے کہ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص مجھ پر درود بھیجتا ہے تو ایک فرشتہ اس درود کو لے جا کر اللہ جل شانہ کی پاک بارگاہ میں پیش کرتا ہے۔ وہاں سے ارشاد عالی ہوتا ہے کہ اس درود کو میرے بندہ کی قبر کے پاس لے جاؤ یہ اس کے لئے استغفار کرے گا اور اس کی وجہ سے اس کی آنکھ ٹھنڈی ہوگی، (تبلیغی نصاب ص:۴۶۶، ۵۶۷، ۷۰۷)

زکریا صاحب کے نزدیک اس روایت کا ایک راوی عمر بن حبیب ضعیف ہے لیکن ابن معین کے نزدیک یہ کذاب ہے (تہذیب التہذیب ۳۷۹/۷)

زکریا صاحب فضائل ذکر میں ایک اور حدیث ذکر کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص سو مرتبہ لا الہ الا اللہ پڑھا کرے حق تعالیٰ جل شانہ قیامت کے دن اس کو ایسا روشن چہرہ والا اٹھائیں گے جیسے چودھویں رات کا

Www.IslamicBooks.Website

چاند ہوتا ہے۔اور جس دن یہ تسبیح پڑھے اس دن اس سے افضل عمل والا وہی شخص ہوسکتا ہے جواس سے زیادہ پڑھے۔(تبلیغی نصاب ص:۲۰۱،۲۷۵)

زکریا صاحب کے نزدیک اس کی سند میں عبدالوہاب بن ضحاک متروک سخت ضعیف ہے۔لیکن امام ابوداؤد فرماتے ہیں کہ یہ احادیث گھڑا کرتا تھا (الکاشف ۱۹۳/۲) ابن حبان فرماتے ہیں کہ یہ شخص حدیث کی چوری کیا کرتا تھا(میزان الاعتدال ۶۷۹/۲)

سخت ضعیف روایات اور زکریا صاحب

آیئے ان روایات کی طرف جو سخت ضعیف ہیں اور زکریا صاحب انہیں نقل کرتے چلے جاتے ہیں۔

فضائل قرآن میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حق تعالیٰ شانہ قاری کی آواز کی طرف اس شخص سے زیادہ کان لگاتے ہیں۔جو اپنی گانے والی باندی کا گانا سن رہا ہو۔(تبلیغی نصاب ص:۲۰۱،۲۷۵)

زکریا صاحب امام حاکم سے اس کی تصحیح امام ذہبی سے اس کا منقطع ہونا منقول کرتے ہیں۔جبکہ شیخ الحدیث صاحب کو معلوم بھی ہے کہ امام ترمذی کی تحسین اور امام حاکم کی تصحیح سے دھوکا نہیں کھانا چاہیئے۔فضائل کو خوب بڑھانے کے لئے وہ روایت بیان کی جس کا ایک راوی اسماعیل بن عبیداللہ فضالۃ بن عبید کی وفات کے بعد پیدا ہوا(تہذیب التہذیب ۲۷۷/۱) فضالۃ بن عبید کی تاریخ وفات ۵۸ھ اور اسماعیل بن عبیداللہ کی پیدائش ۶۱ھ ہے۔(الکاشف ۳۲۷/۲) زکریا صاحب اسی باب میں ایک اور روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص ایک آیت کلام اللہ کی سنے اس کے لئے دوچند نیکی لکھی جاتی ہے۔اور جو تلاوت کرے اس کے لئے قیامت کے دن نور ہوگا۔(تبلیغی نصاب ص:۲۸۱،۲۹۳،۲۹۲،۲۹۳) پھر خود ہی لکھتے ہیں کہ جمہور محدثین کے نزدیک حسن نے ابو ہریرہؓ سے نہیں سنا۔البانی کے نزدیک یہ روایت ضعیف ہے (ضعیف

Www.IslamicBooks.Website

الجامع الصغیر رقم ٥٤١٦)

اسی طرح اس باب میں دو مجہول الحال راویوں کی یہ حدیث بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص ہر رات کو سورۃ واقعہ پڑھے اس کو کبھی فاقہ نہیں ہوگا۔ اور ابن مسعودؓ اپنی بیٹیوں کو حکم فرمایا کرتے تھے کہ ہر شب میں اس سورۃ کو پڑھیں۔ (تبلیغی نصاب ص:۲۸۱، ۲۹۳، ۲۹۲، ۲۹۳) اس حدیث میں دو مجہول راوی ابوشجاع اور ابوطیبہ ہیں لہذا یہ حدیث ضعیف ہے (سلسلة الاحادیث الضعیفه ۱/۳۰۵)

فضائل قرآن میں ایک روایت جس کے یہ الفاظ ہیں کہ (سورۃ یٰسین کو) اپنے مُردوں پر پڑھا کرو۔ (تبلیغی نصاب ص:۲۸۱، ۲۹۳، ۲۹۲، ۲۹۳) بھی ضعیف ہے (ضعیف الجامع الصغیر رقم ٥٧٩٧) فضائل قرآن کی ایک اور روایت جس کے الفاظ یہ ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرا دل چاہتا ہے کہ سورۃ یٰسین میرے ہر امتی کے دل میں ہو۔ (تبلیغی نصاب ص:۲۸۱، ۲۹۳، ۲۹۲، ۲۹۳) ضعیف ہے۔ اس حدیث کا راوی امام نسائی کے بقول ثقہ نہیں اور اس کی احادیث لکھی نہیں جاتی تھیں۔ (تہذیب التہذیب ۱/۱۰۰)

فضائل نماز کی ایک روایت جس میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص نمازوں کو بغیر عذر کے جمع کرے وہ کبیرہ گناہوں کے دروازوں میں سے ایک دروازے پر پہنچ گیا۔ (تبلیغی نصاب ص:۳۴۵) بھی سخت ضعیف ہے (ضعیف الجامع الصغیر رقم ٥٥٥٦) اور زکریا صاحب کے بقول بھی اس کی سند کا ایک راوی خنش ابن قیس کی بقول حافظ ابن حجر کے حصین بن نمیر کے علاوہ کسی نے توثیق نہیں کی۔ بلکہ ابن حجر نے ایک جگہ اس "واہ" لکھا اور اس کو احمد اور دوسروں نے ضعیف کہا۔ لہٰذا زکریا صاحب نے یہ اصول گھڑا کہ اہل علم کے عمل سے یہ حدیث صحت کو پہنچتی ہے اگر چہ اس کی سند قابل اعتبار نہیں۔

Www.IslamicBooks.Website

یہ ہیں زکریا صاحب کے شیخ الحدیث ہونے کے فوائد کہ جب چاہا من مرضی کے اصول بنالئے۔

زکریا صاحب کی بیان کردہ یہ روایت کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ سراسر ظلم ہے اور کفر ہے اور نفاق ہے اس شخص کا فعل جو اللہ کے منادی (یعنی موذن) کی آواز سنے اور نماز کو نہ جائے۔ (تبلیغی نصاب ص:۳۴۵،۳۷۱،۴۱۳) بھی ضعیف ہے۔ اور انہیں بھی اس سے انکار نہیں (ضعیف الجامع الصغیر رقم ۲۶۴۹)

زکریا صاحب فضائل رمضان میں ایک طویل حدیث بیان کرتے ہیں جن میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص کسی روزہ دار کو پانی پلائے حق تعالیٰ (قیامت کے دن) میرے حوض سے اس کو ایسا پانی پلائیں گے جس کے بعد جنت میں داخل ہونے تک پیاس نہیں لگے گی۔ (تبلیغی نصاب ص:۳۴۵،۳۷۱،۴۱۳)

زکریا صاحب بے شک اسکو صحیح ثابت کرنیکی کوشش کریں لیکن اس کوشش کے خود حنفی عالم بھی مخالف ہیں ڈاکٹر محمد مصطفیٰ الاعظمی دیوبندی حنفی کے نزدیک یہ حدیث ضعیف ہے (حاشیہ ابن خزیمہ ۱۹۱/۳)

اسی طرح مسند احمد (۲۳۹/۵) سے پیش کردہ حدیث کہ نبی ﷺ نے فرمایا اللہ کے ذکر سے بڑھ کر کسی آدمی کا کوئی عمل عذاب قبر سے زیادہ نجات دینے والا نہیں ہے۔ یہ روایت منقطع ہے کیونکہ بقول زکریا صاحب کے بھی زیاد نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہی نہیں کی۔ اسی طرح زکریا صاحب کی روایت کردہ یہ حدیث کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کا ذکر کثرت سے کیا کرو کہ لوگ مجنوں کہنے لگیں یا منافق لوگ تمہیں ریاکار کہنے لگیں۔ (تبلیغی نصاب ص:۵۲۲، مجالس ذکر ص:۷۹) بھی ضعیف ہے (سلسلة الاحاديث الضعيفه رقم ٥١٧) ریاکار کہنے والی حدیث کو تو زکریا صاحب نے بھی امام بیہقی کے بقول ضعیف نقل کیا ہے حالانکہ وہ (ضعیف جداً) سخت ضعیف ہے (سلسلة الاحاديث الضعيفه رقم ٥١٦)

زکریا صاحب کی پیش کردہ یہ حدیث کہ جس میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا لا اله الا

Www.IslamicBooks.Website

اللہ والوں پر نہ موت کے وقت وحشت ہوگی اور نہ قبر کے وقت۔(تبلیغی نصاب ص:۵۶۹،۶۰۴،۶۹۶،
۷۰۲)ان کے بقول اور امام سخاوی کے بقول ضعیف ہے۔(المقاصد الحسنہ ص ۳۰۳)

اسی طرح یہ حدیث کہ نبی ﷺ نے فرمایا لا الہ الا اللہ سے نہ کوئی عمل بڑھ سکتا ہے اور نہ یہ کلمہ کسی گناہ کو چھوڑ سکتا ہے۔(تبلیغی نصاب ص:۵۶۹،۶۰۴،۶۹۶،۷۰۲)بھی زکریا صاحب اور امام سیوطی کے بقول ضعیف ہے۔(ضعیف الجامع الصغیر رقم ۶۱۹۰)زکریا صاحب ایک روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ میری قبر پر مقرر کر رکھا ہے جس کو ساری مخلوق کی باتیں سننے کی قدرت عطا فرما رکھی ہے۔پس جو شخص بھی مجھ پر قیامت تک درود بھیجتا رہے گا وہ فرشتہ مجھ کو اس کا اور اس کے باپ کا نام لے کر درود پہنچاتا رہے گا کہ فلاں شخص جو فلاں کا بیٹا ہے اس نے آپ پر درود بھیجا ہے۔(تبلیغی نصاب ص:۵۶۹،۶۰۴،۶۹۶،۷۰۲)اس حدیث میں نعیم بن ضمضم ہے منذری فرماتے ہیں کہ تمام راوی نعیم بن ضمضم سے روایت بیان کرتے ہیں جو عمران بن الحمیر ی کے مخالف روایت کرتا ہے اور منذری کے نزدیک یہ معروف نہیں (الترغیب و الترھیب ۲/۵۰۰) یہ حدیث سبکی نے اپنی سند کے ساتھ روایت کی (طبقات الشافعیہ الکبریٰ ۱/۸۷) حافظ ابن حجر فرماتے ہیں **لا یعرف** (میزان الاعتدال ۳/۲۳۶) امام بخاری فرماتے ہیں۔**لا یتابع علیہ** (۳/۲۳۶ میزان الاعتدال) نعیم بن ضمضم کو بعض نے ضعیف بھی کہا ہے۔(لسان المیزان ۶/۲۰۳)

اسی طرح یہ حدیث کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص مجھ پر سلام کرتا ہے تو اللہ جل شانہ مجھ پر میری روح لوٹا دیتے ہیں یہاں تک کہ میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔(تبلیغی نصاب ص:۵۶۹،۶۰۴، ۶۹۶،۷۰۲)بھی ضعیف ہے محمد عبد السلام خضر الشیقر ی فرماتے ہیں کہ ہم نے اس سند کا باطل ہونا

Www.IslamicBooks.Website

بیان کیا ہے(السنن والمبتدعات ص ٢٣٦)اسی طرح زکریا صاحب کی پیش کردہ یہ حدیث کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سال میں زکوٰۃ کے علاوہ اور بھی حق ہے۔(فضائل صدقات ص:۱۰۷) یہ بقول زکریا صاحب اور علامہ البانی کے ضعیف ہے(ضعیف الجامع الصغیر رقم ١٩٠١)

ایک تبلیغی عالم ایک مردہ سنت کو زندہ کرنے پر سو شہیدوں کے ثواب والی حدیث بھی بیان کرتے ہیں۔علامہ البانی نے اسے ضعیف کہا ہے اس کی سند میں محمد بن صالح مجہول ہے:"قال الهيثمی فی الزوائد لم اعرفه" (١/١٧٢) ہیثمی کہتے ہیں میں اسے نہیں پہچانتا۔

اسی طرح ایک تبلیغی عالم "یا سارية الجبل" والی روایت کا یوں تذکرہ کرتے ہیں جیسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آواز مدینے سے جا کر ایران میں نہاوند کی پہاڑیوں میں سنائی دی۔(مولانا محمد الیاس اور ان کی دینی تحریک ص:۷۷) اس روایت کی سند یوں ہے "یحییٰ بن ایوب مصری عن ابن عجلان عن نافع عن ابن عمر (المقاصد الحسنه رقم ١٣٣١) یحیٰ بن ایوب مصری مختلف فیہ ہے۔ایک جماعت نے ثقہ کہا ہے۔ابن سعد نے منکر الحدیث کہا احمد بن حنبلؒ کے نزدیک سئی الحفظ ہے۔ابو حاتم اور اسماعیل کہتے ہیں "لا یحتج به" ساجی کے نزدیک "صدوق یهم" احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں "یخطی خطاءً کثیرا" نسائی فرماتے ہیں "لیس هو بالقوی" (تهذیب التهذیب ١١/١٦٤) اسی طرح محمد بن عجلان مرتبہ ثالثہ کا مدلس ہے (طبقات المدلسین لابن حجر ص ١٠٦)اس طبقے کی روایت حجت نہیں ہوتی (مقدمه طبقات المدلسین لابن حجر) اس کی دوسری سند میں سیف اور واقدی ہیں اور یہ دونوں کذاب ہیں۔

زکریا صاحب کی پیش کردہ روایت کہ نبی ﷺ نے فرمایا جس شخص نے حج کیا اور میری زیارت نہ کی اس نے مجھ پر ظلم کیا۔(فضائل صدقات ص:۸۹۸،۲۵۴)اس کی سند میں مجہول راوی ہیں۔

(الصارم المنکی لابن الهادی)

Www.IslamicBooks.Website

اسی طرح زکریا صاحب طویل حدیث قطع رحمی کے بارے میں نقل کرتے ہیں جس میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا اس قوم پر اللہ کی رحمت نہیں ہوتی۔ جس میں کوئی قطع رحمی کرنے والا ہو۔ (فضائل صدقات ص: ۸۹۸،۲۵۴) پھر زکریا صاحب خود لکھتے ہیں کہ صاحب کنز نے اس کے ایک راوی کے متعلق کذب کی نسبت نقل کی ہے۔

عقیدے کی مزید خرابیاں جو تبلیغی جماعت کے قائدین میں موجود ہیں ہم انشاء اللہ اس کتاب کی دوسری جلد میں واضح کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں کتاب وسنت پر چلنے اور شرک وبدعات سے بچنے کی توفیق دے۔ تبلیغی بھائیوں سے بھی یہی التماس ہے کہ آپ کے جذبے کے بارے میں ہمیں کوئی شک وشبہ نہیں۔ آپ کی محنت اپنی جگہ بجا ہے لیکن اگر آپ اس محنت کو کتاب وسنت کی روشنی میں سنوار لیں تو دنیا کی یہ محنت آخرت میں ذخیرہ بن جائے گی (انشاء اللہ) ورنہ عاملة ناصبة. تصلی نارا حامية (الغاشیہ) عمل کرنے اور محنت کرنے کے باوجود دھکتی ہوئی آگ میں داخل ہونا ہوگا۔ وجہ اس کی صرف یہ ہوگی کہ یہ اعمال نبی ﷺ کی اتباع میں نہیں ہوں گے اور ان پر محمدی مہر نہیں ہوگی۔

آیئے ہم آپ کے منتظر ہیں۔

تبلیغ اسلام کا فریضہ نبی ﷺ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے سرانجام دیجئے۔

اصل کامیابی نبی اکرم ﷺ کے طریقہ تبلیغ میں ہے، خودساختہ طریقوں میں نہیں۔

اللہ ہمارا حامی وناصر ہو۔

Www.IslamicBooks.Website

حوالہ جات

مندرجہ ذیل کتب سے استفادہ کیا گیا:۔

۱۔ آپ بیتی۔ المکتبہ المدنیہ اردو بازار لاہور۔

۲۔ ارشادات ومکتوبات حضرت شاہ محمد الیاس۔ مکتبہ دینیات رائے ونڈ لاہور

۳۔ اکابر کا سلوک واحسان۔ ادارہ اسلامیات انارکلی لاہور

۴۔ اکابر علماء دیوبند اتباع شریعت کی روشنی میں۔ ادارۃ المعارف کراچی

۵۔ الفرقان ماہنامہ لکھنؤ تذکرہ شیخ الحدیث۔ مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور

۶۔ ام الامراض۔ ملک سنز فیصل آباد

۷۔ بیعت کی شرعی حیثیت۔ مکتبہ دینیات رائے ونڈ لاہور

۸۔ تبلیغی نصاب۔ مکتبہ رحمانیہ ملتان

۹۔ تبلیغ کا مقامی کام۔ مکتبہ دینیات رائے ونڈ لاہور

۱۰۔ تبلیغی تحریک کی ابتداء اور اس کے بنیادی اصول۔ مکتبہ زکریا عالمگیر مارکیٹ لاہور

۱۱۔ تبلیغی جماعت پر عمومی اعتراضات اور ان کے مفصل جوابات۔ مکتبہ زکریا عالمگیر مارکیٹ لاہور

۱۲۔ تحذیر الناس۔ دار الاشاعت کراچی

۱۳۔ تذکرہ امیر تبلیغ مولانا محمد یوسف صاحب۔ مکتبہ دینیات رائے ونڈ لاہور

۱۴۔ تذکرہ امیر تبلیغ مولانا محمد یوسف صاحب۔ ذوالنورین اکادمی، بھیرہ ضلع سرگودھا

۱۵۔ تذکرہ شیخ الحدیث۔ صدیقی ٹرسٹ کراچی

Www.IslamicBooks.Website

۱۶۔ حضرت جی کی یادگار تقریریں۔کتبہ دینیات رائے ونڈ لاہور

۱۷۔ حضرت مولانا محمد الیاس اور ان کی دینی دعوت۔ مکتبہ دینیات رائے ونڈ لاہور

۱۸۔ حضرت شیخ کا اتباع سنت اور عشق رسول۔ مکتبہ دینیات رائے ونڈ لاہور

۱۹۔ ذکر واعتکاف کی اہمیت مکتبہ دینیات۔ بیرون تبلیغی مرکز رائے ونڈ لاہور

۲۰۔ ردالمختار

۲۱۔ سوانح قاسمی

۲۲۔ شاہ محمد زکریا صاحب کے معمولات رمضان۔ کتب خانہ اشاعت العلوم سہارنپور

۲۳۔ شمائم امدادیہ۔ مدنی کتب خانہ بیرون بوہڑ گیٹ ملتان

۲۴۔ صقالۃ القلوب مکتبہ دینیات، بیرون تبلیغی مرکز رائے ونڈ لاہور

۲۵۔ فتنہ مودودیت مکتبہ۔ بیرون تبلیغی مرکز رائے ونڈ لاہور

۲۶۔ فضائل صدقات۔ مکتبہ امدادیہ ملتان

۲۷۔ قیام اللیل للمروزی صنفہ۔ عبداللہ بن المبارک

۲۸۔ کتب فضائل پر اشکالات اور ان کے جوابات۔ مکتبہ دینیات رائے ونڈ لاہور

۲۹۔ مرقع یوسفی پر اشکالات اور ان کے جوابات۔ مکتبہ دینیات رائے ونڈ لاہور

۳۰۔ مولانا محمد الیاس اور ان کی دینی تحریک۔ مکتبہ زکریا عالمگیر مارکیٹ لاہور

۳۱۔ ماہنامہ الفرقان لکھنو۔ مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور

۳۲۔ محبوب العارفین۔ ادارہ اسلامیات انارکلی لاہور

۳۳۔ مکاتیب شاہ محمد الیاس۔ دارالاشاعت کراچی

Www.IslamicBooks.Website

۳۴۔ مقدمہ عمدۃ الرعایۃ

۳۵۔ محبت ۔مکتبہ دینیات رائے ونڈ لاہور

۳۶۔ ملفوظات شاہ محمد الیاس۔دارالاشاعت کراچی

۳۷۔ مجالس ذکر۔عمران اکیڈمی اردو بازار لاہور

۳۸۔ موت کی یاد۔ادارۃ المعارف کراچی

۳۹۔ نورالانوار

۴۰۔ ولی کامل ۔مکتبہ زکریا عالمگیر مارکیٹ لاہور

Www.IslamicBooks.Website

علامہ حافظ ابن تیمیہؒ کی معرکۃ الآرا کتاب

منہاج السنۃ

مخالفین صحابہ، معاندین صدیقہ کائنات اور امام مہدی منتظر کی روپوشی اور افسانوی شخصیت کا عقیدہ رکھنے والوں کی جامع تردید۔ دلائل کا انبار۔ حافظ ابن تیمیہ کے سیال قلم کا شاہکار۔

تلخیص: علامہ ذہبیؒ

تحقیق: علامہ محب الدین خطیبؒ

ترجمہ: پروفیسر غلام احمد حریریؒ

صفحات مجلد: 848 قیمت: -/395

سلفیت کا تعارف

اور اس کے متعلق بعض شبہات کا ازالہ

تالیف

ڈاکٹر رضاء اللہ محمد ادریس مبارکپوریؒ

تقدیم

ڈاکٹر مقتدیٰ احسن ازہریؒ

صفحات: 400 قیمت: -/190

ایک علمی، تحقیقی اور منفرد کتاب

آئینہ ایام تاریخ

(بعثت رسول سے واقعہ کربلا تک)

صحیح احادیث اور مستند تاریخی حقائق کی روشنی میں روایتی اور افسانوی واقعات کی تردید، اہل سنت والجماعت اور احباب ابن سبا کے نقطہ نظر کا واضح فرق، مشاجرات صحابہ پر اہل سنت کا موقف اور غلط فہمیوں کا ازالہ۔

تالیف: شیخ عثمان بن محمد الناصری آل خمیس

ترجمہ: ابو مسعود عبدالجبار پاکستانی

صفحات مجلد: 328 قیمت: -/165

صاحب تحفۃ الأحوذی کے منتخب رسائل کا نادر مجموعہ

مقالاتِ محدث مبارکپوریؒ

اردو

(نور الابصار، تنویر الابصار، ضیاء الابصار، المقالۃ الحسنیٰ، القول السدید، کتاب الجنائز اعلام اہل الزمن، خیر الماعون وغیرہ)

مولانا محمد عبدالرحمٰن محدث مبارکپوری
صاحب تحفۃ الاحوذی

کمپیوٹر کتاب، سفید کاغذ اور معیاری جلد بندی۔

صفحات: 512 قیمت: =/250

Www.IslamicBooks.Website

نازک تاریخی موضوع پر سنجیدہ، علمی اور تحقیقی کتاب

خلافت اموی

خلافتِ راشدہ کے پس منظر میں

حضرت امیر معاویہؓ اور امیر یزید بن معاویہؒ کے عہد خلافت میں صحابہ کرام کا کردار و عمل غزواتِ روم، غزوات قسطنطنیہ، پر علمی بحث، خلافت یزید میں امراء حج، اور یزید کی انتظامیہ میں صحابہ کرام کی خدمات وغیرہ

مؤلف: پروفیسر ڈاکٹر محمد یٰسین مظہر صدیقی

صفحات: 265 قیمت (مجلد): -/175

شر انگیز اعتراضات کا سنجیدہ اور علمی جواب

حدیث خیر و شر

(محقق ایڈیشن)

اختلافی مسائل سے دلچسپی رکھنے والوں کے لئے مفید علمی تحفہ۔

تالیف: مولانا عبدالمتین میمن جونا گڑھیؒ

تحقیق: مولانا عبداللطیف اثری حفظہ اللہ

صفحات: 240 قیمت (مجلد): -/120

جنوں اور شیطانوں کی دنیا ان کے خطرات،

احتیاطی تدابیر اور علاج (کتاب و سنت کی روشنی میں)

جادو کی حقیقت

جادو، کہانت اور علم نجوم کی حرمت اور جادوگروں کی دسیسہ کاریوں اور لٹیروں سے بچانے والی ایک عمدہ کتاب، پڑھیے اور اپنے علم میں اضافہ کیجئے۔

مؤلف: غازی عزیر مبارکپوری

صفحات: 400 قیمت (مجلد): -/165

تعمیر ملت اور دینی ادارے

ملت اسلامیہ ہند مسائل و مشکلات اور حل۔ مسلمانوں کے عصری تعلیمی ادارے اور ان کے مسائل۔ اسلام میں شرعی علوم کی اعلیٰ تعلیم، ضرورت، امکانات۔ اور طریقۂ کار۔ تعلیمی اداروں کا معیار جیسے بیسوں موضوعات پر تفصیلی بحث۔

تالیف	مولانا رفیق احمد رئیس سلفی

صفحات: 128 قیمت: -/60

Www.IslamicBooks.Website

ایک نادر علمی اور تحقیقی کتاب

جلد اول و دوم

فتاویٰ علمیہ المعروف توضیح الاحکام

عقائد، عبادات، معاملات اور تحقیقی افادات و دیگر متفرق مسائل پر
گراں قدر علمی اور تحقیقی فتاوے۔ کتاب و سنت کے ٹھوس دلائل اور
سلف صالحین کے منہج و آراء کے مطابق علمی بحثیں۔

تالیف حافظ زبیر علی زئی

Rs: 600/- Page: 1286

اور دیگر کبار عرب علماء کے فتاویٰ جات کا حسین انتخاب

فتاویٰ نکاح و طلاق

شیخ ابن باز رحمہ اللہ شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ شیخ محمد بن صالح المنجد حفظہ اللہ

ترتیب و تخریج: حافظ عمران ایوب لاہوری حفظہ اللہ

تحقیقی افادات: محدث العصر علامہ محمد ناصر الدین البانی رحمہ اللہ

ازدواجی مسائل سے متعلق پیش آمدہ مسائل اور الجھنوں کا معقول و قابل اطمینان حل پیش کرنے والی کتاب طالبان علوم دینیہ، علماء اور ہر مسلمان میاں بیوی کی ایک اہم ضرورت ہے۔ نکاح کے شرعی آداب اور تقاضے طلاق کا مشروع طریقہ۔ مسائل کا حل کتاب وسنت کی روشنی میں۔ مغربی تہذیب کی الجھنوں سے نجات دلانے والی کتاب کبار عرب علماء کے فتاوے علامہ البانیؒ کے تحقیقی افادات کے ساتھ مزین۔

Rs: 320/- Delux380/- Page: 528

قاموس البدع

بدعات کا انسائیکلوپیڈیا

جمع وترتیب

ابوعبیدہ مشہور بن حسن آل سلمان

ابوعبداللہ احمد بن اسماعیل شکوکانی

ترجمہ واستدراکات

ڈاکٹر حافظ محمد شہباز حسن

ماخوذ از تصنیفات علامہ محمد ناصر الدین البانی رحمۃ اللہ علیہ

₹ 650/-

بہت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ آج مرورِ ایام کے ساتھ اسلام کی اصل شکل گم ہو رہی ہے۔ وقت کے راہبوں، صوفیوں، نفس پرستوں اور نام نہاد دعوتِ اسلامی کے دعوے داروں نے قال اللہ وقال الرسول کے مقابلے میں اپنے خودساختہ افکار وخیالات کو پیش کیا طرح طرح کی بدعات وخرافات نے اسلام کے صاف و شفاف چہرے کو داغدار بنا دیا، نتیجہ یہ نکلا کہ مسلمانوں کی اکثریت ان بدعات کو عین اسلام سمجھتی ہے۔ دن کی بدعات الگ، ہفتے کی بدعات الگ، مہینے کی بدعات الگ، عبادت کی بدعات الگ، ولادت اور فوتگی کے موقع پر بدعات الگ، غرض کہ ہر ہر موقع کی بدعات الگ الگ ایجاد کر رکھی ہیں۔ علامہ محمد ناصر الدین البانی رحمہ اللہ کی یہ کتاب ان بدعات کو سمجھنے اور ان سے بچنے میں بھرپور معاون ہوگی۔ ان شاء اللہ۔

مسئلہ توہین رسالت اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی کے موضوع پر اسلامی کتب خانے کی سب سے جامع اور مستند کتاب۔

الصارم المسلول علی شاتم الرسول

مسئلہ توہین رسالت اور اس کے جملہ مباحث پر مشتمل معرکہ آراء تصنیف

ترجمہ

پروفیسر غلام احمد حریری

تحقیق ونظرثانی

حافظ شاہد محمود

فاضل مدینہ یونیورسٹی

مؤلف شیخ الاسلام امام ابن تیمیۃ رحمۃ اللہ علیہ

₹ 480/-

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کا مرتکب خواہ مسلم ہو یا کافر واجب القتل ہے۔ گالی دینے کے بارے میں احکام کا خلاصہ، ذمی کا عہد کب ٹوٹ جاتا ہے، منافق کسے کہتے ہیں، خوارج کے افکار وعقائد، شاتم رسول کی سزا کا خلاصہ، توہینِ رسالت اور اس کے جملہ مباحث ومتعلقات پر قیمتی اور جامع بحث اور نام نہاد مفکرین کے شبہات کا مکمل ازالہ۔ علامہ ابن تیمیہؒ کے سیال قلم کا شاہکار۔

Www.IslamicBooks.Website

شرک کی ایک خطرناک قسم

وہم پرستی
اور اس کا علاج

کاوش محمد طیب محمدی

★ دوران علاج داغ نہیں لگواتے
★ صرف اللہ ہی پر توکل کرتے ہیں
★ نحوست نہیں لیتے
★ دم نہیں کرواتے (البخاری)

بغیر حساب و کتاب کے جنت میں جانے والے 70 ہزار افراد کے اوصاف

Rs: 50/- Page: 80

سلفیت تعارف و حقیقت

افادات

علامہ محمد ناصر الدین البانیؒ

مترجم: ابوحماد عبدالغفار مدنی حفظہ اللہ

یہ کتاب علامہ البانیؒ کے مختلف رسائل وتقاریر کا مجموعہ ہے سب سے پہلے توحید، فلاح ونشاۃ ثانیہ کا واحد راستہ سلفی منہج، سلفی دعوت کے اصول ومبادی، سلفیت اور دیگر مذاہب، سلفی دعوت کے متعلق شکوک وشبہات، سلفی منہج کیا ہے۔ کیا سلفیت کوئی باطل مکتب فکر ہے؟ سلفیت کا معنی ومفہوم کیا ہے۔ سلفیت کوئی مسلک ہے؟ کیا سلفی کہلانا ضروری ہے، سلفی کہلانے کی ضرورت کیوں؟ دنیا کی دیگر اسلامی تحریکوں کا ماخذ ومنہج اور سلفیت میں کیا امتیاز و اشتراک ہے۔

خالص علمی نوعیت کی تحقیقی کتاب، علمی تعصب، اور مسلکی جارحیت سے پاک۔

Rs: 160/-(مجلد) Page: 272

مملکت سعودی عرب کے معروف عالم دین اور مفتی شیخ محمد بن صالح العثیمین کے منتخب فتاویٰ کا نادر مجموعہ

فتاویٰ

شیخ محمد بن صالح العثیمین

عقائد عبادات اور دیگر مسائل پر تحقیقی فتاویٰ

ترجمہ
مولانا محمد خالد سیف حفظہ اللہ

Rs: 350/- Page: 464

اہل حدیث کا منہج
اور
احناف سے اختلاف کی حقیقت ونوعیت

مولف: حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ

برصغیر کا مذہبی منظر نامہ کچھ ایسا ہے کہ اختلافی مسائل پر ڈھنگ کی اور معروضی انداز کی کوئی کتاب مشکل سے ملے گی۔

زیر نظر کتاب کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس میں اختلافِ فکر ونظر اور مسائل کے اخذ واستدلال کے فرق کو واضح کیا گیا ہے۔ اور یہ بتایا گیا ہے کہ اختلاف کی اصل بنیاد کیا ہے، اختلاف اور مخالفت میں کیا فرق ہے، نیت میں خیر ہو اور فہم دین کا مصدر صحیح ہو تو اختلاف فکر ونظر کا واقع ہونا معیوب نہیں۔ یہ کتاب مسلکی منافرت اور علمی تعصب کو کم کرنے اور مسئلہ کی واقعی نوعیت اور اصل حقیقت تک پہونچانے میں کہاں تک کامیاب ہے، یہ قارئین مطالعہ کے بعد ہی فیصلہ کر سکتے ہیں۔ پڑھئے اور معلومات میں اضافہ کیجئے۔

Rs: 170/-(مجلد) Page: 288

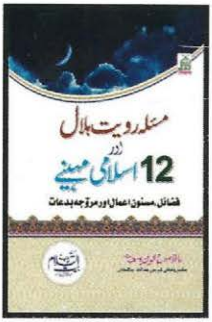

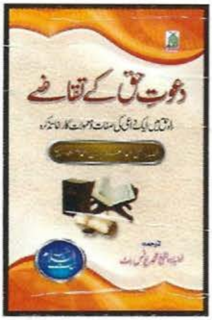

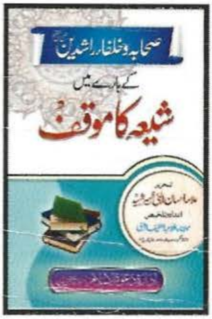

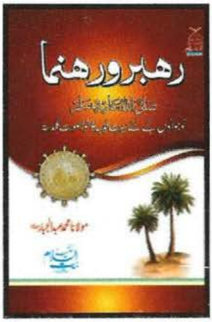

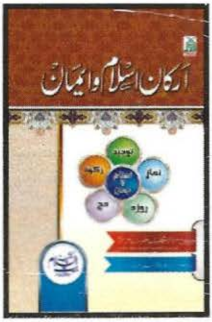

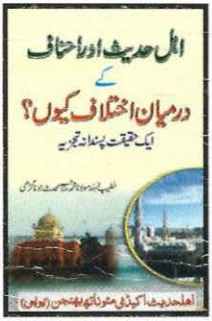

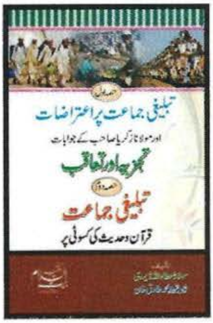

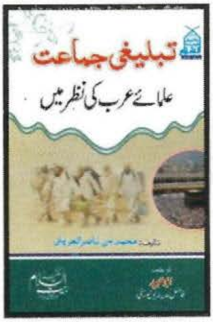

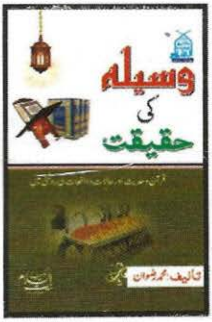

Distributer For U.P. & Other States

MAKTABA AL-FAHEEM

Raihan Market, 1st Floor, Dhobia Imli Road
Sadar Chowk, Maunath Bhanjan - (U.P.) 275101
Ph.: (O) 0547-2222013, Mob. 9236761926, 9889123129, 9336010224
Email :faheembooks@gmail.com

₹ 135/-

Www.IslamicBooks.Website